عمران سیریز نمبر 4

بھیانک آدمی

(مکمل ناول)

O

روشی اسے بہت دیر سے دیکھ رہی تھی! وہ سر شام ہی ہوٹل میں داخل ہوا تھا اور اب سات بج رہے تھے! سمندر کی طرف سے آنے والی ہوائیں کچھ بوجھل سی ہو گئی تھیں---!

جب وہ ہوٹل میں داخل ہوا تھا تو روشی کی میز کے علاوہ اور ساری میزیں خالی پڑی تھیں! لیکن اب ہوٹل میں تل دھرنے کی بھی جگہ نہیں تھی۔

وہ ایک خوبصورت اور جامہ زیب نوجوان تھا! لیکن یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جس کی بناء پر روشی اس کی طرف متوجہ ہوتی! اسی ہوٹل میں اس نے اب سے پہلے درجنوں خوبصورت آدمیوں کے ساتھ سینکڑوں راتیں گذاری تھیں اور اس کی وہ حس کبھی کی فنا ہو چکی تھی، جو صنف قوی کی طرف متوجہ کرنے پر اکساتی ہے۔

روشی ایک اینگلو برمیز عورت تھی.... کبھی لڑکی بھی رہی ہو گی لیکن اب یہ بہت پرانی بات ہو چکی تھی! یہ اس وقت کی بات ہے جب سنگاپور پر جاپانیوں نے بمباری کی تھی اور جدھر جس کے سینگ سمائے تھے بھاگ نکلا تھا! روشی چودہ سال کی ایک لڑکی تھی! اس کا باپ سنگاپور کا ایک بہت بڑا تاجر تھا۔ لیکن بہت بڑے تاجر کی بیٹی ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ روشی تین دن کے فاقے کے بعد ایک کپ چائے کے عوض لڑکی سے عورت نہ بن جاتی! ہو سکتا ہے کہ اس کے باپ کو ایک کپ چائے بھی میسر نہ آئی ہو کیوں کہ اس میں لڑکی سے عورت بننے کی صلاحیت تو

تھی نہیں... بہر حال روشی اس کے انجام سے آج بھی ناواقف تھی اور اب وہ ایک پچیس سال کی پختہ کار عورت تھی! لیکن گیارہ سال قبل کی روشی نہیں تھی... چائے کا وہ کپ اسے آج بھی یاد تھا... اور وہ اب تک ایسے درجنوں آدمیوں کو ایک ایک کپ چائے کے لئے محتاج کر چکی تھی!۔

اب اس کے پاس ایک عمدہ سا آرام دہ فلیٹ تھا! دنیا کی ساری آسائشیں میسر تھیں اور اسے یقین تھا کہ اب وہ کبھی فاقے نہ کرے گی۔

یہ ہوٹل اس کے کاروبار کے لئے بہت موزوں تھا اور وہ زیادہ تر راتیں یہیں گزارتی تھی! یہ ہوٹل کاروبار کیلئے یوں مناسب تھا کہ بندرگاہ یہاں سے قریب تھی اور دن رات یہاں غیر ملکیوں کا تانتا بندھا رہتا تھا جن میں زیادہ تر سفید نسل کے لوگ ہوتے تھے... اور یہ ہوٹل چلتا بھی انہیں کے دم سے تھا! ورنہ عام شہری ادھر کا رخ بھی نہیں کرتے تھے! مگر روشی اسی بنا پر بھی اس نوجوان میں دلچسپی نہیں لے رہی تھی کہ وہ کوئی جہاز راں نہیں تھا۔

بات دراصل یہ تھی کہ وہ جب سے آیا تھا قدم بہ قدم پر اس سے حماقتیں سرزد ہو رہی تھیں! جیسے ہی ویٹر نے پیشانی تک ہاتھ لے جا کر اُسے سلام کیا اُس ہوٹل کے سارے ویٹر آنے والے گاہکوں کو سلام کرنا ضروری خیال کرتے تھے خواہ وہ نئے ہوں خواہ پرانے، اس نے بھی باقاعدہ طور پر نہ صرف اس کے سلام کا جواب دیا بلکہ مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو کر اس سے مصافحہ بھی کرنے لگا اور کافی دیر تک اس کے بال بچوں کی خیریت پوچھتا رہا۔

پہلے اس نے چائے منگوائی... اور خاموش بیٹھا رہا! حتیٰ کہ چائے ٹھنڈی ہو گئی پھر ایک گھونٹ لے کر برا سا منہ بنانے کے بعد اس نے چائے واپس کر کے کافی کا آرڈر دیا!

کافی شائد ٹھنڈی چائے سے زیادہ بدمزا معلوم ہوئی اور اس نے کچھ اس قسم کا منہ بنایا جیسے ابکائی روک رہا ہو! پھر اس نے کافی بھی واپس کر دی اور پے در پے ٹھنڈے پانی کے کئی گلاس چڑھا گیا۔

اندھیرا پھیل گیا اور ہوٹل میں برقی قمقمے روشن ہو گئے۔ لیکن اس احمق نوجوان نے شاید وہاں سے نہ اٹھنے کی قسم کھائی تھی۔

روشی کی دلچسپی بڑھتی رہی! وہ بھی اپنی جگہ پر جم سی گئی تھی!

رات کے کھانے کا وقت ہونے سے قبل ہی میز پوش تبدیل کر دیئے گئے اور میزوں پر تروتازہ پھولوں کے گلدانوں کے ساتھ ہی ایسے گلاس بھی رکھے گئے جن میں نیپکن اڑسے ہوئے تھے۔

اس بیوقوف نوجوان نے اپنی کرسی پیچھے کھسکالی تھی اور ایک ویٹر اس کی میز بھی درست کر رہا تھا! ویٹر کے ہٹتے ہی وہ ایک گلاب کا پھول گلدان سے نکال کر سونگھنے لگا! وہ خیالات میں کھویا

ہوا سا معلوم ہو رہا تھا اور اس نے ایک بار بھی اپنے گرد و پیش نظر ڈالنے کی زحمت نہیں گوارہ کی تھی! شائد وہ وہاں خود کو تنہا محسوس کر رہا تھا!

روشی اسے دیکھتی رہی اور اب وہ نہ جانے کیوں اس میں خاص قسم کی کشش محسوس کرنے لگی تھی!... اس نے کئی بار وہاں سے اٹھنا بھی چاہا لیکن کامیاب نہ ہوئی۔

اتنے میں کھانے کا وقت ہو گیا — اور اس نوجوان نے کھانے کا آرڈر دیا۔ پھول ابھی تک اس کی چٹکی میں دبا ہوا تھا جسے وہ کبھی سونگھنے لگتا اور کبھی آنکھیں بند کر کے اس طرح اس سے گال سہلانے لگتا جیسے ضرورتاً ایسا کر رہا ہو۔

کھانا میز پر چن دیا گیا! لیکن وہ بدستور بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ وہ اب بھی کچھ سوچ رہا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ویٹر کے آنے اور کھانے کی موجودگی کا اسے علم ہی نہ ہوا!

روشی اب بھی اسے دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ وہ گلاب کا پھول شوربے میں ڈبو رہا ہے اور پھر وہ اسے چبا بھی گیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس نے اتنا برا سا منہ بنایا کہ روشی کو بیساختہ ہنسی آ گئی۔ اس کے منہ سے کچلے ہوئے پھول کے ٹکڑے پھسل پھسل کر گر رہے تھے۔

"بوائے۔" اس نے روہانسے کے سے انداز میں ویٹر کو آواز دی اور کئی لوگ چونک کر اسے گھورنے لگے! ڈائننگ ہال اب کافی آباد ہو چکا تھا۔ شائد پانچ میزیں خالی ہوں گی۔

"سب چوپٹ" اس نے ویٹر سے گلوگیر آواز میں کہا۔ "سب لے جاؤ... بل لاؤ!"

"بات کیا ہے جناب!" ویٹر نے مؤدبانہ پوچھا۔

"بات کچھ نہیں۔ سب مقدر کی خرابی ہے... آج کسی چیز میں بھی مزا نہیں مل رہا!" نوجوان نے مسکین صورت بنا کر کہا "بل لاؤ"۔

ویٹر برتن سمیت کر واپس چلا گیا! لیکن اسے واپس آنے میں دیر نہیں لگی! نوجوان نے طشتری میں رکھے ہوئے پرچے پر نظر ڈالی اور اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا!۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی جیبوں سے نوٹوں کی کئی گڈیاں نکل آئیں۔ جنہیں وہ میز پر ڈالتا ہوا کھڑا ہو گیا اور اب وہ اپنی اندرونی جیبیں ٹٹول رہا تھا۔

آخر اس نے ایک کھلی ہوئی گڈی نکالی اور اس میں سے سو کا ایک نوٹ کھینچ کر طشتری میں رکھ دیا۔

روشی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اور وہ نوجوان بڑی لاپروائی سے میز پر پڑی ہوئی نوٹوں کی گڈیوں کو کوٹ کی جیبوں میں ٹھونس رہا تھا۔

روشی نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور اس نے دیکھا کہ ڈائننگ ہال کے سارے لوگ اس احمق کو بری طرح گھور رہے ہیں اور اس نے وہاں کچھ برے لوگ بھی دکھائی دیئے جو للچائی ہوئی

نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

روشی اپنی جگہ سے اٹھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس احمق کی میز کے قریب پہنچ گئی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ ڈائننگ ہال کے بعد دوسرے ہی کمرے میں بہت ہی اعلیٰ پیمانے پر جوا ہوتا تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ ابھی دو تین دلال اسے گھیر کر اس کمرے میں لے جائیں گے۔۔۔ اور وہ چند گھنٹوں کے اندر ہی کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جائے گا۔

"کہو طوطے اچھے تو ہو!" روشی نے نوجوان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اتنے بے تکلفانہ انداز میں کہا جیسے وہ نہ صرف اس سے واقف ہو بلکہ دونوں گہرے دوست بھی ہوں۔

نوجوان چونک کر اسے احمقوں کی طرح دیکھنے لگا۔ اس کے ہونٹ کھلے ہوئے تھے اور آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"اب تم کہو گے کہ میں نے تمہیں پہچانا ہی نہیں۔" روشی اٹھلا کر بولی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ دوسری طرف قمار خانے کے دلال ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

"آہا! کیا تمہیں بولنا نہیں آتا!" روشی پھر بولی۔

"مم۔۔۔ وہ۔۔۔ ہپ!" نوجوان ہکلا کر رہ گیا۔

"تم شاید پاگل ہو!" وہ میز پر کہنیاں ٹیک کر آگے جھکتی ہوئی آہستہ سے بولی! "اس خطرناک علاقے میں اپنی امارت جتاتے پھرنے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے!"

"خطرناک علاقہ!" نوجوان آنکھیں پھاڑ کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔

"ہاں میرے طوطے! کیا تم پہلی بار یہاں آئے ہو۔"

نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"[illegible] ہو!"

"اس نے یہیں ملنے کا وعدہ کیا تھا!" نوجوان نے شرما کر کہا۔

"کس نے!۔۔۔ کیا کوئی لڑکی ہے!"

نوجوان نے پھر سر ہلا دیا! لیکن اس بار اس نے شرم کے مارے اس سے آنکھیں نہیں ملائیں! وہ کسی ایسی کنواری لڑکی کی طرح لجا رہا تھا جس کے سامنے اس کی شادی کا تذکرہ چھیڑ دیا گیا ہو!

روشی نے اس پر ترحم آمیز نظر ڈالی۔

"اگر اس نے یہاں ملنے کا وعدہ کیا تھا تو وہ کوئی اچھی لڑکی نہیں ہو سکتی!"

"کیوں!" نوجوان چونک کر بولا۔

"لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم اتنے زرد پے کیوں ساتھ لئے پھر رہے ہو!" روشی نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"جب تک اتنی ہی رقم میری جیب میں نہ ہو۔۔۔ میں گھر سے باہر نہیں نکلتا۔"

اچانک ایک دلال نے روشی کو اشارہ کیا! غالباً اس اشارے کا یہی مطلب تھا کہ اسے قمار خانے لے چلو!۔۔۔ لیکن روشی نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

"تب تو پھر ہو سکتا ہے کہ یہ تمہاری زندگی کی آخری رات ہو۔" روشی نے نوجوان سے کہا۔

"کیوں خواہ مخواہ ڈرا رہی ہو!" نوجوان خوف زدہ سی آواز میں بولا۔ "میں یونہی بڑا بد نصیب آدمی ہوں۔ پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھا سکتا! کوئی چیز ٹھنڈی معلوم ہوتی ہے اور کوئی چیز کڑوی! بڑا تھرڈ کلاس ہوٹل ہے میرے نانا کے گاؤں والی سرائے میں یہاں سے بدرجہا بہتر کھانا ملتا ہے۔"

روشی عجیب نظروں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔ کچھ دیر خاموش رہی پھر وہ اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا اب میں جاؤں گا۔"

"شاید تم اس شہر کے ہی نہیں ہو!" روشی نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"کیا تم غیب کی باتیں بھی بتا سکتی ہو!" نوجوان کے لہجے میں حیرت تھی! وہ پھر بیٹھ گیا!

"یہاں سے نکلنے کے بعد تمہیں سڑک تک پہنچنے کے لئے ایک ویرانہ طے کرنا پڑے گا!" روشی نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تم چیخ بھی نہ سکو اور کئی انچ لمبا ٹھنڈا لوہا تمہارے جسم میں اتر جائے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم باہر مار ڈالے جاؤ گے بدھو!" روشی دانت پیس کر بولی۔ "کیا تم نے اس علاقے کی ہولناک وارداتوں کے متعلق اخبارات میں بھی نہیں پڑھا۔"

"میں کچھ نہیں جانتا!" نوجوان نے بے چینی سے پہلو بدل کر کہا۔

"وہ لڑکی کس وقت آئے گی!"

"اوہ اب تو آٹھ بج گئے! اس نے سات بجے ملنے کا وعدہ کیا تھا!"

"تم اسے کب سے جانتے ہو!"

"کل سے!"

"کیا مطلب!"

"ہاں ہاں کل سے! کل وہ مجھے ریلوے ویٹنگ روم میں ملی تھی!"

"اور تم آج یہاں دوڑے آئے! واقعی بدھو ہو۔"

"بات یہ ہے۔۔۔ کک۔۔۔ کہ۔۔۔"

"فضول باتیں نہ کرو! تمہارے لئے دونوں صورتیں خطرناک ہیں۔ لیکن ایک میں جان

جانے کا خدشہ نہیں! البتہ لٹ ضرور جاؤ گے!"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی!"

"باہر پھیلے ہوئے اندھیرے پر ایک خطرناک آدمی کی حکومت ہے اور وہ آدمی بعض اوقات یونہی تفریحاً بھی کسی نہ کسی کو ضرور قتل کر دیتا ہے! مگر تم.... تم تو سونے کی چڑیا ہو اس لئے تمہیں جان و مال دونوں سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔"

"کس مصیبت میں پھنس گیا!" نوجوان نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"جب تک میں کہوں خاموشی سے یہیں بیٹھے رہو!" روشی نے کہا۔

"لیکن.... تم نے یہاں بھی کسی خطرے کا تذکرہ کیا تھا۔"

"یہاں تم لٹ جاؤ گے پیارے طوطے!" روشی نے مسکرا کر پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ "ادھر جوا ہوتا ہے اور جوئے خانے کے دلال تمہاری تاک میں ہیں۔"

"واہ.... وا...." احمق نے ہنس کر کہا۔ "یہ تو بڑی اچھی بات ہے! میں جوا کھیلنا پسند کروں گا! مجھے وہاں لے چلو!"

"اوہ! میں سمجھی! تم یہاں جوا کھیلنے آئے ہو!"

"نہیں.... یہ بات نہیں.... اف وہ ابھی تک نہیں آئی.... ارے بھئی قسم لے لو.... میں جوا کھیلنے کی نیت سے نہیں آیا تھا! مگر اب کھیلوں گا ضرور۔ ایسے مواقع روز روز نہیں ملتے!"

"یعنی تم حقیقتاً جواری نہیں ہو!"

"نہیں! میں یہ بھی نہیں جانتا کہ جوا کھیلا کس طرح جاتا ہے۔"

"تب پھر کیسے کھیلو گے!"

"بس کسی طرح! صرف ایک بار تجربے کے لئے کھیلنا چاہتا ہوں! سچ کہتا ہوں ایسا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا!"

"کیسا موقع!"

"بات یہ ہے!" احمق آگے جھک کر رازدارانہ انداز میں بولا۔ "نہ یہاں ڈیڈی ہیں اور نہ ممی!"

روشی بے اختیار ہنس پڑی۔ لیکن اس نوجوان کے چہرے پر حماقت آمیز سنجیدگی دیکھ کر خود بھی سنجیدہ ہو گئی اور نہ جانے کیوں اس وقت وہ خود کو بھی بیوقوف محسوس کرنے لگی تھی۔

"ڈیڈی اور ممی!" نوجوان پھر بولا "مجھے کڑی پابندیوں میں رکھتے ہیں! لیکن میں دنیا دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اب بڑا ہو گیا ہوں نا.... ہے کہ نہیں!.... دیکھ لو وہ اب تک نہیں آئی...."

"میں تمہیں جوا نہ کھیلنے دوں گی! سمجھے!"

"کیوں!.... واہ.... اچھی رہی! تم ہو کون مجھے روکنے والی۔ میں نے آج سے پہلے کبھی تمہیں دیکھا تک نہیں۔"

"تم جوا نہیں کھیلو گے!" روشی اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی!

"دیکھتا ہوں۔ تم کیسے روکتی ہو مجھے!"

اتنے میں قمار خانے کا ایک دلال اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کی میز کی طرف بڑھا۔ صورت ہی سے خطرناک آدمی معلوم ہو رہا تھا! چہرے پر گھنی مونچھیں تھیں اور خفیف سے کھلے ہوئے ہونٹوں سے اس کے دانت دکھائی دیتے تھے! آنکھوں سے درندگی جھانک رہی تھی! وہ ایک کرسی کھینچ کر روشی کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کیا یہ تمہارے دوست ہیں!" اس نے روشی سے پوچھا۔

"ہاں!" روشی کے لہجے میں تلخی تھی۔

"کیا پہلی بار یہاں آئے ہیں۔"

"ہاں.... ہاں!" روشی جھلا گئی۔

"ناراض معلوم ہوتی ہو!" وہ لگاوٹ کے سے انداز میں بولا!

"جاؤ! اپنا دھندا دیکھو! یہ جواری نہیں ہے!"

"میں ضرور جوا کھیلوں گا!" احمق نے میز پر گھونسہ مار کر کہا! "تم مجھے نہیں روک سکتیں! سمجھیں!"

"اوہ یہ بات ہے!" دلال روشی کو گھورنے لگا! اس کی آنکھوں میں کینہ توزی کی جھلک تھی۔ پھر وہ احمق کی طرف مڑ کر بولا۔ "نہیں مسٹر آپ کو کوئی نہیں روک سکتا! آپ جیسے خوش قسمت لوگ یہاں سے ہزاروں روپے بٹور کر لے جاتے ہیں اور ان کی یہ کشادہ پیشانی آہاہا.... فتح مندی اور نصیب وری کی نشانی ہے! میرے ساتھ آئیے۔ میں آپ کو یہاں کھیلنے کے گر بتاؤں گا۔ جیت پر صرف پندرہ روپے فیصدی کمیشن.... بولئے ٹھیک ہے نا!"

"بالکل ٹھیک ہے یار!" احمق اس کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔ "اٹھو۔" روشی وہیں بیٹھی رہ گئی اور وہ دونوں اٹھ کر قمار خانے کی طرف چلے گئے۔

O

روشی خواہ مخواہ بور ہو رہی تھی! اسے تکلیف پہنچی تھی! نہ جانے کیوں؟ وہ جہاں تھی وہیں بیٹھی رہی! اس کے ذہن میں آندھیاں سی اٹھ رہی تھیں! بڑی عجیب بات تھی! آج اس سے

پہلی ملاقات تھی۔ وہ بھی زبردستی کی! لیکن اس کے باوجود بھی وہ محسوس کر رہی تھی جیسے اس احمق کے رویے کی بناء پر برسوں پرانی دوستی ٹوٹ گئی ہو! اس نے اس کا کہنا کیوں نہیں مانا! اس کی بات کیوں رد کر دی۔

پھر اسے اپنی اس حماقت پر ہنسی آنے لگی۔ آخر وہ اسے منع کرنے والی ہوتی ہی کون ہے!.. پتہ نہیں.... وہ کون ہے، کہاں سے آیا ہے؟ کل کہاں ہوگا؟ ایسے آدمی کے لئے اس قسم کا جذبہ رکھنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے اس سے پہلے ایک نہیں سینکڑوں آدمیوں سے مل چکی تھی! اور انہیں اچھی طرح لوٹتے وقت بھی اس کے دل میں رحم کا جذبہ نہیں بیدار ہوا تھا۔ لیکن اس احمق نوجوان کو دوسروں کے ہاتھوں لٹتے دیکھ کر نہ جانے کیوں اس کی انسانیت جاگ اٹھی تھی! اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا کوئی نالائق لڑکا اس کا دل توڑ گیا ہو۔

"وہ جہنم میں جائے!" وہ آہستہ سے بڑبڑائی اور ویٹر کو بلا کر ایک پیگ وہسکی کا آرڈر دیا۔

پھر اس نے اس طرح اپنے سر کو جھٹکا دیا جیسے اس احمق کے تصور سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہو۔

اس نے سوچا کہ وہ پی چکنے کے بعد یہاں سے اٹھ ہی جائے گی! ضرور اٹھ جائے گی۔

لیکن اٹھ جانے کا تہیہ کر لینے کے باوجود بھی وہ وہیں بیٹھی رہی.... سوچتی رہی.... اسی احمق نوجوان کے متعلق.... ایک گھنٹہ گزر گیا اور پھر وہ اسے دوبارہ دکھائی دیا۔

وہ قمار خانے کے دروازے میں کھڑا اپنے چہرے سے پسینہ پونچھ رہا تھا دونوں کی نظریں ملیں اور وہ تیر کی طرح اس میز کی طرف آیا۔

"تم ٹھیک کہتی تھیں!" وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر ہانپتا ہوا بولا۔ "میں نے تین ہزار روپے کھو دیئے!"

روشی اسے گھورتی رہی پھر دانت پیس کر بولی۔ "جاؤ چلے جاؤ! ورنہ الٹا ہاتھ رسید کر دوں گی۔"

"نہیں.... میں نہیں جاؤں گا.... تم نے کہا تھا کہ باہر خطرہ ہے!"

روشی خاموش ہو گئی۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی۔!

"بتاؤ میں کیا کروں۔" احمق نے پھر کہا۔

"جہنم میں جاؤ۔"

"میں بھی کتنا گدھا ہوں!" احمق خود سے بولا "بھلا یہ بیچاری کیا بتائے گی۔"

احمق کرسی سے اٹھ گیا! روشی بری طرح جھلائی ہوئی تھی! اس نے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی۔ وہ اسے باہر جاتے دیکھتی رہی۔ حتیٰ کہ وہ صدر دروازے سے گذر گیا!

اچانک اس کے خیالات کی رو پلٹی اور وہ پھر اس کیلئے بے چین ہو گئی! اس کے ذہن میں باہر

کے اندھیرے کا تصور رینگنے لگا اور وہ مضطربانہ انداز میں کھڑی ہو گئی!-- وہ پھر اس احمق کے متعلق سوچ رہی تھی! اس نے صرف تین ہزار گنوائے تھے لیکن اس کے بعد بھی اس کی جیبوں میں کافی رقم ہوگی! وہ بڑے نوٹوں کی کئی گڈیاں تھیں.... یقیناً تیس یا چالیس ہزار ہو سکتا ہے یا اس سے بھی زیادہ---!

اس نے بڑی تیزی سے اپنا دستی بیگ اٹھایا اور ہوٹل سے نکل گئی۔ باہر اندھیرے کی حکمرانی تھی۔ کافی فاصلے پر اسے ایک تاریک سایہ نظر آ رہا تھا! متحرک سایہ.... جو اس احمق کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا.... سامنے چھوٹے چھوٹے ٹیلے تھے اور بائیں طرف گھنی جھاڑیوں کا سلسلہ میلوں تک پھیلا ہوا تھا۔ سڑک تک پہنچنے کے لئے ان ٹیلوں کے درمیان سے گزرنا ضروری تھا! لیکن موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ وقت اس کے لئے موزوں نہیں تھا! خود پولیس اس علاقے کو خطرناک قرار دے چکی تھی!

روشی دل ہی دل میں خود کو برا بھلا کہہ رہی تھی۔ کیوں نہ اس نے اس کو ادھر جانے سے باز رکھا۔ اس نے اسے وہ راستہ کیوں نہ بتا دیا جو بندرگاہ کی طرف جاتا تھا۔

اب وہ اس الجھن میں پڑ گئی تھی وہ اسے کس طرح آواز دے۔ وہ اس کے نام سے بھی واقف نہیں تھی!

اچانک اسے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک دوسرا سایہ دکھائی دیا جو پہلے سائے کے پیچھے تھا اور یک بیک کسی ٹیلے کی اوٹ سے نمودار ہوا تھا! پھر اس نے اسے اگلے سائے پر جھپٹتے دیکھا — اور وہ اپنی بے ساختہ قسم کی چیخ کو کسی طرح نہ دبا سکی: جو اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی سناٹے میں دور تک لہراتی چلی گئی تھی!

دونوں سائے گتھے ہوئے زمین پر گرے.... پھر ایک فائر ہوا اور ایک سایہ اچھل کر جھاڑیوں کی طرف بھاگا۔

روشی بدحواسی میں سیدھی دوڑی چلی گئی۔

اس نے تاروں کی چھاؤں میں ایک آدمی کو زمین پر پڑے دیکھا.... دوسرا غائب ہو چکا تھا۔

اسے یقین تھا کہ وہ اس احمق آدمی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا....

"کیا ہوا!!" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اس پر جھک پڑی۔

"نیند آ رہی ہے!" احمق نے تھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"اٹھو!" وہ اسے جھنجھوڑنے لگی۔ "بھاگو پوری قوت سے ہوٹل کی طرف بھاگو!"

احمق اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے روشی کو کندھے پر لاد کر ہوٹل کی

طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ روشی "ارے ارے" ہی کرتی رہ گئی!

پھر تھوڑی ہی دیر بعد دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہانپ رہے تھے اور وہ ہوٹل کے صدر دروازے کے قریب تھے! فائر اور چیخ کی آواز سن کر یہاں پہلے ہی سے بھیڑ اکٹھی ہو گئی تھی!

"کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔" روشی نے اس سے پوچھا۔

"چوٹ آئی نہیں بلکہ ہو گئی! میں اس وقت کوڑی کوڑی کو محتاج ہوں!"

ہوٹل کا منیجر انہیں اندر لایا اور سیدھا اپنے کمرے میں لیتا چلا گیا۔

"آپ نے بڑی غلطی کی ہے!" اس نے احمق سے کہا۔

"ارے جناب! میں شام کو ادھر ہی سے آیا تھا!"

"کیا آپ نے سڑک کے کنارے لگے ہوئے بورڈ پر نظر نہیں ڈالی تھی جس پر تحریر ہے کہ سات بجے کے بعد اس طرف جانے والوں کی جان و مال کی حفاظت نہیں کی جا سکتی! یہ بورڈ محکمہ پولیس کی طرف سے نصب کرایا گیا ہے۔"

"میں نے نہیں دیکھا تھا!"

"کتنی رقم گئی!" منیجر نے متاسفانہ لہجے میں پوچھا۔

"سینتالیس ہزار---!"

"میرے خدا!" منیجر کی آنکھیں متحیرانہ انداز میں پھیل گئیں!

"اور تین ہزار آپ کے قمار خانے میں ہار گیا۔"

"مجھے افسوس ہے!" منیجر نے مغموم انداز میں کہا۔ "مگر جوا تو مقدر کا کھیل ہے ہو سکتا ہے کل آپ چھ ہزار کی جیت میں رہیں۔"

"اٹھو یہاں سے!" روشی احمق کا ہاتھ کھینچتی ہوئی بولی۔

وہ دونوں منیجر کے کمرے سے باہر نکل آئے۔ ایک بار پھر لوگ ان کے گرد اکٹھا ہونے لگے تھے! لیکن روشی اسے ان کے نرغے سے صاف نکال لے گئی۔

وہ دوسری طرف کے دروازے سے پیدل بندرگاہ کی طرف جا رہے تھے۔

"کیوں طوطے اب کیا خیال ہے۔" روشی نے اس سے پوچھا۔

"اب خیال یہ ہے کہ میں اپنے روپے وصول کئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا! پچاس ہزار کی رقم تھوڑی نہیں ہوتی..."

"لیکن تم اتنی رقم لے کر آئے ہی کیوں تھے۔"

"مجھے پچاس بھینسیں خریدنی تھیں!"

"بھینسیں!"

"ہاں بھینسیں---اور میں ان بھینسوں کے بغیر واپس نہیں جا سکتا کیوں کہ میرے ڈیڈی ذرا غصہ ور قسم کے آدمی ہیں!"

"زیادہ تر بھینسوں کی تجارت کرتے ہیں!"

"نہیں۔ انہیں بھینسوں سے عشق ہے!" احمق نے سنجیدگی سے کہا اور روشی بے ساختہ ہنس پڑی۔

"ہائیں تم مذاق سمجھی ہو کیا!" احمق نے حیرت سے کہا۔ "یہ حقیقت ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش زیادہ سے زیادہ بھینسیں دیکھ کر بے حد خوش ہوتے ہیں!"

"وہ اور کیا کرتے ہیں! یعنی ذریعہ معاش کیا ہے!"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم!"

"تم پاگل تو نہیں ہو!" روشی نے پوچھا۔

"پتہ نہیں!"

"اب تمہارے پاس کتنی رقم ہے۔"

"شاید ایک چونی! رقم کی فکر نہ کرو۔ میں ایک ایک پائی وصول کر لوں گا!"

"کس سے!"

"جس نے چھینی ہے اس سے!"

"طوطے تم بالکل گدھے ہو!" روشی چیخنے لگی۔ "پتہ نہیں زندہ کیسے ہو! وہ آدمی اپنے شکاروں کو زندہ نہیں چھوڑتا۔"

"وہ آخر ہے کون!"

"کوئی نہیں جانتا۔ پولیس والے اس علاقے میں قدم رکھتے ہوئے گھبراتے ہیں! وہ اب تک نہ جانے کتنے آفیسروں کو جان سے مار چکا ہے۔"

"ہو سکتا ہے.... مگر میں اپنے روپے وصول کر لوں گا۔"

"کس طرح بڈھے طوطے۔"

"کل سر شام ہی ان جھاڑیوں میں چھپ جاؤں گا۔"

روشی بے تحاشہ ہنسنے لگی!

"طوطے تم سچ مچ پاگل ہو!" اس نے کہا۔ "یہ بتاؤ تمہارا قیام کہاں ہے!"

"ہوٹل ہیرا سکا میں!"

"لیکن اب تمہاری جیبیں خالی ہو چکی ہیں! وہاں کیسے رہو گے۔"

"اس کی فکر نہیں! وہاں سے کسی خیراتی مسافر خانے میں چلا جاؤں گا، لیکن بھینسوں کے بغیر واپسی ناممکن ہے!"

روشی خاموش ہو گئی۔ بندرگاہ کے قریب پہنچ کر اس نے ایک ٹیکسی رکوائی۔

"چلو بیٹھو!"

"مجھے بھوک لگ رہی ہے!"

"تو اب تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کھانا بھی کھلاؤں۔" روشی اسے ٹیکسی میں دھکیلتی ہوئی بولی۔

وہ دونوں بیٹھ گئے اور ٹیکسی چل پڑی۔

"تم یہ نہ سمجھو کہ میں مفلس ہوں — میں نے یہ کہا تھا کہ میری جیب میں ایک چونی ہے لیکن تخمیرو میں الو نہیں ہوں! پردیس میں اپنا سارا روپیہ ایک جگہ نہیں رکھتا!"

احمق خاموش ہو کر اپنے جوتے کا فیتہ کھولنے لگا — اس نے دونوں جوتے اتار دیے اور انہیں الٹا کر کے جھٹکنے لگا! دوسرے لمحے میں اس کے ہاتھ پر دو نوٹوں کی گڈیاں تھیں!

"یہ ڈھائی ہزار ہیں!" احمق نے بڑی سادگی سے کہا۔

"اگر اب میں انہیں چھپالوں تو!" روشی مسکرا کر بولی۔

"تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتیں۔ میں تمہیں اڑا دوں گا۔"

"اڑا دو گے!"

"ہاں میرے پاس ریوالور ہے اور میں نے اس آدمی پر بھی فائر کیا تھا۔"

"کیا تمہارے پاس لائسنس ہے۔"

"میں لائسنس وغیرہ کی پرواہ نہیں کرتا.... یہ دیکھو میں جھوٹ نہیں کہہ رہا۔"

احمق نے جیب سے ریوالور نکال کر روشی کی طرف بڑھا دیا — اور روشی بے تحاشہ ہنسنے لگی ریوالور کی چرخی میں پٹاخوں کی ریل چڑھی ہوئی تھی اور وہ ساڑھے چار روپے والا کھلونے کا ریوالور تھا۔

"طوطے!" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم آدمیوں سے کیسے رشتہ سے تعلق رکھتے ہو!"

"دیکھو! تم بہت بڑھتی جارہی ہو۔" احمق غصے میں بولا۔ "ابھی تک تم مجھے طوطا کہتی رہی ہو لیکن میں کچھ نہیں بولا تھا.... لیکن اب جانور کہہ رہی ہو!"

"نہیں میں نے جانور تو نہیں کہا۔"

"پھر ریوڑ کا اور کیا مطلب ہوتا ہے! انہیں میرے ڈیڈی کی ایک کمزوری ہے! میری نہیں!"

"پھر بھی تم طوطے سے مشابہت رکھتے ہو!" روشی نے چھیڑنے والے انداز میں کہا۔

"ہرگز نہیں رکھتا.... تم جھوٹی ہو.... تم اسے ثابت نہیں کر سکتیں کہ میں طوطے سے مشابہت رکھتا ہوں۔"

"پھر کبھی ثابت کر دوں گی! یہ بتاؤ کہ تم....!"

لیکن جملہ پورا ہونے سے قبل ہی اس کی آواز ایک بے ساختہ قسم کی چیخ میں تبدیل ہو گئی! برابر سے گزرتی ہوئی ایک کار سے فائر ہوا تھا۔

"روکو.... ڈرائیور.... روکو۔" احمق چیخا۔

کار ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ ڈرائیور پہلے ہی خوف زدہ ہو گیا تھا —!

دوسری کار فراٹے بھرتی ہوئی اندھیرے میں گم ہو گئی۔ اس کی عقبی سرخ روشنی بھی غائب تھی! احمق روشی پر جھکا ہوا تھا۔

"عورت.... اے عورت.... ارر.... لڑ.... لڑکی!" وہ اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔

روشی کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ اس طرح ہانپ رہی تھی۔ جیسے گھونسلے سے گرا ہوا چڑیا کا بچہ ہانپتا ہے!

عمران کے جھنجھوڑنے پر بھی اس کے منہ سے آواز نہ نکلی۔

"ارے کچھ بولو بھی.... کیا گولی لگی ہے۔"

روشی نے نفی میں سر ہلا دیا۔

یہ حقیقت تھی کہ وہ صرف سہم گئی تھی! اس نے قریب سے گزرتی ہوئی کار کی کھڑکی میں شعلے کی لپک دیکھی تھی.... اور پھر فائر کی آواز.... ورنہ گولی تو شاید ٹیکسی کی چھت پر پھسلتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھی۔

"یہ کیا تھا صاحب!" ڈرائیور نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"پٹاخہ....!" احمق سر ہلا کر بولا۔ "میرے ایک شریر دوست نے مذاق کیا ہے!.... چلو آگے بڑھاؤ! ہاں.... لیکن اندر کی روشنی بجھا دو۔ ورنہ وہ پھر مذاق کرے گا۔"

پھر وہ روشی کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "گھر کا پتہ بتاؤ.... تاکہ تمہیں وہاں پہنچا دوں!"

روشی سنبھل کر بیٹھ گئی! اس کی سانسیں ابھی تک چڑھی ہوئی تھیں!

"کیا یہ وہی ہو سکتا ہے!" احمق نے آہستہ سے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔" روشی ہانپتی ہوئی بولی۔

"تو اب یہ مستقل طور پر پیچھے پڑ گیا!" احمق نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔

"اوہ.... طوطے! اب میری زندگی بھی خطرے میں ہے!"

"ارے.... تمہاری کیوں!"

"وہ پاگل ہے جس کے بھی پیچھے پڑ جائے ہر حال میں مار ڈالتا ہے! ایسے کیس بھی ہو چکے ہیں کہ بعض لوگ اس کے پہلے حملے سے بچ جانے کے بعد دوسرے حملے میں مارے گئے ہیں!"

"آخر وہ ہے کون؟ اور کیا چاہتا ہے؟ روپے تو چھین چکا! پھر اب کیا چاہیے؟"

"میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے کہ اور کیا چاہتا ہے۔ بہر حال یہ سب کچھ تمہاری حماقتوں کی وجہ سے ہوا۔"

"یعنی تم چاہتی ہو کہ میں چپ چاپ مر جاتا!" احمق نے بڑی سادگی سے سوال کیا۔

"نہیں طوطے! تمہیں اس طرح اپنی امارت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے تھا!"

"مجھے کیا معلوم تھا کہ یہاں کے لوگ پچاس ہزار جیسی حقیر رقم پر بھی نظر رکھ سکتے ہیں!"

"تم اسے حقیر رقم کہتے ہو۔" روشی نے حیرت سے کہا۔ "ارے میں نے اپنی ساری زندگی میں اتنی رقم یکمشت نہیں دیکھی.... طوطے! تم آدمی ہو یا ٹکسال...."

"چھوڑو اس تذکرے کو! تم کہہ رہی تھیں کہ تم خود کو خطرے میں محسوس کر رہی ہو!"

"ہاں یہ حقیقت ہے!"

"کہو تو میں یہ رات تمہارے ہی ساتھ گذاروں!"

"اوہ طوطے ضرور.... ضرور.... ایک بات میں نے ضرور نوٹ کی ہے! تم بالکل طوطے ہونے کے باوجود بھی لاپرواہ اور نڈر ہو! لیکن تمہارا یہ ریوالور ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکا۔"

"اچھا تو پھر --- میں تمہارے ساتھ ہی چل رہا ہوں! لیکن کیا تمہارے گھر پر کچھ کھانے کو مل سکے گا!"

O

"دیکھو یہ رہا میرا چھوٹا سا فلیٹ!" روشی نے کہا۔

وہ دونوں فلیٹ میں داخل ہو چکے تھے اور احمق اتنے اطمینان سے ایک ایک صوفے میں گر گیا تھا جیسے وہ ہمیشہ سے یہیں رہتا آیا ہو!

"یہ مجھے اس صورت میں اور زیادہ اچھا معلوم ہوگا اگر کھانے کو کچھ مل جائے!" احمق نے سنجیدگی سے کہا۔

"اس کے لئے تمہیں میرا ہاتھ بٹانا پڑے گا! میں یہاں تنہا رہتی ہوں!"

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ کھانے کی میز پر تھے اور احمق بڑھ بڑھ کر ہاتھ مار رہا تھا۔

"اب مزا آرہا ہے!" وہ منہ چلاتا ہوا بولا۔ "اس ہوٹل کے کھانے بڑے واہیات ہوتے ہیں!"

"طوطے.... کیا تم حقیقتاً ایسے ہی ہو جیسے نظر آتے ہو۔" وہ اسے غور سے دیکھنے لگی!

"میں نہیں سمجھا!"

"کچھ نہیں۔ میں نے ابھی تک تمہارا نام تو پوچھا ہی نہیں!"

"تو اب پوچھ لو.... لیکن مجھے اپنا نام قطعی پسند نہیں!"

"کیا نام ہے!"

"عمران.... علی عمران!"

"کیا کرتے ہو!"

"خرچ کرتا ہوں! جب پیسے نہیں ہوتے تو صبر کرتا ہوں!"

"پیسے آتے کہاں سے ہیں۔"

"آہ...." عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "یہ بڑا بیڈھب سوال ہے! اگر کسی انٹرویو میں پوچھ لیا جائے تو مجھے نوکری سے مایوس ہونا پڑے۔ میں بچپن سے یہی سوچتا آیا ہوں کہ پیسے کہا سے آتے ہیں! لیکن افسوس آج تک اس کا جواب پیدا نہیں کر سکا! بچپن میں سوچا کرتا تھا شائد کلدار روپے بسکٹ سے نکلتے ہیں۔"

"بہر حال تم اپنے متعلق کچھ بتانا نہیں چاہتے!"

"اپنے متعلق میں نے سب کچھ بتا دیا ہے! لیکن تم زیادہ تر ایسی ہی باتیں پوچھ رہی ہو جن کا تعلق مجھ سے نہیں بلکہ میرے ڈیڈی سے ہے!"

"میں سمجھی! یعنی تم خود کوئی کام نہیں کرتے!"

"اف فوہ.... ! ٹھیک.... بالکل ٹھیک!.... بعض اوقات میرا دماغ غیر حاضر ہو جاتا ہے.... غالباً مجھے تمہارے سوال کا یہی جواب دینا چاہئے تھا! --- اچھا تمہارا کیا نام ہے!"

"روشی!"

"واقعی! تم صورت ہی سے روشی معلوم ہوتی ہو!"

"کیا مطلب!"

"پھر وہی مشکل سوال! جو کچھ میری زبان سے نکلتا ہے اسے میں سمجھا نہیں سکتا! بس یو پتہ نہیں کیا بات ہے! غالباً مجھے یہ کہنا چاہئے تھا کہ تمہارا نام بھی تمہاری ہی طرح...

ہے.... اچھا جاؤ کیا کہیں گے بڑی مشکل ہے! ابھی وہ لفظ ذہن میں تھا.... غائب ہو گیا—!"

عمران بے بسی سے اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔

روشی اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا سمجھے! نیم دیوانہ یا کوئی بہت بڑا مکار—مگر مکار سمجھنے کے لئے کوئی معقول دلیل اس کے ذہن میں نہیں تھی۔ اگر وہ مکار ہوتا تو اتنی بڑی رقم اس طرح کیسے گنوا بیٹھتا!

"اب آہستہ آہستہ ساری باتیں میری سمجھ میں آ رہی ہیں!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا! "وہ لڑکی جو ویٹنگ روم میں ملی تھی اس بدمعاش کی ایجنٹ رہی ہوگی!... ہاں... اور کیا ورنہ وہ مجھے اس ہوٹل میں کیوں لاتی.... مگر جوشی... آر.... کیا نام ہے تمہارا... اوہ... روشی.... روشی! وہ لڑکی مجھے اچھی لگی تھی.... اور اب نہ جانے کیوں تم اچھی لگنے لگی ہو! مجھے بڑا افسوس ہے کہ میں نے تمہارے کہنے پر عمل نہ کیا.... کیا تم اب میری مدد نہ کرو گی!"

روشی بڑے دلآویز انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"میں کس طرح مدد کر سکتی ہوں!" اس نے پوچھا۔

"دیکھو روشی... روشی.... واقعی یہ نام بہت اچھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے زبان کی نوک مصری کی ڈلی سے جا لگی ہو.... روشی.... واہ.... وا.... ہاں تو روشی میں اپنی کھوئی ہوئی رقم واپس لینا چاہتا ہوں!"

"ناممکن ہے۔ تم بالکل بچوں کی سی باتیں کر رہے ہو! تم نے وہ رقم بینک میں نہیں رکھوائی تھی کہ واپس مل جائے گی۔"

"کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا!... آہا.... آہا.... کیا تم نے نپولین کی زندگی کے حالات نہیں پڑھے!"

"میرے خوبصورت طوطے!" روشی ہنس کر بولی۔ "تم اتنی جلدی پالنے سے باہر کیوں آ گئے!"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں!" عمران کسی ضدی بچے کی طرح جھلا کر بولا۔

روشی کی ہنسی تیز ہو گئی! وہ بالکل اسی طرح ہنس رہی تھی جیسے کسی ناسمجھ بچے کو چڑا رہی ہو!

"اچھا تو میں جا رہا ہوں!" عمران بگڑ کر اٹھتا ہوا بولا۔

"ٹھہرو! ٹھہرو!" وہ یک بیک سنجیدہ ہو گئی۔ "چلو بتاؤ کیا کہہ رہے تھے!"

"نہیں بتاتا!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ "میں کسی سے مشورہ لئے بغیر ہی نپٹ لوں گا!"

"نہیں مجھے بتاؤ کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو!"

"کتنی بار حلق پھاڑوں کہ میں اس سے اپنے روپے وصول کرنا چاہتا ہوں!"

"خام خیالی ہے بچپا!" روشی کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "اس علاقے میں پولیس کی بھی دال نہیں گلی! آخر تھک ہار کر اسے وہاں خطرے کا بورڈ لگانا پڑا۔"

"کیا ہوٹل والے بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔" عمران نے پوچھا!

"میں وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتی!"

"پولیس نے انہیں بھی ٹٹولا ہوگا۔"

"کیوں نہیں! عرصے تک اس ہوٹل میں پولیس کا ایک دستہ دن اور رات متعین رہا ہے لیکن اس کے باوجود بھی وہ خطرناک آدمی کام کر ہی گذرتا تھا۔"

"روشی روشی! تم مجھے باز نہیں رکھ سکتیں!" عمران ڈائیلاگ بولنے لگا! "میں اس کا قلع قمع کئے بغیر یہاں سے واپس نہ جاؤں گا۔"

"بکواس مت کرو!" روشی جھنجھلا گئی۔ پھر اس نے کہا۔ "جاؤ اس کمرے میں سو جاؤ۔ بستر صرف ایک ہے۔ میں یہاں صوفے پر سو جاؤں گی۔"

"نہیں—تم اپنے بستر پر جاؤ.... میں یہاں صوفے پر سو جاؤں گا۔" عمران نے کہا۔

اس پر دونوں میں بحث ہونے لگی۔ آخر کچھ دیر بعد عمران ہی کو خواب گاہ میں جانا پڑا! روشی اسی کمرے کے ایک صوفے پر لیٹ گئی۔

ہلکی سردیوں کا زمانہ تھا! اس لئے اس نے ایک ہلکا سا کمبل اپنے پیروں پر ڈال لیا تھا! وہ ابھی عمران ہی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ لیکن اس خطرناک اور گمنام آدمی کا خوف بھی اس کے ذہن پر مسلط تھا۔

وہ آدمی کون تھا! اس کا جواب شاداب نگر کی پولیس کے پاس بھی نہیں تھا۔ اس نے اب تک درجنوں وارداتیں کی تھیں۔ لیکن پولیس اس تک پہنچنے میں ناکام رہی تھی! اور پھر سب سے عجیب بات تو یہ کہ ایک مخصوص علاقہ ہی اس کی چیرہ دستیوں کا شکار تھا! شہر کے دوسرے حصوں کی طرف وہ شاذ و نادر ہی رخ کرتا تھا!

روشی اس کے متعلق سوچتی اور اونگھتی رہی! اسے خوف تھا کہ کہیں وہ ادھر ہی کا رخ نہ کرے۔ اسی لئے اس نے روشنی بھی گل نہیں کی تھی! اس کے ذہن پر جب بھی غنودگی طاری ہوتی اسے ایسا محسوس ہوتا جیسے اس کے کان کے پاس کسی نے گولی چلائی ہو۔ وہ چونک کر آنکھ کھول دیتی!

دیوار کے ساتھ لگی ہوئی کلاک دو بجا رہی تھی! اچانک وہ چونک کر اٹھ بیٹھی! نہ جانے کیوں اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خطرے میں ہو۔

وہ چند لمحے خوفزدہ نظروں سے ادھر اُدھر دیکھتی رہی پھر صوفے سے اٹھ کر پنجوں کے بل چلتی ہوئی اس کمرے کے دروازے تک آئی جہاں وہ احمق نوجوان سو رہا تھا۔

اس نے دروازہ پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا دھکا دیا۔ دروازہ کھل گیا لیکن ساتھ ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ بستر خالی پڑا تھا اور کمرے کا بلب روشن تھا اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور حلق خشک ہونے لگا۔

اچانک ایک خیال بڑی تیزی سے اس کے ذہن میں چکرا کر رہ گیا۔ کہیں یہ بیوقوف نوجوان اسی خوفناک آدمی کا کوئی گرگا نہ رہا ہو!۔

وہ بے تحاشہ پلنگ کے سرہانے رکھی ہوئی تجوری کی طرف لپکی اس کا ہینڈل پکڑ کر کھینچا۔ تجوری مقفل تھی! لیکن وہ سوچنے لگی.... تجوری کی کنجی تو تکیے کے نیچے ہی رہتی ہے.... ایک بار پھر اس کی سانسیں تیز ہو گئیں! اس نے تکیہ الٹ دیا۔ تجوری کی کنجی جوں کی توں اپنی جگہ پر رکھی ہوئی ملی۔ لیکن روشی کو اطمینان نہ ہوا وہ تجوری کھولنے لگی— مگر پھر آہستہ آہستہ اس کا ذہنی انتشار کم ہوتا گیا! اس کی ساری قیمتی چیزیں اور نقد رقم محفوظ تھی۔

پھر آخر وہ گیا کہاں؟ تجوری بند کر کے وہ سیدھی کھڑی ہو گئی! پچھلا دروازہ کھول کر باہر نکلی اور تب اسے احساس ہوا کہ وہ اسی دروازے سے نکل گیا ہو گا! دروازہ مقفل نہیں تھا۔ ہینڈل گھماتے ہی کھل گیا تھا! دوسری طرف کی راہداری تاریک پڑی تھی! وہ باہر نکلنے کی ہمت نہ کر سکی! اس نے دروازہ بند کر کے اندر سے مقفل کر دیا۔

وہ پھر اسی کمرے میں آگئی جہاں صوفے پر سوئی تھی.... آخر وہ احمق اس طرح کیوں چلا گیا۔ وہ سوچتی رہی! آخر اس طرح بھاگنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ اسے زبردستی تو لائی نہیں تھی۔ وہ خود ہی آیا تھا! لیکن کیوں آیا تھا؟.... مقصد کیا تھا؟

اچانک اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے بیرونی دروازہ پر ہاتھ مارا ہو۔ وہ چونک کر مڑی مگر اتنی دیر میں شیشے کے ٹکڑے چھنچھناتے ہوئے فرش پر گر چکے تھے۔

پھر ٹوٹے ہوئے شیشے کی جگہ سے ایک ہاتھ داخل ہو کر چٹخنی تلاش کرنے لگا بڑا سا بھلا ہاتھ جو بالوں سے ڈھکا ہوا تھا! روشی کے حلق سے ایک دبی دبی سی چیخ نکلی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ ہاتھ غائب ہو گیا اور روشی کو ایسا محسوس ہوا جیسے باہر راہداری میں دو آدمی ایک دوسرے سے ہاتھا پائی پر اتر آئے ہوں۔

روشی بیٹھی ہانپتی رہی! پھر اس نے ایک کریہہ سی آواز سنی اور ساتھ ہی ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی بہت وزنی چیز زمین پر گری ہو۔

پھر بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں۔

اور اب بالکل سناٹا تھا! قریب یا دور کہیں سے کسی قسم کی آواز نہیں آ رہی تھی البتہ خود روشی کے ذہن میں ایک نہ مٹنے والی "جھائیں جھائیں" گونج رہی تھی حلق خشک تھا اور آنکھوں میں جلن سی ہونے لگی تھی۔

وہ بے حس و حرکت کھٹی سمٹائی صوفے پر بیٹھی رہی! اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ تھوڑی دیر بعد اچانک پھر کسی نے دروازہ تھپتھپایا اور ایک بار پھر اسے اپنی روح جسم سے پرواز کرتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"میں ہوں! دروازہ کھولو—" باہر سے آواز آئی لیکن روشی اپنے کانوں پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھی— آواز اسی نوجوان احمق کی معلوم ہوئی تھی۔

"پھوسی.... پھوسی.... آرر.... روشی دروازہ کھولو!.... میں ہوں: عمران!"

روشی اٹھ کر دروازے پر جھپٹی دوسرے ہی لمحے میں عمران اس کے سامنے کھڑا برے برے سے منہ بنا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کئی جگہ ہلکی ہلکی سی خراشیں تھیں اور ہونٹوں پر خون پھیلا ہوا تھا۔ روشی نے مضطربانہ انداز میں اسے اندر کھینچ کر دروازہ بند کر دیا۔

"یہ کیا ہوا— تم کہاں تھے۔"

"تین پیکٹ میں نے وصول کر لئے دو ابھی باقی ہیں! پھر سہی!" عمران نوٹوں کے تین بنڈل فرش پر پھینکتا ہوا بولا۔

"کیا وہی تھا" روشی نے خوفزدہ آواز میں پوچھا۔

"وہی تھا.... نکل گیا.... دو پیکٹ ابھی باقی ہیں!"

"تم زخمی ہو گئے ہو! چلو باتھ روم میں...." روشی اس کا ہاتھ پکڑ کر غسل خانے کی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔

کچھ دیر بعد وہ پھر صوفے پر بیٹھے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے!

"تم باہر کیوں چلے گئے!" روشی نے پوچھا!

"میں تمہاری حفاظت کے لئے آیا تھا.... میں جانتا تھا کہ وہ ضرور آئے گا! وہ آدمی جو بیچ سڑک پر فائر کر سکتا ہے اسے مکانوں کے اندر گھسنے میں کب تامل ہو گا!"

"کیا تم واقعی بیوقوف ہو!" روشی نے حیرت سے پوچھا۔

"پتہ نہیں! میں تو خود کو افلاطون کا دادا سمجھتا ہوں مگر دوسرے کہتے ہیں کہ میں بے وقوف ہوں، کہنے دو اپنا کیا بگڑتا ہے! اگر میں عقلمند ہوں تو اپنے لئے احمق ہوں تو اپنے لئے۔"

"تو اب وہ نامعلوم آدمی میرا بھی دشمن ہو گیا!" روشی خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی!

"ضرور ہو جائے گا! تم نے کیوں میری جان بچانے کی کوشش کی تھی!"

"اوہ... مگر... میں کیا کروں! کیا تم ہر وقت میری حفاظت کرتے رہو گے۔"

"دن کو وہ ادھر کا رخ بھی نہ کرے گا! رات کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔"

"مگر کب تک..."

"جب تک کہ میں اسے جان سے نہ مار دوں۔" عمران بولا۔

"تم... تم آخر ہو کیا بلا!"

"میں بلا ہوں!" عمران برا مان گیا۔

"اوہ... ڈیئر... تم سمجھے نہیں!"

"ڈیئر... یعنی کہ تم مجھے ڈیئر کہہ رہی ہو!" عمران مسرت آمیز لہجے میں چیخا۔

"ہاں کیوں کیا حرج ہے! کیا ہم گہرے دوست نہیں ہیں۔" روشی مسکرا کر بولی۔

"مجھے آج تک کسی عورت نے ڈیئر نہیں کہا!" عمران مغموم آواز میں بولا۔

O

شاداب نگر کے محکمہ سراغرسانی کے دفتر میں سب انسپکٹر جاوید کی خاصی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ ایک ذہین اور نوجوان آفیسر تھا! تعلق تو اس کا محکمہ سراغرسانی سے تھا لیکن اس کے بے تکلف دوست عموماً اسے تھانے دار کہا کرتے تھے! وجہ یہ تھی کہ وہ ذہن کے ساتھ ہی ساتھ ڈنڈے کے استعمال کو بڑی اہمیت دیتا تھا۔ اس کا قول تھا کہ آج تک ڈنڈے سے زیادہ خوفناک سراغرساں اور کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔

اکثر وہ شبہے کی بنا پر ملزموں کی ایسی مرمت کرتا کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آجاتا۔

وہ کافی لحیم شحیم آدمی تھا۔ بہتیرے تو اس کی شکل ہی دیکھ کر اقرار جرم کر لیتے تھے! مگر وہ شاداب نگر کے اس مجرم کی جھلک بھی نہ دیکھ سکا تھا جس نے بندرگاہ کے علاقے میں بسنے والوں کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں۔

اس وقت سب انسپکٹر جاوید اپنے محکمے کے سپرنٹنڈنٹ کے آفس میں بیٹھا ہوا غالباً اس بات کا منتظر تھا کہ سپرنٹنڈنٹ اپنا کام ختم کر کے اس کی طرف متوجہ ہو!

سپرنٹنڈنٹ سر جھکائے کچھ لکھ رہا تھا! تھوڑی دیر بعد قلم رکھ کر اس نے ایک طویل انگڑائی

لی اور جاوید کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"بھئی میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تمہیں عمران صاحب کو اسسٹ کرنا ہو گا! اس سے بڑی بے بسی اور کیا ہو گی کہ ہمیں سنٹرل والوں سے مدد طلب کرنی پڑی ہے۔"

"عمران صاحب!" جاوید نے حیرت سے کہا۔ "وہی ٹی یو کا والے کیس کے شہرت یافتہ؟"

"وہی... وہی!" سپرنٹنڈنٹ سر ہلا کر بولا۔ "وہ حضرت یہاں پرسوں تشریف لائے تھے اور ابھی تک ان کی شکل نہیں دکھائی دی! یہ سنٹرل والے بڑے چالاک ہوتے ہیں! اس کا خیال رہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی بدنامی نہ کرانا -- یہاں تمہارے علاوہ اور کسی پر میری نظر نہیں پڑی!"

"آپ مطمئن رہیں! میں حتی الامکان کوشش کروں گا۔"

"خود سے کسی معاملے میں پیش پیش نہ رہنا۔ جو کچھ وہ کہے کرنا!"

"ایسا ہی ہو گا!"

فون کی گھنٹی بجی اور سپرنٹنڈنٹ نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو... اوہ آپ ہیں!... جی... جی... اچھا ٹھہریئے! ایک سیکنڈ!"

سپرنٹنڈنٹ نے پنسل اٹھا کر اپنی ڈائری میں کچھ لکھنا شروع کر دیا۔ ریسیور بدستور اس کے کان سے لگا رہا۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "تو آپ مل کب رہے ہیں... جی... اچھا اچھا! بہت بہتر!" اس نے ریسیور رکھ دیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر کچھ سوچنے لگا۔

"دیکھو جاوید" وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "عمران صاحب کا فون تھا! انہوں نے کچھ جعلی نوٹوں کے نمبر لکھوائے ہیں اور کہا ہے کہ ان نمبروں پر کڑی نظر رکھی جائے جس کے پاس بھی ان نمبروں کا کوئی نوٹ نظر آئے اسے بیدریغ گرفتار کر لیا جائے۔ ان نمبروں کو لکھ لو۔ مگر اس کا مطلب کیا ہے، یہ میں بھی نہیں جانتا!"

"وہ یہاں کب آئیں گے!" جاوید نے پوچھا۔

"ایک بج کر ڈیڑھ منٹ پر۔ بھئی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے۔ ویسے جانتے ہو کہ آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز ہے اور اس نے اپنا سیکشن بالکل الگ بنایا ہے جو براہ راست ڈائریکٹر جنرل سے تعلق رکھتا ہے!"

"میں نے سنا ہے کہ ڈائریکٹر جنرل صاحب ان کے والد ہیں۔"

"ٹھیک سنا ہے -- مگر یہ کیا لغویت ہے... ایک بج کر ڈیڑھ منٹ!"

O

عمران ریلوے اسٹیشن پر ٹہل رہا تھا! اسے اپنے ماتحت ہد ہد کی آمد کا انتظار تھا! ہد ہد جو ہکلا کر بولتا تھا اور دوران گفتگو بڑے بڑے لفظ ادا کرنے کا شائق تھا۔

ٹرین آئی.... اور نکل بھی گئی.... لیکن ہد ہد کا کہیں پتہ نہ تھا۔ عمران گیٹ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ بھیڑ زیادہ تھی۔ اس لئے ہد ہد کافی دیر بعد دستیاب ہو سکا۔

"ادھر آؤ!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر ویٹنگ روم کی طرف کھینچتا ہوا بولا۔

ہد ہد اس کے ساتھ گھسٹتا چلا جا رہا تھا.... ویٹنگ روم میں پہنچ کر اس نے کہا۔

"مم.... میرے.... اوسان.... بج.... بجا نہیں تھے! لل لہٰذا اب آداب بجا لاتا ہوں۔"

اس نے نہایت ادب سے جھک کر عمران کو فرشی سلام کیا۔

"جیتے رہو!" عمران اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔ "کیا تم اس شہر سے واقفیت رکھتے ہو۔"

"جی ہاں یہ.... مم.... میرے برادر نسبتی کا وطن مالوف ہے!"

میرے پاس وقت کم ہے! ورنہ تم سے برادر نسبتی اور وطن مالوف کے معنی پوچھتا! خیر تم یہاں مچھلیوں کا شکار کھیلنے کے لئے آئے ہو!"۔

"جی....!" ہد ہد حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "اس بات کا.... مم.... مطلب.... مم.... میرے ذہن نشین نن.... نہیں ہوا!"

"تم یہاں بندرگاہ کے علاقے میں مچھلیوں کا شکار کھیلو گے.... قیام اے بی سی ہوٹل میں ہوگا! بازار سے مچھلیوں کے شکار کا سامان خریدو اور چپ چاپ وہیں چلے جاؤ!.... جاؤ اور شکار کھیلو!"

"معاف کیجئے گا یہ مم میرے لئے ناممکن ہے!"

"ناممکن کیوں ہے!" عمران اسے گھورنے لگا۔

"والد مرحوم کی وصیت.... فف.... فرماتے تھے.... شکار ماہی کار بیکاران امت...."

"مطلب کیا ہوا! مجھے عربی نہیں آتی۔"

"فف.... فارسی ہے جناب! اس کا مطلب یہ ہوا کہ مچھلی کا شکار کھیلنا بیکار آدمیوں کا کام ہے۔"

"اچھی بات میں تمہیں اسی وقت ملازمت سے برطرف کئے دیتا ہوں تاکہ تم اطمینان سے مچھلی کا شکار کھیل سکو۔"

"اوہ.... آپ کو.... تک.... کس طرح سمجھاؤں!" ہد ہد نے کہا۔ پھر سمجھانے کے سلسلے میں کافی دیر تک ہکلاتا رہا! عمران بھی دراصل جلدی میں نہیں تھا۔ ورنہ وہ اس طرح وقت نہ

برباد کرتا۔

"چلو اب جاؤ۔" وہ اسے دروازے کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔ "یہ سرکاری کام ہے! اور کام ضرورت پڑنے پر بتایا جائے گا بھولنا نہیں.... بندرگاہ کے علاقے میں اے، بی، سی ہوٹل ہے.... تمہیں وہیں قیام کرنا ہوگا۔ شکار کا گھاٹ وہاں سے دور نہیں ہے! لیکن خبردار.... شام کو سات بجے کے بعد ادھر ہر گز نہ جانا۔"

ہد ہد تھوڑی دیر تک کھڑا سوچتا رہا پھر بولا۔ "اچھا جناب! میں جا رہا ہوں! لل.... لیکن.... میں نہیں جانتا کہ مچھلیوں کے شکار.... کک.... کے لئے مجھے کیا.... کچ.... خریدنا پڑے گا!"

عمران اسے سامان کی تفصیل بتاتا رہا۔

O

عمران ٹھیک ایک بجکر ڈیڑھ منٹ پر سپرنٹنڈنٹ کے آفس میں داخل ہوا اور سپرنٹنڈنٹ اپنے سامنے ایک نوعمر آدمی کو کھڑا دیکھ کر پلکیں جھپکانے لگا۔

"تشریف رکھیے۔ تشریف رکھیے!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"شکریہ!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ اس وقت اس کے چہرے پر حماقت نہیں برس رہی تھی وہ ایک اچھی اور جاذب نظر شخصیت کا مالک معلوم ہو رہا تھا۔

"بہت انتظار کرایا آپ نے" سپرنٹنڈنٹ نے اس کی طرف سگریٹ کا ڈبہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ! میں سگریٹ کا عادی نہیں ہوں!" عمران نے کہا۔ "دیر سے ملاقات کی وجہ یہ ہے کہ میں مشغول تھا! اب تک اپنے طور پر حالات کا جائزہ لیتا رہا ہوں۔"

"میں پہلے ہی جانتا تھا۔" سپرنٹنڈنٹ ہنسنے لگا۔

"نوٹوں کے متعلق کچھ معلوم ہوا۔"

"ابھی تک تو کوئی رپورٹ نہیں ملی! لیکن....!"

"نوٹوں کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں آپ!" عمران مسکرا کر بولا۔

"ہاں! میں اپنی معلومات کے لئے جاننا چاہتا ہوں۔"

"اس آدمی کے پاس جعلی نوٹوں کے دو پیکٹ ہیں اور یہ میرے ہی ذریعے سے اس کے پاس پہنچے ہیں۔"

"آپ کے ذریعہ سے!" سپرنٹنڈنٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"جی ہاں! میں دیدہ دانستہ کل رات کو اس خطرناک علاقے میں گیا تھا اور میری جیبوں میں جعلی نوٹوں کے پیکٹ تھے۔"

"ارے تو کیا آج کے اخبار میں آپ ہی کے متعلق خبر تھی!"

"غالباً"

"لیکن یہ ایک خطرناک قدم تھا۔"

"ہاں! بعض اوقات اس کے بغیر کام بھی تو نہیں چلتا... مگر اس سے ٹکرانے کے بعد اب میں نے اپنا خیال بدل دیا ہے۔ جعلی نوٹ بازار میں نہیں آسکیں گے! وہ تو بس یونہی احتیاطاً میں نے آپ کو اطلاع دیدی تھی! وہ بہت چالاک ہے اور اس قسم کے حربے اس پر کام نہیں کر سکتے!"

سپرنٹنڈنٹ خاموشی سے عمران کی صورت دیکھ رہا تھا۔

"سوال یہ ہے کہ رات کو وہ علاقہ خطرناک کیوں ہو جاتا ہے۔" عمران بڑبڑایا۔ "ظاہر ہے کہ سرکاری طور پر وہاں سڑک ہی پر خطرے سے ہوشیار کرنے کے لئے بورڈ لگا دیا ہے! اس لئے عام طور پر وہ راستہ آمد و رفت کے لئے بند ہو گیا ہے! لیکن اس کے باوجود بھی مجھ جیسے بھولے بھٹکے آدمی پر حملہ کیا گیا!... اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ساری رات وہاں اس آدمی کی حکومت رہتی ہے۔"

"جی ہاں! قطعی یہی بات ہے اور اسی لئے وہاں خطرے کا بورڈ لگایا گیا ہے!"

"لیکن مقصد جناب! آخر اس اجاڑ علاقے میں ہے کیا! اگر یہ کہا جائے کہ وہ اجاڑ علاقہ لٹیروں کا اڈہ ہے تو یہ سوچنا پڑے گا کہ اے بی سی ہوٹل پر کبھی حملہ کیوں نہیں ہوتا۔ وہاں روزانہ ہزاروں روپے کا جوا ہوتا ہے!"

"شبہ تو ہمیں بھی ہے کہ اے بی سی والوں کا اس سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے! لیکن ہم ابھی تک ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں فراہم کر سکے ہیں۔"

عمران کچھ نہ بولا! اس نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اس کا کاغذ پھاڑ کر ایک سپرنٹنڈنٹ کو بھی پیش کیا جو بوکھلاہٹ میں شکریے کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ کے چہرے پر ندامت کی ہلکی سی سرخی دوڑ گئی اور وہ جھینپ کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

اس کے برخلاف عمران بڑے اطمینان سے اسے اپنے دانتوں میں کچل رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "اس واقعہ کا تذکرہ آپ ہی تک محدود رہے تو بہتر ہے۔"

"ظاہر ہے!" سپرنٹنڈنٹ بولا۔

اس نے چیونگم کو عمران کی نظر بچا کر میز کی دراز میں ڈال دیا تھا!

"آپ کا قیام کہاں ہے۔" اس نے عمران نے پوچھا!

"کسی ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں۔" عمران نے جواب دیا۔

سپرنٹنڈنٹ نے پھر کچھ اور پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔

چند لمحے خاموشی رہی اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ بولا۔ "آپ کو اسسٹ کرنے کے لئے میں نے ایک آدمی منتخب کر لیا ہے۔ کہئے تو ابھی ملا دوں۔"

"نہیں فی الحال ضرورت نہیں! آپ مجھے نام اور پتہ لکھوا دیجئے۔ پتہ ایسا ہونا چاہئے جہاں اس سے ہر وقت رابطہ قائم کیا جا سکے۔ ویسے میری کوشش یہی رہے گی کہ آپ لوگوں کو زیادہ تکلیف نہ دوں۔"

آخری جملہ شائد سپرنٹنڈنٹ کو گراں گزرا تھا! اس کے چہرے پر سرخی پھیل گئی! لیکن وہ کچھ بولا نہیں!

عمران تھوڑی دیر تک غیر ارادی طور پر ٹانگیں ہلاتا رہا! پھر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "اچھا بہت بہت شکریہ!"

"اوہ — اچھا! لیکن اگر آج شام کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں تو کیا حرج ہے!"

"ضرور کھاؤں گا!" عمران مسکرا کر بولا۔ "مگر آج نہیں! ویسے مجھے آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہوگی۔"

"ہماری طرف سے آپ مطمئن رہیں۔"

"اچھا اب اجازت دیجئے!" عمران کمرے سے نکل گیا۔

اور سپرنٹنڈنٹ بڑی دیر تک خاموش بیٹھا سر ہلاتا رہا!... پھر اس نے میز کی دراز کھول کر عمران کی دی ہوئی چیونگم نکالی اور ادھر ادھر دیکھ کر اسے منہ میں ڈال لیا۔

O

سات بجے عمران روشی کے فلیٹ میں پہنچا! وہ شاید اسی کا انتظار کر رہی تھی! عمران کو دیکھ کر اس نے برا سا منہ بنایا اور جھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔ "اب آئے ہیں، صبح کے گئے ہوئے! میں نے لنچ پر آپ کا انتظار کیا! شام کو کافی دیر تک چائے کے لئے بیٹھی رہی!"

"میں دوسری روڈ کی ایک بلڈنگ پر تمہارا فلیٹ تلاش کر رہا تھا!" عمران نے سر کھجاتے ہوئے جواب دیا۔

"دن بھر کہاں رہے!"

"اسی مردود کو تلاش کرتا رہا جس سے ابھی دو پیکٹ وصول کرنے ہیں!"

"اپنی زندگی خطرے میں نہ ڈالو! میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں!"

"میرا خیال ہے کہ وہ اسے بی سی ہوٹل میں ضرور آنا ہوگا!"

"بکواس نہیں بند کرو گے تم!" روشی اٹھ کر اسے جھنجھوڑتی ہوئی بولی۔ "تم ہوٹل سے اپنا سامان کیوں نہیں لائے۔"

"سامان.... دیکھا جائے گا.... چلو کہیں ٹہلنے چلتی ہو!"

"میں نے آج دروازے کے باہر قدم بھی نہیں نکالا۔" روشی نے کہا۔

"کیوں!"

"خوف معلوم ہوتا ہے!"

عمران ہنسنے لگا پھر اس نے کہا۔ "وہ صرف رات کا شہزادہ معلوم ہوتا ہے دن کا نہیں!"

"کچھ بھی ہو! مگر....!" روشی کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ اس نے پلٹ کر خوفزدہ نظروں سے دروازہ کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولی۔ "دروازہ مقفل کردو!"

"اوہو! بڑی ڈرپوک ہو تم!" عمران پھر ہنسنے لگا۔

"تم بند تو کردو! پھر میں تمہیں ایک خاص بات بتاؤں گی۔"

عمران نے دروازہ بند کرکے چٹخنی چڑھادی۔

روشی نے اپنے بلاوز کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکالا اور عمران کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "آج تین بجے ایک لڑکا لایا تھا۔ پھر لفافہ چاک کرنے سے قبل ہی وہ بھاگ گیا۔"

عمران نے لفافے سے خط نکال لیا۔ انگریزی کے ٹائپ میں تحریر تھا۔

"روشی

تم مجھے نہ جانتی ہوگی! لیکن میں تم سے اچھی طرح واقف ہوں اگر تم اپنی خیریت چاہتی ہو تو مجھے اس کے متعلق سب کچھ بتادو جو پچھلی رات تمہارے ساتھ تھا وہ کون ہے! کہاں سے آیا ہے؟ کیوں آیا ہے؟! تم یہ سب کچھ مجھے فون پر بتا سکتی ہو! میرا فون نمبر سکس ناٹ ہے! میں تمہیں معاف کردوں گا۔

ٹیرر"

"بہت خوب!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "فون پر گفتگو کرے گا۔"

"مگر سنو تو! میں نے ساری ٹیلیفون ڈائریکٹری چھان ماری ہے مگر مجھے نمبر کہیں نہیں ملا۔"

"تمہارے پاس ہے ڈائریکٹری!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں پڑوس میں ہے اور فون بھی ہے!"

"ذرا لاؤ تو ڈائریکٹری!" عمران نے کہا۔

"تم بھی ساتھ چلو!"

"اوہ—— چلو!"

وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ روشی برابر والے فلیٹ میں چلی گئی اور عمران باہر اس کا انتظار کرتا رہا۔

شاید پانچ منٹ بعد روشی واپس آگئی!

واپسی پر پھر روشی نے بہت احتیاط سے دروازہ بند کیا! ڈائریکٹری میں سکس ناٹ کی تلاش شروع ہوگئی۔ یہ نمبر کہیں نہ ملا۔

"مجھے تو یہ بکواس ہی معلوم ہوتی ہے۔" روشی نے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ یہ خط کسی اور نے مجھے خوفزدہ کرنے کے لئے بھیجا ہو!"

"عمران واقعات سے اور کون واقف ہے!"

"کیوں! کل جب تم پر حملہ ہوا تھا تو ہوٹل میں درجنوں آدمی موجود تھے اور ظاہر ہے کہ تم ہی مجھے اپنے کاندھے پر اٹھا کر ہوٹل تک لے گئے تھے!--- تم میرے ہی پاس سے اٹھ کر جوئے خانے میں بھی گئے تھے!"

عمران خاموش رہا! وہ کچھ سوچ رہا تھا! پھر چند لمحے بعد اس نے کہا۔ "ہم اس وقت کا کھانا کسی شاندار ہوٹل میں کھائیں گے۔"

"پھر وہی پاگل پن! نہیں ہم اس وقت کہیں نہیں جائیں گے۔" روشی نے سختی سے کہا۔

"تمہیں چلنا پڑے گا۔" عمران نے کہا۔ "ورنہ مجھے رات بھر نیند نہیں آئے گی۔"

"کیوں نیند کیوں نہ آئے گی!"

"کچھ نہیں!" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "بس یہی سوچ کر کڑھتا رہوں گا کہ تم میری ہو کون جو میرا کہنا مان لو گی!"

روشی اسے غور سے دیکھنے لگی۔

"کیا واقعی تمہیں اس سے دکھ پہنچے گا!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"جب میری کوئی خواہش نہیں پوری ہوتی تو میرا دل چاہتا ہے کہ خوب پھوٹ پھوٹ کر روؤں۔" عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

روشی پھر اسے غور سے دیکھنے لگی! عمران کے چہرے پر حماقت پھیل گئی تھی!

"اچھا میں چلوں گی!" روشی نے آہستہ سے کہا اور عمران کی آنکھیں مسرور بچوں کی آنکھوں کی طرح چمکنے لگیں۔

تھوڑی دیر بعد روشی تیار ہو کر نکلی اور عمران کو اس طرح دیکھنے لگی جیسے حسن کی داد طلب کر رہی ہو۔

عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "تم سے اچھا میک اپ میں کر سکتا ہوں!"

"تم"

"ہاں کیوں نہیں! اچھا پھر سہی! اب ہمیں باہر چلنا چاہئے!"

"تم خواہ مخواہ چڑاتے ہو!" روشی جھنجھلا کر بولی۔

"افسوس کہ تمہیں اردو نہیں آتی ورنہ میں کہتا۔

اُن کو آتا ہے پیار پہ غصہ

ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیشدستی ایک دن!"

"چلو بکواس مت کرو!" وہ عمران کو دروازے کی طرف دھکیلتی ہوئی بولی۔

روشی اس وقت سچ مچ بہت حسین نظر آ رہی تھی! عمران نے نیچے اتر کر ایک ٹیکسی کی اور وہ دونوں "وہائٹ ماربل" کے لئے روانہ ہو گئے! یہ یہاں کا سب سے بڑا اور شاندار ہوٹل تھا۔

"روشی کیوں نہ میں اسے فون کروں!" عمران بولا۔

"مگر ڈائریکٹری میں نمبر کہاں ملا۔ نہیں ڈیئر کسی نے مذاق کیا ہے مجھ سے!"

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔"

"تمہاری سمجھ ہی کب اس قابل ہے کہ کچھ سمجھ سکو۔ تمہارا نہ سمجھنا ہی اچھا ہے۔"

"میں کہتا ہوں تم سکس نات پر ڈائل کرو۔ اگر جواب نہ ملے تو اپنے کان اکھاڑ لینا۔۔۔ ارے نہیں۔۔۔ میرے کان!"

"مگر میں کہوں گی کیا۔۔۔!"

"سنو راستے میں کسی پبلک بوتھ سے فون کریں گے! تم کہنا کہ وہ ایک پاگل رئیس زادہ ہے! کہیں باہر سے آیا ہے! لیکن آج ایک مشکل میں پھنس گیا تھا۔ رشوت دے کر بڑی دشواریوں سے جان چھڑائی۔ اس کے پاس غلطی سے کچھ جعلی نوٹ آ گئے ہیں جنہیں استعمال کرتا ہوا آج پکڑا گیا تھا۔"

"جعلی نوٹ!" روشی نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں روشی یہ درست ہے!" عمران نے دردناک لہجے میں کہا۔ "آج میں بال بال بچا ورنہ جیل میں ہوتا! میرے نوٹوں میں کچھ جعلی نوٹ مل گئے ہیں! میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آئے ہیں۔"

"لیکن وہ انہیں پیکٹوں سے تعلق نہ رکھتے ہوں جو تم نے اس سے پچھلی رات چھینے تھے۔"

"پتہ نہیں۔" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا "مجھ سے حماقت یہ ہوئی کہ میں نے ان نوٹوں کو دوسرے نوٹوں میں ملا دیا ہے!"

"تم مجھے سچ کیوں نہیں بتاتے کہ تم کون ہو!" روشی بھنا کر بولی۔

"میں نے سب کچھ بتا دیا ہے روشی!"

"یعنی تم واقعی احمق ہو!"

"تم بات بات پر میری توہین کرتی ہو۔" عمران بگڑ گیا۔

"ارے نہیں! نہیں!" روشی اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔ "اچھا جعلی نوٹوں کا کیا معاملہ ہے!"

"میں تو کہتا ہوں کہ یہ اسی لڑکی کی حرکت ہے جو مجھے ریلوے اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں ملی تھی! اس نے اصلی نوٹوں کے پیکٹ غائب کر کے جعلی نوٹ رکھ دیئے اور پھر مجھے اے بی سی ہوٹل میں آنے کی دعوت دی! میرا دعویٰ ہے کہ وہ اسی نامعلوم آدمی کی ایجنٹ تھی اور اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ پچھلی رات میں نے جو پیکٹ چھینے ہیں وہ دراصل میں نے چھینے نہیں بلکہ وہ خود ہی میرے حوالے کر گیا ہے! جانتی ہو اس کا کیا مطلب ہوا یعنی جو پیکٹ اب بھی اس کے پاس ہیں وہ اصلی نوٹوں کے ہیں۔ یعنی وہ پھر مجھ سے اصلی ہی نوٹ لے گیا ہے اور جعلی میرے سر منڈھ گیا۔"

"اچھا وہ نوٹ!۔۔۔ جو تم جوئے میں ہارے تھے!" روشی نے پوچھا۔

"ان کے بارے میں بھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ جعلی ہوں۔۔۔ یا ان میں بھی ایک آدھ پیکٹ اصلی نوٹوں کا چلا گیا ہو! اب تو اصلی اور نقلی مل جل کر رہ گئے ہیں۔ میری ہمت نہیں پڑتی کہ ان میں سے کسی نوٹ کو ہاتھ لگاؤں۔"

"مگر اس لڑکی نے تمہارے نوٹ کس طرح اڑائے ہوں گے!"

"اوہ۔۔۔!" عمران کی آواز پھر دردناک ہو گئی۔ "میں بڑا بدنصیب آدمی ہوں۔ یقیناً اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ احمق بھی ہوں۔۔۔ تم ٹھیک کہتی ہو! ہاں تو کل صبح سردی زیادہ تھی نا۔۔۔ میں نے السٹر پہن رکھا تھا! اور پندرہ بیس پیکٹ اس کی جیبوں میں ٹھونس رکھے تھے!"

"تم احمق سے بھی کچھ زیادہ معلوم ہوتے ہو!" روشی جھلا کر بولی۔

"نہیں سنو تو! میں نے اپنی دانست میں بڑی عقل مندی کی تھی!! ایک بار کا ذکر ہے میرے چچا سفر کر رہے تھے۔ ان کے پاس پندرہ ہزار روپے تھے جو انہوں نے سوٹ کیس میں رکھ چھوڑے تھے! سوٹ کیس راستے میں کہیں غائب ہو گیا! جب سے میرا یہ معمول ہے کہ ہمیشہ سفر میں ساری رقم اپنے پاس ہی رکھتا ہوں۔ پہلے کبھی ایسا دھوکا نہیں کھایا۔ یہ پہلی چوٹ ہے!"

"لیکن آخر اس لڑکی نے تم پر کس طرح ہاتھ صاف کیا تھا؟"

"یہ مت پوچھو! میں بالکل الو ہوں!"

"میں جانتی ہوں کہ تم الو ہو! مگر میں ضرور پوچھوں گی!"

"ارے اس نے مجھے الو بنایا تھا! کہنے لگی تمہاری شکل میرے دوست سے بہت ملتی ہے جو پچھلے سال ایک حادثے کا شکار ہو کر مر گیا! اور میں اسے بہت چاہتی تھی! بس چند منٹ میں بے تکلف ہو گئی!.... میں کچھ مضمحل سا تھا! کہنے لگی کیا تم بیمار ہو! میں نے کہا نہیں سر میں درد ہو رہا ہے! بولی لاؤ چمپی کر دوں.... چمپی سمجھتی ہو!"

"نہیں میں نہیں جانتی۔" روشی نے کہا۔

عمران اس کے سر پر چمپی کرنے لگا۔

"ہٹو! میرے بال بگاڑ رہے ہو!" روشی اس کا ہاتھ جھٹک کر بولی۔

"ہاں تو وہ چمپی کرتی رہی اور میں ویٹنگ روم کی آرام کرسی پر سو گیا! پھر شائد آدھے گھنٹے کے بعد آنکھ کھلی.... وہ برابر چمپی کئے جا رہی تھی.... سچ کہتا ہوں وہ اس وقت مجھے بہت اچھی لگ رہی تھی اور میرا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اسی طرح ساری زندگی چمپی کئے جائے.... ہائے.... پھر اسے پی سی ہوٹل میں ملنے کا وعدہ کر کے مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی!"

عمران کی آواز تھرا گئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اب رو دے گا۔

"ہائیں بدھو تم اس کے لئے رو رہے ہو جس نے تمہیں لوٹ لیا۔" روشی ہنس پڑی۔

"ہائیں! میں رو رہا ہوں" عمران اپنے دونوں گالوں پر تھپڑ مارتا ہوا بولا۔ "نہیں میں غصے میں ہوں! جہاں بھی ملی اس کا گلا گھونٹ دوں گا۔"

"بس کرو میرے شیر بس کرو۔" روشی اس کا شانہ تھپکتی ہوئی بولی۔

"اب تم میرا مذاق اڑا رہی ہو۔" عمران بگڑ گیا۔

"نہیں مجھے تم سے ہمدردی ہے! لیکن میں سوچ رہی ہوں کہ اگر جوئے میں بھی تم جعلی نوٹ ہارے ہو تو اب وہاں گزر نہیں ہوگا! کچھ تعجب نہیں کہ مجھے اس کے لئے بھی بھگتنا پڑے۔"

"نہیں تم پروا نہ کرو۔ تمہارا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا! میں لاکھوں روپے خرچ کر دوں گا۔"

روشی کچھ نہ بولی.... وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں ایک ٹیلیفون بوتھ ہے۔" عمران نے کہا اور ڈرائیور سے بولا۔ "گاڑی روک دو۔"

ٹیکسی رک گئی۔ روشی اور عمران نیچے اتر گئے۔

بوتھ خالی تھا! روشی نے ایک بار پھر عمران سے پوچھا کہ اسے کیا کہنا ہے عمران نے اس سلسلے میں کچھ دیر قبل کہے ہوئے جملے دہرائے۔ روشی فون میں سکہ ڈال کر نمبر ڈائیل کرنے لگی اور پھر عمران نے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار دیکھے۔

وہ ایک ہی سانس میں وہ سب کچھ دہرا گئی، جو عمران نے بتایا تھا! پھر خاموش ہو کر شائد دوسری طرف سے بولنے والے کی بات سننے لگی۔

"دیکھئے!" اس نے تھوڑی دیر بعد ماؤتھ پیس میں کہا۔ "مجھے جو کچھ بھی معلوم تھا میں نے بتا دیا! اس سے زیادہ میں کچھ بھی نہیں جانتی! ویسے مجھے بھی اس کے متعلق تشویش ہے کہ اس کی اصلیت کیا ہے! بظاہر بیوقوف اور پاگل معلوم ہوتا ہے۔"

"آیا کہاں سے ہے!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"وہ کہتا ہے کہ دلاور پور سے آیا ہوں۔"

"کیا وہ اس وقت تمہارے پاس موجود ہے!"

"نہیں باہر ٹیکسی میں ہے! میں ایک پبلک بوتھ سے بول رہی ہوں۔ اس سے بہانہ کر کے آئی ہوں کہ ایک سہیلی تک ایک پیغام پہنچانا ہے۔"

"کل رات سے قبل بھی اس سے کبھی ملاقات ہوئی تھی۔"

"نہیں کبھی نہیں!" روشی نے جواب دیا۔

"کیا اسے میرا اخبار دکھایا تھا۔"

"نہیں.... کیا دکھا دوں!" روشی نے پوچھا لیکن اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا تھا! روشی نے ریسیور رکھ دیا۔ عمران نے فوراً انکوائری کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو انکوائری"

"ہیلو" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ابھی پبلک بوتھ نمبر چھیالیس سے کسی کے نمبر ڈائیل کئے گئے تھے! میں پتہ چاہتا ہوں۔

"آپ کون ہیں۔"

"میں ڈی ایس پی سٹی ہوں!" عمران نے کہا۔

"اوہ... شاید آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "چھپالیسویں بوتھ سے تقریباً آدھے گھنٹے سے کوئی کال نہیں ہوئی۔"

"اچھا شکریہ!" عمران نے ریسیور رکھ دیا اور دونوں باہر نکل آئے۔

"تم ڈی ایس پی سٹی ہو۔" روشی چہکنے لگی۔

"اگر یہ نہ کہتا تو وہ ہرگز کچھ نہ بتاتا۔" عمران نے کہا۔

"لیکن اس نے بتایا کیا!"

"یہی کہ چھپالیسویں بوتھ سے پچھلے آدھ گھنٹے سے کوئی کال نہیں ہوئی! مگر روشی تم نے کمال کر دیا!... جو کچھ میں کہتا ہوں وہی تم نے بھی کہا۔"

"تم کیا جانو کہ اس نے کیا کہا تھا۔"

"تمہارے جوابات سے میں نے سوالوں کی نوعیت معلوم کر لی تھی۔"

"تم تو صرف عورتوں کے معاملے میں بیوقوف معلوم ہوتے ہو۔"

"تم خود بیوقوف!" عمران بگڑ کر بولا۔

"چلو... چلو!" وہ اسے ٹیکسی کی طرف دھکیلتی ہوئی بولی۔

"نہیں تم بار بار مجھے بیوقوف کہہ کر چڑا رہی ہو!"

عمران نے بکواس کو طول نہیں دیا! وہ بہت کچھ سوچنا چاہتا تھا۔

"اس کی آواز بھی عجیب تھی!" روشی نے کہا۔ "ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بھوکا بھیڑیا غرا رہا ہو! مگر... یہ کیسے ممکن ہے... ایکسچینج کو اس کی اطلاع تک نہ ہوئی!"

"اونہہ مارو گولی!... ہمیں کرنا ہی کیا ہے!" عمران نے گردن جھٹک کر کہا۔

"مجھے تو اب اس لڑکی کی تلاش ہے جس نے میرے نوٹوں میں گھپلا کیا تھا۔"

"نہیں عمران!" روشی بولی۔ "یہ عجیب و غریب اطلاع پولیس کے لئے کافی دلچسپ ثابت ہوگی۔"

"کون سی اطلاع!"

"یہی کہ سکس ناٹ کو رنگ کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کال ہوتی ہے اور ٹیلیفون ایکسچینج کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی!"

"اے روشی... خبردار... خبردار... کسی سے اس کا تذکرہ مت کرنا!... کیا تم سچ مچ اپنی گردن تڑوانا چاہتی ہو! اگر پولیس تک یہ خبر گئی تو سمجھ لو کہ میں اور تم دونوں ختم کر دیئے

جائیں گے! وہ کوئی معمولی چور یا اچکا نہیں معلوم ہوتا... ہاں... میں نے سینکڑوں جاسوسی ناول پڑھے ہیں! ایک ناول میں پڑھا تھا کہ ایک بہت بڑے مجرم نے اپنا ذاتی ٹیلیفون ایکسچینج قائم کر رکھا تھا اور سرکاری ایکسچینج کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی تھی۔"

"تو تم اب اس سے خائف ہو گئے ہو!"

"خائف تو نہیں ہوں! مگر میں کیا بتاؤں... میں نے جاسوسی ناول میں پڑھا تھا کہ وہ آدمی ہر جگہ موجود رہتا تھا... جہاں تم لوگ ہیں دھرا ہوا ہے... خدا کی پناہ..." عمران اپنا منہ پیٹنے لگا اور روشی ہنسنے لگی اور کافی دیر تک ہنستی رہی پھر اچانک چونک کر سیدھی بیٹھ گئی! وہ حیرت سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

"تم ہوش میں ہو یا نہیں!" اس نے عمران کی طرف جھک کر آہستہ سے کہا۔ "ہم شہر میں نہیں ہیں۔"

عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا... کار حقیقتاً ایک تاریک سڑک پر دوڑ رہی تھی اور دونوں طرف دور تک کھیتوں اور میدانوں کے سلسلے بکھرے ہوئے تھے!

"پیارے ڈرائیور گاڑی روک دو!" عمران نے ڈرائیور سے کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسے اپنی پشت پر شیشہ ٹوٹنے کا چھناکا سنائی دیا اور ساتھ ہی کوئی ٹھنڈی سی چیز اس کی گردن سے چپک کر رہ گئی!

"خبردار چپ چاپ بیٹھے رہو!" اس نے اپنے کان کے قریب ہی کسی کو کہتے سنا۔ "تمہاری گردن میں سوراخ ہو جائے گا اور لڑکی تم دوسری طرف کھسک جاؤ!"

ٹیکسی پرانے ماڈل کی تھی اور اس کی اسٹپنی اوپر کی طرف سے کھلتی تھی... غالباً شروع ہی سے یہ آدمی اسٹپنی میں چھپا ہوا تھا۔ جنگل میں پہنچ کر اس نے اسٹپنی کھولی اور کار کا پچھلا شیشہ توڑ کر ریوالور عمران کی گردن پر رکھ دیا۔

روشی خوفزدہ نظروں سے اس چوڑے چکلے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی جس میں ریوالور دبا ہوا تھا۔

عمران نے جنبش تک نہ کی۔ وہ کسی پتھر کے بت کی طرح بے حس و حرکت نظر آ رہا تھا! حتیٰ کہ اس کی پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں۔

کار بدستور فراٹے بھرتی رہی۔ روشی پر غشی سی طاری ہو رہی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا! جیسے کار کا رخ تحت الثریٰ کی طرف ہو... اس کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔

اچانک اس نے ایک چیخ سنی... بالکل اپنے کان کے قریب اور بوکھلا کر آنکھیں کھول دیں! عمران کار کے عقبی شیشے کے ٹوٹنے سے پیدا ہو جانے والی خلا سے اندھیرے میں گھور رہا تھا اور

ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔

"ڈرائیور روکو گاڑی!" عمران نے ریوالور اس کی طرف کر کے کہا۔

ڈرائیور نے پلٹ کر دیکھا تک نہیں!

"میں تم سے کہہ رہا ہوں!" اس نے اس بار ریوالور کا دستہ ڈرائیور کے سر پر رسید کر دیا۔ ڈرائیور ایک گندی سی گالی دے کر پلٹا لیکن ریوالور کا رخ اپنی طرف دیکھ کر دم بخود رہ گیا۔

"گاڑی روک دو پیارے!" عمران اسے چمکار کر بولا۔ "تمہارے ساتھی کی ریڑھ کی ہڈی ضرور ٹوٹ گئی ہوگی کیوں کہ کار کی رفتار بہت تیز تھی!"

کار رک گئی۔

"شاباش!" عمران آہستہ سے بولا۔ "اب تمہیں بھیرویں سناؤں یا ورگت.... یا جو کچھ بھی اسے کہتے ہوں.... دھریت کہتے ہیں شائد.... لیکن پڑھے لکھے لوگ عموماً روپد کہتے ہیں!"

ڈرائیور کچھ نہ بولا! وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔

"روشی! اس کے گلے سے ٹائی کھول لو!" عمران نے روشی سے کہا۔

O

تھوڑی دیر بعد کار شہر کی طرف واپس جا رہی تھی! روشی اور عمران اگلی سیٹ پر تھے! عمران کار ڈرائیو کر رہا تھا! پچھلی سیٹ پر ڈرائیور بے بس پڑا ہوا تھا.... اس کے دونوں ہاتھ پشت پر اسی کی ٹائی سے باندھ دیئے گئے تھے اور پیروں کو جکڑنے کے لئے عمران نے اپنی پیٹی استعمال کی تھی اور اس کے منہ میں دو عدد رومال حلق تک ٹھونس دیئے گئے تھے۔

سیٹ کے نیچے ایک لاش تھی جس کا چہرہ بھرتا ہو گیا تھا۔

کھڑکیوں کے شیشوں پر سیاہ پردے کھینچ دیئے گئے تھے۔

روشی اس طرح خاموش تھی جیسے اس کی اپنی زندگی بھی خطرے میں ہو!

وہ کافی دیر سے کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ابھی تک اسے کامیابی نہیں نصیب ہوئی تھی! لیکن کب تک! کار میں پڑی ہوئی لاش اسے پاگلوں کی طرح چیخنے پر مجبور کر رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اب تم سیدھے کوتوالی چلو۔" روشی نے کہا۔

"ارے باپ رے!" عمران خوفزدہ آواز میں بڑبڑایا۔

"نہیں تمہیں چلنا پڑے گا! کچھ نہیں کوئی خاص بات نہیں! ہم جو کچھ بھی بیان دیں گے وہ

غلط نہیں ہوگا۔ تم نے اپنی جان بچانے کے لئے اسے نیچے گرایا تھا!"

"وہ تو سب ٹھیک ہے.... مگر پولیس کا چکر!.... نہیں یہ میرے بس کا روگ نہیں۔"

"پھر لاش کا کیا ہوگا! تم نے اسے وہاں سے اٹھایا کیوں! ڈرائیور کو بھی وہیں چھوڑ آئے ہوتے! کار کو ہم شہر سے باہر ہی چھوڑ کر پیدل چلے جاتے!"

"اس وقت کیوں نہیں دیا تھا یہ مشورہ!" عمران غصیلی آواز میں بولا۔ "اب کیا ہو سکتا ہے اب تو ہم شہر میں داخل ہو گئے ہیں!"

روشی کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہو گئے اس نے پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا۔ "اب بھی غنیمت ہے پھر وہیں واپس چلو!"

"تم مجھ سے زیادہ احمق معلوم ہوتی ہو۔ اس بار اگر دس پانچ سے ملاقات ہو گئی تو میرا مربہ بن جائیگا اور تمہاری جیلی!"

"پھر کیا کرو گے۔"

"دیکھو ایک بات سوجھ رہی ہے۔ مگر تمہیں نہ بتاؤں گا ورنہ تم پھر کوئی ایسا مشورہ دو گی مجھے اپنی عقل پر رونا آ جائے گا!"

روشی خاموش ہو گئی! اس لئے نہیں کہ لاجواب ہو گئی تھی بلکہ اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا اور حلق میں کانٹے پڑے جا رہے تھے۔

عمران کار کو شہر کے ایک ایسے حصے میں لایا جہاں کرائے پر دیئے جانیوالے بہت سے گیراج تھے اس نے ایک جگہ کار روک دی! اور اتر کر ایک گیراج حاصل کرنے کے لئے گفت و شنید کرنے لگا۔ اس نے منیجر کو بتایا کہ وہ سیاح ہے۔ کارونیشن ہوٹل میں قیام ہے مگر چونکہ وہاں کاروں کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے اس لئے وہ یہاں ایک گیراج کرائے پر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ بات غیر معمولی نہیں تھی اس لئے اسے گیراج حاصل کرنے میں دشواری نہیں ہوئی! اس نے ایک ہفتہ کا پیشگی کرایہ ادا کر کے گیراج کی کنجی اور رسید حاصل کی اور پھر کار کو گیراج میں مقفل کر کے روشی کے ساتھ ٹہلتا ہوا دوسری سڑک پر آ گیا۔

"لیکن اس کا انجام کیا ہوگا!" روشی بڑبڑائی۔

"صبح تک وہ ڈرائیور بھی مر جائے گا۔" عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

"تم بالکل گدھے ہو۔" روشی جھلا گئی۔

"نہیں اب میں اتنا گدھا بھی نہیں ہوں! میں نے اپنا صحیح نام اور پتہ نہیں لکھوایا۔"

"اس خیال میں نہ رہنا!" روشی نے تلخ لہجے میں کہا۔ "پولیس شکاری کتوں کی طرح پیچھا کرتی

"فکر نہ کرو! ایک ہفتے تک تو وہ گیراج کھلتا نہیں! کیوں کہ میں نے ایک ہفتے کا پیشگی کرایہ ادا کیا ہے اور پھر ایک ہفتے میں۔۔۔ میں نہ جانے کہاں ہوں گا! ہو سکتا ہے مر ہی جاؤں ہو سکتا ہے اس نامعلوم آدمی کی موت آجائے.... بہرحال وہ اپنے دو ساتھیوں سے تو محروم ہو ہی چکا ہے!"

روشی کچھ نہ بولی! اس کا سر چکرا رہا تھا۔

عمران نے ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی رکوائی! روشی کے لئے دروازہ کھولا اور پھر خود بھی اندر بیٹھتا ہوا ڈرائیور سے بولا۔ "وہاٹ مار بل۔"

روشی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہاں" عمران سر ہلا کر بولا "وہیں کھانا کھائیں گے! کافی پئیں گے اور تم دو ایک پیگ لے لینا! طبیعت سنبھل جائے گی۔ ویسے اگر چیو تم پسند کرو تو وا بھی دوں.... اور ہاں ہم وہاں دو ایک راؤنڈ رمبا بھی ناچیں گے!"

"کیا تم سچ مچ پاگل ہو!" روشی آہستہ سے بولی۔

"ہائیں! کبھی احمق۔ کبھی پاگل! اب میں اپنا گلا گھونٹ لوں گا!"

روشی خاموش ہو گئی! وہ اس سلسلے میں بہت کچھ کہنا چاہتی تھی۔ لیکن اسے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ ذہنی انتشار اپنی انتہائی منزلیں طے کر رہا تھا۔

وہ وہاٹ مار بل میں پہنچ گئے!.... روشی کا دل چاہ رہا تھا کہ پاگلوں کی طرح چیختی ہوئی گھر کی طرف بھاگ جائے۔

عمران اسے ایک کیبن میں بٹھا کر باتھ روم کی طرف چلا گیا! باتھ روم کا تو صرف بہانہ تھا! وہ در اصل اس کیبن میں جانا چاہتا تھا جہاں گاہکوں کے استعمال کرنے کا فون تھا۔

اس نے وہ نمبر ڈائیل کئے جن پر انسپکٹر جاوید سے ہر وقت رابطہ قائم کیا جا سکتا تھا۔

"ہیلو!.... کون.... انسپکٹر جاوید سے ملنا ہے! اوہ آپ ہیں، سنئے میں علی عمران بول رہا ہوں۔ ہاں.... دیکھئے.... امیر گنج کے گیراج نمبر تیرہ میں جو مقفل ہے آپ کو نیلے رنگ کی ایک کار ملے گی.... اس میں دو شکار ہیں! ایک مر چکا ہے اور دوسرا شاید آپ کو زندہ ملے.... گیراج کی کنجی میرے پاس ہے۔ آپ تلاشی کا وارنٹ لے کر جائیے اور بے دریغ تالا توڑ دیجئے.... ہاں ہاں.... یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے.... مجھے یقین ہے کہ دونوں اسی کے آدمی ہیں! اور سنئے کافی رازداری کی ضرورت ہے! اس واقعے کو راز ہی میں رہنا چاہئے! مکمل واقعات آپ کو کل صبح معلوم ہوں گے! اچھا شب بخیر!"

عمران ریسیور رکھ کر روشی کے پاس واپس آ گیا۔

روشی کی حالت ابتر تھی! عمران نے کھانے سے قبل اسے شیری پلوائی.... نتیجہ کسی حد تک اچھا ہی نکلا.... روشی کے چہرے پر تازگی کے آثار نظر آنے لگے تھے.... لیکن پھر بھی کھانا اس کے حلق سے نہیں اتر رہا تھا! — اور وہ عمران کو حیرت سے دیکھ رہی تھی! جو کھانے پر اس طرح ٹوٹ پڑا تھا جیسے کئی دن سے بھوکا ہو اور اس کے چہرے پر وہی پرانی حماقت طاری ہو گئی تھی۔

"تم بہت خاموش ہو۔" عمران نے سر اٹھائے بغیر روشی سے کہا۔

"رمبا کی کیا رہی.... میں ناچنے کے موڈ میں ہوں۔"

"خدا کے لئے مجھے پریشان نہ کرو۔"

"تم عورت ہو یا.... ذرا مجھے بتاؤ کیا میں ان کے ہاتھوں مارا جاتا! وہ ہمیں کہیں لے جا کر ہماری چٹنی بنا ڈالتے!"

"میں اس موضوع پر گفتگو نہیں کرنا چاہتی۔" روشی نے اپنی پیشانی رگڑتے ہوئے کہا۔

"میں خود نہیں کرنا چاہتا تھا! خود چھیڑتی ہو اور پھر ایسا لگتا ہے جیسے مجھے کھا جاؤ گی۔"

"عمران ڈیئر.... سوچو تو اب کیا ہو گا۔"

"دوسرا بھی مر جائے گا.... اور دو چار دن بعد لاشوں کی بدبو پھیلے گی تو گیراج کا تالا توڑ دیا جائے گا اور پھر وہ پکڑا جائے گا جس کی وہ کار ہو گی — ہاہا۔۔!"

"اور جو تم انہیں اپنی شکل دکھا آئے ہو۔" روشی جھنجھلا کر بولی۔

"گیراج والوں کو!" عمران نے پوچھا اور روشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے کہا۔ "مگر وہ لوگ تمہاری شکل نہیں دیکھ سکے تھے! تم محفوظ رہو گی!"

"میں تمہارے لئے کہہ رہی ہوں۔" روشی جھینپ پڑی۔

"میری فکر نہ کرو.... میں پٹھان ہوں! جب تک اس نامعلوم آدمی کا صفایا نہ کر لوں اس شہر سے نہیں جاؤں گا۔ ویسے میں اب تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔"

"کیوں!" روشی اسے گھورنے لگی۔

"تم بات بات پر میری توہین کرتی ہو! احمق.... پاگل اور نہ جانے کیا کیا کہتی رہتی ہو! خود بور ہوتی ہو اور مجھے بور کرتی ہو۔"

روشی کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"تم میرے ساتھ رمبا ناچو گی!" عمران ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا۔

"ہوں! اچھا!" روشی اٹھتی ہوئی بولی۔ "چلو! لیکن یہ یاد رکھنا.... تم مجھے آج بہت پریشان

کر رہے ہو۔"

وہ دونوں ریکریئیشن ہال میں داخل ہوئے۔۔۔ درجنوں جوڑے رقص کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور روشی بھی ان کی بھیڑ میں غائب ہو گئے۔

O

دوسرے دن عمران محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔

جس وقت وہ یہاں داخل ہوا تھا اس کے چہرے پر گھنی داڑھی تھی اور چہرے پر کچھ اس کا تقدس تھا کہ وہ کوئی نیک دل پادری معلوم ہوتا تھا۔۔۔ آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک تھی۔۔۔ داڑھی اب بھی موجود تھی لیکن چشمہ اتار دیا گیا تھا۔

سپرنٹنڈنٹ وہ رپورٹ پڑھ رہا تھا جو عمران نے پچھلی رات کے واقعات کے متعلق مرتب کی تھی۔

"مگر جناب!" سپرنٹنڈنٹ نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "وہ کار چوری کی ہے! اس کی چوری کی رپورٹ ایک ہفتہ قبل کوتوالی میں درج کرائی گئی تھی۔"

"ٹھیک ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اس قسم کی مہموں میں ایسی ہی کاریں استعمال کی جاتی ہیں! میرا خیال ہے کہ یہاں آئے دن کاریں چرائی جاتی ہوں گی!"

" آپ کا خیال درست ہے۔ لیکن وہ کہیں نہ کہیں مل بھی جاتی ہیں! لیکن ایسی کسی کار کے ساتھ کسی آدمی کا بھی پکڑا جانا پہلا واقعہ ہے۔"

"ڈرائیور سے آپ نے کیا معلوم کیا!؟" عمران نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں! وہ کہتا ہے کہ کل شام ہی کو اس کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ وہ دراصل ایک ٹیکسی ڈرائیور ہے اور اسے صرف تین گھنٹے کام کرنے کی اجرت تین سو روپے پیشگی دے دی گئی تھی۔"

" آہم! تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جس سے کچھ معلوم ہونے کی توقع کی جا سکتی وہ ختم ہی ہو گیا۔ خیر۔۔۔ لیکن یہ تو معلوم کیا ہی جا سکتا ہے کہ مرنے والا کون تھا کہاں رہتا تھا کن حلقوں سے اس کا تعلق تھا۔"

"جاوید اس کے لئے کام کر رہا ہے اور مجھے توقع ہے کہ وہ کامیاب ہو گا۔"

"ٹھیک! اچھا کیا آپ اس بات سے واقف ہیں۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔ خیر میں ابھی کیا کہہ رہا تھا!"

عمران خاموش ہو کر اپنی پیشانی پر انگلی مارنے لگا۔۔۔ وہ دراصل سپرنٹنڈنٹ سے فون نمبر سکس نات کے متعلق گفتگو کرنے جا رہا تھا۔۔۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔

"کیا آپ کوئی خاص بات کہنے والے تھے۔" سپرنٹنڈنٹ نے پوچھا۔

"وہ بھی بھول گیا!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! پھر اس کے چہرے پر نہ جانے کہاں کا غم ٹوٹ پڑا اور وہ ٹھنڈی سانس لے کر دردناک لہجے میں بولا۔ "میں نہیں جانتا کہ یہ کوئی مرض ہے یا ذہنی کمزوری۔۔۔ اچانک اس طرح ذہنی رو بہکتی ہے کہ میں وقتی طور پر سب کچھ بھول جاتا ہوں ہو سکتا ہے کہ تھوڑی دیر بعد وہ بات یاد ہی آ جائے، جو میں آپ سے کہنا چاہتا تھا۔"

سپرنٹنڈنٹ اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھنے لگا! لیکن عمران کے چہرے سے اس کی دلی کیفیات کا اندازہ کر لینا آسان کام نہیں تھا۔

پھر اس کیس کے متعلق دونوں میں کافی دیر تک مختلف قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ سپرنٹنڈنٹ نے اسے بتایا کہ اے پی سی ہوٹل کے تین آدمی جعلی نوٹوں سمیت پکڑے گئے ہیں۔ عمران نے نوٹوں کے نمبر طلب کئے سپرنٹنڈنٹ نے دراز سے لسٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔

"نہیں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اس میں صرف وہی نمبر ہیں جو میں ہوٹل میں ہارا تھا۔ ایک بھی ایسا نمبر نظر نہیں آتا، جو اس آدمی والے پیکٹوں سے تعلق رکھتا ہو!"

"تب تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ اے پی سی والوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں! ظاہر ہے کہ اگر وہ ہوشیار ہو گیا تھا تو اسے اے پی سی والوں کو بھی نوٹوں کے استعمال سے روک دینا چاہئے تھا۔"

"نہیں اس کے بارے میں تو کچھ کہا ہی نہیں جا سکتا۔" عمران نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تعلق ظاہر نہ کرنے ہی کے لئے اس نے دیدہ دانستہ ان آدمیوں کو پولیس کے چنگل میں دے دیا ہو!"

"جی ہاں یہ بھی ممکن ہے!" سپرنٹنڈنٹ سر ہلانے لگا۔

"فی الحال ہمیں اے پی سی والوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن اب آپ کیا کریں گے!" سپرنٹنڈنٹ نے پوچھا۔

"بتانا بہت مشکل ہے۔ میں پہلے سے کوئی طریق کار متعین نہیں کرتا۔ بس وقت پر جو سوجھ جائے! پچھلی رات کے واقعات کا رد عمل کیا ہوتا ہے؟ اب اس کا منتظر ہوں۔"

پھر عمران زیادہ دیر تک وہاں نہیں بیٹھا، کیوں کہ ایک نیا خیال اس کے ذہن میں سر ابھار رہا تھا! وہ وہاں سے نکل کر ایک طرف چلنے لگا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی اندازہ کرتا جا رہا تھا کہ کہیں کوئی اس کا تعاقب تو نہیں کر رہا۔

اس نے آج بھی سپرنٹنڈنٹ سے روشی کا تذکرہ نہیں کیا تھا! وہ اسے پس منظر ہی میں رکھنا

چاہتا تھا۔

کچھ دور چل کر وہ ایک ٹیلیفون بوتھ کے سامنے رک گیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا دور دور تک کسی کا پتہ نہیں تھا۔ سڑک زیادہ چلتی ہوئی نہیں تھی۔ کبھی کبھار ایک آدھ کار گزر جاتی تھی کوئی راہ گیر چلتا ہوا نظر آ جاتا تھا۔

عمران بوتھ کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا اور پھر اسے اندر سے بولٹ کرنے کے بعد سوراخ میں سکہ ڈالا.... دوسرے لمحے میں سکس ناٹ کو ڈائیل کر رہا تھا۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے ایک بھاری آواز آئی۔

"میں روشی بول رہی ہوں۔" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا! اگر اس وقت روشی یہاں موجود ہوتی تو وہ عمران کی آواز سن کر غش ضرور آ جاتا!

"روشی"

"ہاں! میں بہت پریشان ہوں!"

"کیوں!"

"اس نے پچھلی رات ایک آدمی کو مار ڈالا ہے.... وہ ہماری کار کی اسٹپنی میں چھپ گیا تھا.... پھر ایک جگہ اس نے پچھلا شیشہ توڑ کر ہمیں ریوالور دکھایا! میں نہیں کہہ سکتی کہ اسے اس نے کس طرح نیچے گرا دیا۔" عمران نے پورا واقعہ دہراتے ہوئے کہا۔ "میں بہت پریشان تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ پولیس کو اطلاع کر دے مگر اس نے انکار کر دیا.... میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں! بہر حال میں نے گھبراہٹ میں پولیس کو فون کر دیا کہ فلاں نمبر کے گیراج میں ایک لاش ہے! لیکن میں نے یہ نہیں بتایا کہ میں کون ہوں۔"

"اسے علم ہے کہ تم نے پولیس کو فون کیا ہے۔"

"نہیں! میں نے اسے نہیں بتایا! میں بہت پریشان ہوں! وہ کوئی خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے.... کون ہے؟ یہ میں نہیں جانتی!"

"تم اس وقت کہاں سے بول رہی ہو!"

"یہ نہیں بتاؤں گی! مجھے تم سے بھی خوف معلوم ہوتا ہے!"

دوسری طرف سے ہلکے سے قہقہے کی آواز آئی اور بولنے والے نے کہا۔ "تم پبلک بوتھ نمبر چونتیس سے بول رہی ہو۔"

اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"میں جا رہی ہوں!" اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں ٹھہرو! اسی میں تمہاری بہتری ہے.... ورنہ جانتی ہو کہ کیا ہوگا؟ اگر پولیس کے ہتھے چڑھ گئیں تو.... میرا تم سے کوئی جھگڑا نہیں بلکہ تم کئی بار نادانستہ طور پر میرے کام بھی آ چکی ہو!.... میں تمہیں اس جنجال سے بچانا چاہتا ہوں.... ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم بوتھ کے باہر ٹھہرو! آدھ گھنٹے کے اندر ہی اندر میرا ایک آدمی وہاں پہنچ جائے گا۔"

"کیوں.... نہیں نہیں!" عمران نے احتجاج کیا۔ "میں بالکل بے قصور ہوں میں کیا کروں وہ خواہ مخواہ میرے گلے پڑ گیا ہے۔"

"ڈرو نہیں روشی!" بولنے والے نے اسے چمکار کر کہا۔ "میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔"

عمران نے فوراً ہی جواب نہیں دیا۔

"ہیلو!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو" عمران کپکپائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اچھا میں انتظار کروں گی لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے۔"

"بہت ڈر گئی ہو!" قہقہے کے ساتھ کہا گیا۔ "ارے اگر میں تمہیں مارنا چاہتا تو تم اب تک زندہ نہ ہوتیں۔ اچھا تم وہیں انتظار کرو۔"

سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ عمران بوتھ سے نکل آیا! اس کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی اور داڑھی میں یہ مسکراہٹ نہ جانے کیوں خطرناک معلوم ہو رہی تھی۔

آدھے گھنٹے تک اسے انتظار کرنا تھا! وہ ٹہلتا ہوا سڑک کی دوسری طرف چلا گیا! ادھر چند سایہ دار درخت تھے۔

روشی کا انتظام اس نے پچھلی رات ہی کو کر لیا تھا! وہ اس وقت ایک غیر معروف سے ہوٹل کے ایک کمرے میں مقیم تھی اور عمران نے پچھلی رات اسی کے فلیٹ میں تنہا گذاری تھی!۔

وہ درختوں کے نیچے ٹہلتا رہا۔ بار بار اس کی نظر کلائی کی گھڑی کی طرف اٹھ جاتی تھی۔ بیس منٹ گذر گئے! اب وہ پھر بوتھ کی طرف جا رہا تھا!

زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ اس نے محسوس کیا کہ ایک کار قریب ہی اس کی پشت پر آ کر رکی ہے۔

اچانک عمران پر کھانسیوں کا دورہ پڑا۔ وہ پیٹ دبائے ہوئے جھک کر کھانسنے لگا۔ پھر سیدھا کھڑا ہو کر بوتھ کی طرف مکا لہراتا ہوا غصیلی آواز میں بولا "سالی کبھی تو باہر نکلو گی۔"

"کیا بات ہے جناب۔" کسی نے پشت سے کہا۔

عمران چونک کر مڑا۔ اس سے تین یا چار فٹ کے فاصلے پر ... کھڑا تھا اور
سڑک پر ایک خالی کار موجود تھی!

"یا بتاؤں جناب!" عمران اس طرح بولا جیسے خانیوں کے دو...
سانسیں الجھ رہی ہوں! وہ چند لمحے ہانپتا رہا پھر بولا۔ "یہ تختے سے اندر ... مجھے
بھی ایک ضروری فون کرنا ہے.... کئی بار رنگ دے چکا ہوں! ہر بار ... ایک
منٹ ٹھہریئے! ایک منٹ کی اسکی کی تھی ایک گھنٹہ ہو گیا...."

"اوہ ٹھہریئے! میں دیکھتا ہوں!" نووارد آگے بڑھتا ہوا بولا۔ اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ
کھولا لیکن پھر اسے مڑنا نصیب نہیں ہوا۔ عمران کا ہاتھ اس کی گردن دبوچ چکا تھا.... اس نے
اسے بوتھ کے اندر دھکا دے دیا اور خود بھی طوفان کی طرح اس پر جا پڑا۔

بوتھ کا دروازہ خودکار تھا! اس لئے اسے بند کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی وہ ان دونوں
کے داخل ہوتے ہی خود بخود بند ہو گیا تھا۔

تھپڑوں، گھونسوں اور لاتوں کا طوفان۔

ہاتھ کے ساتھ ہی ساتھ عمران کی زبان بھی چل رہی تھی!

"میں روشی، تمہاری ٹھکائی کر رہی مری جان! اپنے بلڈاگ سے کہہ دینا کہ میرے بقیہ نوٹ
مجھے واپس کر دے ورنہ ایک دن اسے بھی کسی چوہے دان میں بند کر کے ماروں گا.... اور وہ سالی
روشی.... وہ بھی مجھے جل دے گئی۔ کل رات سے غائب ہے اور بیٹا کل رات میں نے تمہارے
ایک ساتھی کی کمر توڑ دی ہے!"

عمران اس پر اچانک اس طرح ٹوٹ پڑا تھا کہ اسے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکا! پھر
ایسی صورت میں چپ چاپ پٹتے رہنے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا۔

تھوڑی دیر میں اس نے ہاتھ پیر ڈال دیئے۔

عمران نے اسے کالر سے پکڑ کر اٹھایا لیکن اس کے پیر زمین پر ٹکتے ہی نہیں تھے!

"دیکھو بیٹا! اپنے بلڈاگ سے کہہ دینا کہ آج رات کو میرے بقیہ نوٹ واپس مل جانے
چاہئیں.... وہ جعلی ہیں! میں ابھی انہیں بازار میں نہیں لانا چاہتا تھا! مگر اس کتے کی وجہ سے میرا
کھیل بگڑ گیا ہے! آخر وہ دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑانے والا ہوتا کون ہے! اس سے کہنا
آج رات مجھے نوٹ واپس ملنے چاہئیں۔ میں روشی ہی کے فلیٹ میں ہوں! وہ مجھ سے خائف ہو
کر کہیں چھپ گئی ہے.... آج رات کو.... بھولنا نہیں.... میں روشی کے فلیٹ ہی میں ملوں گا
اور یہ بھی کہہ دینا اس چڑیمار سے کہ اے بی سی ہوٹل میں ایک پولیس آفیسر مچھلیوں کے شکار

کے بہانے ٹھہرا ہوا ہے ہوشیار رہنا۔"...

پھر اس نے اسے کھینچ کر بوتھ سے باہر نکالا۔

سڑک ویران پڑی تھی!.... نووارد اگر چاہتا تو کھلی جگہ میں اس سے اچھی طرح نپٹ سکتا
تھا! مگر حقیقت تو یہ تھی کہ اب اس میں جدوجہد کی سکت نہیں رہ گئی تھی!

عمران نے اسے اسٹیئرنگ کے سامنے بٹھا دیا۔

"جاؤ اب دفع ہو جاؤ!" عمران نے کہا۔ "ورنہ ہو سکتا ہے کہ مجھے تم پر پھر پیار آنے لگے۔
اپنے بلڈاگ تک میرا پیغام ضرور پہنچا دینا! نہیں تو پھر جانتے ہو مجھے جہاں بھی اندھیرے اجالے
مل گئے تمہارا آملیٹ بنا کر رکھ دوں گا۔"

O

بدبد کو عمران نے بالکل اپنے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کی تھی۔ وہ سچ مچ تھوڑا سا بیوقوف
تھا۔ لیکن عمران کے اشارے پر بالکل مشین کی طرح کام کرتا تھا۔ کاہل اور سست ہونے کے
باوجود بھی کام کے وقت اس میں کافی چھریتلا پن آ جاتا تھا۔

مگر اس کام سے وہ بری طرح بیزار تھا جو آج کل اسے سونپا گیا تھا وہ اس کام کو بھی کسی حد
تک برداشت کر سکتا تھا! مگر کم از کم اے بی سی ہوٹل میں قیام کرنے کے لئے تیار نہیں تھا! لیکن
عمران سے خوف بھی معلوم ہوتا تھا اور وہ بے چارہ ابھی تک اس بات سے واقف نہیں تھا کہ
اسے حقیقتاً کیا کرنا ہے۔ ویسے محکمہ اسے مچھلی کا شکار کرنے کی تنخواہ تو دیتا نہیں تھا۔

کل وہ ہوٹل میں داخل ہوا تھا اور آج اسے عمران کی ہدایت کے مطابق شکار کے لئے صبح
سے شام تک سمندر کے کنارے بیٹھنا تھا۔

لیکن وہ اے بی سی کی فضا اور ماحول سے سخت بیزار تھا! اسے وہاں ہر وقت برے آدمی اور
بری عورتیں نظر آتی تھیں۔

اس وقت وہ ناشتے کی میز پر بیٹھا جلدی جلدی حلق میں چائے انڈیل رہا تھا! وہ جلد سے جلد
یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا!.... بات یہ تھی کہ اسے کاؤنٹر کے قریب وہی عورت نظر آگئی تھی
جس نے پچھلی رات اسے بہت پریشان کیا تھا! رات وہ نشے میں تھی اور بدبد کے سر ہو گئی تھی کہ
وہ اسے فلم ویو وا اس کا گانا "بالم بسو مورے من میں!" سنائے بدبد کی بوکھلاہٹ دیکھ کر دوسرے
لوگ بھی اس تفریح میں دلچسپی لینے لگے تھے۔

پتہ نہیں کس طرح ہد ہد نے اس سے پیچھا چھڑایا تھا۔

اب اس وقت پھر اسے دیکھ کر اس کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔

لیکن عورت جو اس وقت نشے میں نہیں تھی۔ کافی سنجیدہ نظر آ رہی تھی! ہد ہد نے جلدی جلدی ناشتہ ختم کیا اور کمرے سے شکار کا سامان لے کر گھاٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

ہد ہد یہاں آنے کے مقصد سے تو واقف نہیں تھا! وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران کو اس علاقے سے کیوں دلچسپی ہو سکتی ہے! مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ خود اسے کیا کرنا ہے... البتہ وہ اپنی آنکھیں ضرور کھلی رکھنا چاہتا تھا۔

اس حصے میں سمندر پر سکون تھا اور ادھر لانچوں اور کشتیوں کی بھی آمد و رفت نہیں رہتی تھی! اسے اپنے علاوہ دو تین آدمی اور بھی نظر آئے جو پانی میں ڈوریں ڈالے بیٹھے اونگھ رہے تھے۔

وہ ایک بجے تک جھک مارتا رہا۔ لیکن ایک مچھلی بھی اس کے کانٹے میں نہ لگی۔

لیکن وہ شاید اس سے بے خبر تھا کہ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک آدمی کھڑا خود اسی کا شکار کرنے کی تاک میں ہے۔

وہ آدمی چند لمحے کھڑا سگریٹ کے کش لیتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ ہد ہد کی طرف بڑھا۔

"آج کل شکار بمشکل ہی سے ملتا ہے!" اس نے ہد ہد سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ہد ہد چونک کر اسے گھورنے لگا! یہ ایک دبلا پتلا اور دراز قد آدمی تھا۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہوگی۔ اس کے شانے سے ایک کیمرہ لٹک رہا تھا۔

"جج جی ہاں!" ہد ہد اپنے چہرے پر خوش اخلاقی کے آثار پیدا کرتا ہوا بولا۔

"آپ اس شوق کو کیسا سمجھتے ہیں۔" نووارد نے پوچھا!

"مم... معاف فرمایئے گا! مم... میں سمجھا نہیں۔"

"اوہ! میرے اس سوال کو کسی اور روشنی میں نہ لیجئے گا! میرا تعلق دراصل ایک باتصویر ماہنامے سے ہے، اور میرا کام یہ ہے کہ میں مختلف قسم کی ہابیز کے متعلق معلومات اور تصاویر فراہم کروں۔"

"یہ میری ہابی نہیں بلکہ... پپ پیشہ ہے!" ہد ہد مسکرا کر بولا۔

"میں نہیں یقین کر سکتا جناب!" نووارد بھی ہنسنے لگا۔ "ہمارے یہاں کے پیشہ ور سمندر میں جال ڈالتے ہیں اور ان کا لباس اتنا شاندار نہیں ہوتا... اور وہ ٹنکوں کے ہیٹ نہیں لگاتے۔"

ہد ہد بھی خواہ مخواہ ہنسنے لگا اور نووارد نے کہا۔ "میں آپ کا شکر گزار ہوں گا! اگر آپ مجھے شکار کھیلتے ہوئے دو تین پوز دے دیں۔"

"یہاں اکیلا... مم... میں... ہی... تت تو نہیں ہوں۔"

"درست ہے! لیکن میں انہیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ ان کی تصویر کسی ایسے ماہنامے میں شائع ہو جو امریکہ، انگلینڈ، فرانس، جرمنی اور ہالینڈ جیسے ممالک میں جاتا ہو!"

ہد ہد گدھے کی طرح پھول گیا اور اس نے اپنے تین پوز دیئے! لیکن اس شوق سے متعلق اظہار خیال کرتے وقت وہ بری طرح ہکلانے لگا! ظاہر ہے کہ اسے مچھلیوں کے متعلق صرف اتنا ہی معلوم تھا کہ ہر مچھلی لذیذ نہیں ہوتی اور خواہ وہ کسی قسم سے تعلق رکھتی ہو اس میں کانٹے ضرور ہوں گے۔

"میں زبانی... نن نہیں... بب... بب... بتا سکتا!" اس نے آخر کار تنگ آ کر کہا۔ "لکھ کر... دے... سکتا ہوں۔"

"ہوتا ہے... ہوتا ہے۔" نووارد سر ہلا کر بولا۔ "بعض لوگ لکھ سکتے ہیں بیان نہیں سکتے۔ اچھا کوئی بات نہیں!... مجھے اس کے بارے میں جتنا بھی علم ہے خود ہی لکھ لوں گا! ویسے آپ مجھے اپنا نام اور پتہ لکھوا دیجئے۔"

ہد ہد نے اطمینان کا سانس لیا... ظاہر ہے کہ اس نے نام اور پتہ غلط ہی لکھوایا ہوگا۔

نووارد رخصت ہو گیا!... لیکن اس نووارد کی گھات میں بھی کوئی تھا! جیسے ہی وہ ریتلے حصے کو پار کر کے بندر گاہ کی طرف جانے والی سڑک پر پہنچا! ایک آدمی تودے کی اوٹ سے نکل کر اس کا تعاقب کرنے لگا اور یہ آدمی عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

O

روشی اپنے اقامتی ہوٹل میں پچھلی رات سے عمران کا انتظار کر رہی تھی! وہ اسے ہوٹل میں ٹھہرا کر جلدی ہی واپس آنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا تھا۔ روشی اس کے لئے بے حد متفکر تھی! لیکن اتنی ہمت بھی نہیں رکھتی تھی کہ اس کی تلاش میں نکل کھڑی ہوتی۔

اسے پولیس کا بھی خوف تھا اور وہ بھیانک آدمی تو تھا ہی! اس کی تلاش میں... سارا دن گذر گیا لیکن عمران نہیں آیا! اس وقت شام کے چار بج رہے تھے اور روشی قطعی ناامید ہو چکی تھی اسے یقین تھا کہ عمران کسی نہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔

یا تو وہ پولیس کے ہتھے چڑھ گیا! یا پھر اس بھیانک آدمی نے... وہ اس خیال ہی سے کانپ اٹھی... اس کے تصور میں عمران کی لاش تھی۔

وہ پلنگ پر کروٹیں بدل رہی تھی! اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے! اچانک کسی نے

دروازے پر دستک دی اور روشی اچھل پڑی۔۔۔ لیکن پھر اس نے سوچا ممکن ہے ویٹر ہو کیوں کہ یہ چائے کا وقت تھا!

"آجاؤ!" روشی نے بے دلی سے کہا۔

دروازہ کھلا! عمران سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"تم؟" روشی بے تحاشہ اچھل کر اس کی طرف لپکی۔ "تم کہاں تھے! میں تمہیں مار ڈالوں گی۔"

"ہائیں!" عمران اس طرح بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا جیسے اسے سچ مچ روشی کی طرف سے قاتلانہ حملے کا خدشہ ہو۔

روشی ہنسنے لگی۔۔۔ مگر اسے جھنجھوڑ کر بولی۔ "تم بڑے سور ہو بتاؤ کہاں تھے!"

"چچی فرزانہ کا مکان تلاش کر رہا تھا۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"کیوں! یہ کون ہیں؟"

"میں نہیں جانتا!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک ایسے آدمی سے واقف ہیں جس کا بایاں کان آدھا کٹا ہوا ہے!"

"کرنے لگے بے تکی بکواس! تم مجھے اس طرح چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے۔"

"کیا تم مرنا چاہتی ہو!"

"ہاں میں مرنا چاہتی ہوں۔" روشی جھلا گئی۔

"اچھا تو اردو کے عشقیہ ناول پڑھنا شروع کر دو! تم بہت جلد بور ہو کر مر جاؤ گی۔"

"عمران! میں تمہیں گولی مار دوں گی۔"

"چلو بیٹھ جاؤ!" عمران اسے ایک آرام کرسی پر دھکیلتا ہوا بولا۔ "ہم دونوں کی زندگی کا انحصار صرف اس نامعلوم آدمی کی موت پر ہے۔"

روشی اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "تم آخر ہو کیا بلا۔۔۔ مجھے بتاؤ میں پاگل ہو جاؤں گی۔"

"میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا کل رات فون پر تم نے پولیس کو اطلاع دی تھی!"

"کس بات کی اطلاع!" روشی چونک پڑی۔

"یہی کہ گیراج نمبر تیرہ میں ایک لاش ہے۔"

"ہرگز نہیں! بھلا میں کیوں اطلاع دینے لگی۔"

"پتہ نہیں۔ پھر وہ کون عورت ہے۔ تم نے شام کا کوئی اخبار دیکھا۔"

"نہیں! میں نے نہیں دیکھا۔ مجھے پوری بات بتاؤ! الجھن میں نہ ڈالو۔"

"پولیس نے گیراج کا تالا ... لاش دریافت ... ہے۔ ڈرائیور زندہ ہی نکلا۔ صرف بیہوش ہو گیا تھا۔ اخبار کی خبر ہے۔ پچھلی رات کسی نامعلوم عورت نے جو مجھے اینگلو انڈین معلوم ہوتی تھی فون پر اس کی اطلاع دی تھی۔"

"میں قسم کھانے کو تیار ہوں!"

"مجھے یقین ہے کہ تم ایسی حرکت نہیں کر سکتیں۔ کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ تم میری اجازت کے بغیر اس ہوٹل سے باہر قدم نہ نکالنا خواہ مجھ سے ایک ہفتے کے بعد ہی ملاقات کیوں نہ ہو۔"

"میں وعدہ نہیں کر سکتی!"

"کیوں؟"

"میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔ تم مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔"

"یعنی تم چاہتی ہو کہ ہم دونوں کی گردنیں ساتھ ہی کٹیں!"

"نہ جانے کیوں! مجھے تمہاری موجودگی میں کسی سے بھی خوف نہیں محسوس ہوتا۔"

"اچھا صرف آج رات اور یہاں ٹھہر جاؤ!"

"آخر کیوں؟ — تم کیا کرتے پھر رہے ہو! مجھے بتاؤ!"

"نہیں روشی تم بہت اچھی ہو! تم آج رات یہیں قیام کرو گی! اچھا یہ بتاؤ کبھی تمہیں اے بی سی ہوٹل میں کوئی ایسا آدمی نظر آیا ہے جس کا بایاں کان آدھا کٹا ہوا ہو۔"

روشی پلکیں جھپکانے لگی! شاید وہ کچھ یاد کرنے کے لیے ذہن پر زور دے رہی تھی!

"کیوں! تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو!" اس نے آہستہ سے پوچھا۔ "نہیں! میں نے وہاں ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا! لیکن میں ایسے ایک آدمی کو جانتی ضرور ہوں۔"

"اے بی سی سے تعلق ہے اس کا!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں! وہ اس حیثیت کا آدمی نہیں ہے کہ اس کا گذر اے بی سی جیسی مہنگی جگہوں میں ہو سکے۔ وہ ماہی گیروں کی ایک کشتی پر ملازم ہے۔"

"تمہیں یقین ہے کہ اس کا بایاں کان کٹا ہوا ہے!"

"ہاں! لیکن تم۔۔۔!"

"شش ٹھہرو! مجھے بتاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ملے گا!"

"میں بھلا کیسے بتا سکتی ہوں! مجھے اس کا گھر نہیں معلوم!"

"تو اس کشتی ہی کا پتہ نشان بتاؤ جس پر کام کرتا ہے۔"

"ہر شفیلڈ فشریز!"

"ہر شفیلڈ فشریز!" عمران نے ایک طویل سانس لے کر آہستہ سے دہرایا۔ پھر اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا ٹاٹا۔۔کل صبح ملاقات ہوگی۔"

"ٹھہرو! مجھے بتاؤ کہ تم کس چکر میں ہو!"

"میں اپنے بقیہ نوٹ واپس لینا چاہتا ہوں!"

"کچھ بھی ہو!" روشی اسے گھورتی ہوئی بولی "اب تم مجھے اتنے احمق نہیں معلوم ہوتے جتنے اس شام اے پی سی میں معلوم ہوتے تھے۔"

"پھر احمق کہا!.... تم خود احمق....!"

عمران اسے گھونسہ دکھاتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

O

روشی کا فلیٹ آج رات بہت زیادہ روشن نظر آرہا تھا! عمران نے چند مزید بلبوں کا اضافہ کیا تھا اور وہ فلیٹ میں تنہا تھا۔

اگر اس کے محکمے کے کسی آدمی کو اس کی ان حرکات کا علم ہو جاتا تو وہ اسے قطعی دیوانہ اور خبطی تصور کر لیتا۔

آج دن بھر وہ غلطیوں پر غلطیاں کرتا رہا تھا! مجرموں میں سے ایک کا ہاتھ آجانا اور پھر اسے صرف معمولی سی مرمت کر کے واپس کر دینا اصولاً ایک بہت بڑی غلطی تھی! ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ عمران اسے باقاعدہ طور پر گرفتار کر کے اسے اس کے دوسرے ساتھیوں کی نشان دہی پر مجبور کر دیتا۔ پھر اس نے اسے ہدہد کے وجود سے آگاہ کر دیا بلکہ اپنے متعلق بھی بتا دیا کہ روشی کے فلیٹ ہی میں رات بسر کرے گا۔

اور اب اس میں اس طرح چراغاں کئے بیٹھا تھا جیسے کسی خاص تقریب کے انتظامات میں مشغول ہو!

کلاک نے بارہ بجائے اور اس نے دروازوں کی طرف دیکھا جو کھلے ہوئے تھے لیکن اسے کلاک کی ٹک ٹک کے علاوہ اور کوئی آواز نہ سنائی دی۔

دروازے تو کیا آج اس نے کھڑکیاں تک کھلی رکھی تھیں حالانکہ آج سردی شباب پر تھی۔ اچانک اسے راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی جو رفتہ رفتہ نزدیک ہوتی جا رہی تھی

پھر کسی نے گنگنا کر کہا۔ "روشی ڈارلنگ۔"

دوسرے ہی لمحے میں ایک نوعمر آدمی دروازے میں کھڑا احمقوں کی طرح پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"فرمایئے!" عمران بڑے دلآویز انداز میں مسکرایا۔

"اوہ.... معاف کیجئے گا!" اس نے شرماتے ہوئے لہجے میں کہا "یہاں پہلے روشی رہتی تھی!"

"اب بھی رہتی ہے! تشریف لایئے!" عمران بولا۔

نوجوان کمرے میں چلا گیا۔

"روشی کہاں ہے؟"

"وہ آج کل اپنی خالہ کے یہاں مرغیوں کی دیکھ بھال کا طریقہ سیکھ رہی ہے!"

"آپ کون ہیں"

"میں ایک شریف آدمی ہوں!"

"روشی!" نوجوان نے روشی کو آواز دی!

"میں کہہ رہا ہوں نا کہ وہ اس وقت یہاں نہیں ہے!" عمران بولا۔

"ارے وہ بڑی شریر ہے!" نوجوان ہنس کر بولا! "میری آواز سن کر چھپ گئی ہے! خیر میں ڈھونڈ لیتا ہوں!"

نوجوان بڑی بے تکلفی سے روشی کی خواب گاہ میں داخل ہو گیا! عمران اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا! نوجوان نے دو تین منٹ کے اندر ہی اندر پورے فلیٹ کی تلاشی لے ڈالی.... پھر دوسری طرف کی تاریک راہداری میں ٹارچ کی روشنی ڈالنے لگا۔

"بس کرو میرے لال!" عمران اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"ابھی تمہارے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے۔"

"کیا مطلب!" نوجوان جھلا کر مڑا۔

"مطلب بھی بتاؤں گا.... آؤ میرے ساتھ!" عمران نے کہا اور پھر اسے بیٹھنے کے کمرے میں واپس لایا.... نوجوان اسے قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا۔

"تشریف رکھیئے جناب!" عمران نے غیر متوقع طور پر خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

"ابھی تم نے کیا کہا تھا۔" نوجوان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ آپ تلاشی لے چکے اور اب آپ کو اطمینان ہو گیا کہ میرے ساتھ دوسرے آدمی نہیں ہیں.... اب تشریف لیجایئے اور اپنے بلڈاگ سے کہہ دیجئے کہ میرے نوٹ مجھے واپس کر دے۔ میں بہت برا آدمی ہوں! اپنے ساتھ بکھیڑ بھاڑ نہیں رکھتا! تنہا کام کر

ہوں! میں اس وقت اس فلیٹ میں تنہا ہوں! لیکن میرا دعویٰ ہے کہ تمہارا بلڈاگ میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا! یہ دیکھو! میں نے سارے دروازے کھول رکھے ہیں.... اور سارے بلب روشن ہیں!.... لیکن.... ہاہا.... کچھ نہیں۔"

"میں نہیں سمجھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!"

"جاؤ یار بھیجا نہ چاٹو.... اسے میرا پیغام پہنچا دو جس نے تمہیں بھیجا ہے! چلو اب کھسکو بھی ورنہ میرا ہاتھ تم پر بھی اٹھ جائے گا۔ آج ہی میں تمہارے ایک ساتھی کی اچھی خاصی مرمت کر چکا ہوں۔"

"میں تمہیں دیکھ لوں گا!" نوجوان اٹھتا ہوا بولا.... اور آندھی کی طرح کمرے سے نکل گیا۔

لیکن عمران اس طرح کھڑا تھا جیسے اسے ابھی کسی اور کا انتظار ہو! اس نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا! اور ایک منتخب کر کے اسے آہستہ آہستہ کچلنے لگا۔

سیکنڈ منٹوں اور منٹ گھنٹوں میں تبدیل ہوتے چلے گئے۔ لیکن قریب یا دور کسی قسم کی بھی آواز نہ سنائی دی۔

اور پھر عمران خود کو سچ مچ احمق سمجھنے لگا! اسے توقع تھی کہ وہ نامعلوم آدمی ضرور آئے گا! لیکن اب دو بج رہے تھے اور کائنات پر سناٹے کی حکمرانی تھی۔

اس نے سوچا کہ اب اس حماقت کا خاتمہ کر دے! ممکن ہے کہ وہ نوجوان روشی ہی کا کوئی گاہک رہا ہو!.... عمران دروازے اور کھڑکیاں بند کرنے کے لئے اٹھا۔

ابھی وہ دروازے کے قریب بھی نہیں پہنچا تھا کہ راہداری میں قدموں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ کوئی بہت تیزی سے اسی طرح آ رہا تھا۔ عمران بڑی پھرتی سے تین چار قدم پیچھے ہٹ آیا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ روشی دروازے میں کھڑی بری طرح ہانپ رہی تھی لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے۔

"تم نے میرا کہنا نہیں مانا۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"بس تم اسی طرح بکواس کیا کرو!" روشی ایک صوفے پر گرتی ہوئی بولی پھر اپنا وینٹی بیگ کھول کر دو پیکٹ نکالے اور انہیں عمران کی طرف اچھالتے ہوئے کہا! "اپنے بقیہ دو پیکٹ بھی سنبھالو!"

عمران نے پیکٹوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر حیرت سے روشی کی طرف دیکھنے لگا۔

"کچھ دیر قبل میرا بارت فیل ہوتے ہوتے بچا ہے!" روشی نے کہا۔

"کیوں! تمہیں یہ پیکٹ کہاں سے ملے!"

"بتاتی ہوں.... ذرا دم لینے دو!" روشی نے کہا اور اٹھ کر الماری سے وہسکی کی بوتل

نکالی.... بڑے گلاس میں چھ انگل خالص وہسکی لے کر اس کی چسکیاں لینے لگی۔

پھر اس نے رومال سے ہونٹ خشک کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے نیند نہیں آ رہی تھی! ٹھیک ایک بجے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں سمجھی شاید تم ہو! میں نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا! لیکن وہ تم نہیں تھے ایک دوسرا آدمی تھا! اس نے مجھے یہ دونوں پیکٹ دیئے، اور ایک لفافہ.... جس پر میرا نام لکھا ہوا تھا.... اور پھر اس نے مجھے پوچھنے کی مہلت ہی نہیں دی! چپ چاپ واپس چلا گیا۔"

روشی نے وینٹی بیگ سے وہ لفافہ بھی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا!

عمران نے لفافے سے خط نکال کر میز پر پھیلاتے ہوئے ایک طویل سانس لی۔ تحریر تھا۔

"روشی! تمہارے دوست کے بقیہ دونوں پیکٹ روانہ کر رہا ہوں لیکن تم انہیں کھول کر دیکھو گی نہیں! ہوٹل کے باہر ایک نیلے رنگ کی کار موجود ہے! چپ چاپ اس میں بیٹھ جاؤ۔ وہ تمہیں تمہارے فلیٹ تک پہنچا دے گی! تم دونوں خواہ کہیں چھپو میری نظروں سے نہیں چھپ سکتے! مجھے تم دونوں سے کوئی پرخاش نہیں ہے ورنہ تم اب تک زندہ نہ ہوتے! تمہارا دوست معمولی سا مجرم ہے۔ جعلی نوٹوں کا دھندا کرتا ہے اور بس! اس سے کہو کہ چپ چاپ اس شہر سے چلا جائے! ورنہ تم تو مجھے عرصہ سے جانتی ہو! میں اور کچھ نہیں چاہتا! یہاں سے اسی وقت چلی جاؤ!"

عمران نے خط ختم کر کے روشی سے کہا "اور تم نیلی کار میں بیٹھ گئیں۔"

"کیا کرتی! میں نے سوچا کہ جب اس نے میری جائے رہائش کا پتہ لگا لیا تو مجھے کسی قسم کا نقصان پہنچانے میں اسے کیا عار ہو سکتا ہے!"

ٹھیک ہے تم نے عقل مندی سے کام لیا۔

"مگر....!" روشی عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔ "کیا اس نے تمہارے متعلق سچ لکھا ہے!"

"جھک مارتا ہے! اب میں اس سے اپنی توہین کا بدلہ لوں گا!"

"دیکھو طوطے.... میں نے تمہارے بارے میں بہت کچھ سوچا ہے اور ہاں.... تم نے یہ چرانان کس خوشی میں رکھا ہے!"

"میں بہت زیادہ روشنی چاہتا ہوں! مگر تم نے بھی میرے بارے میں غلط ہی سوچا ہو گا اچھا اب تم مجھے یہاں کبھی نہیں دیکھو گی!"

"تو واقعی اس شہر سے جا رہے ہو!"

"میں کسی کے حکم کا پابند نہیں ہوں اور پھر بھلا اس مسخرے سے ڈر کر بھاگوں گا!"

"خدا کے لئے مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو!"

"ایک معمولی سا مجرم۔ کیا تمہیں اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔"

"نہیں مجھے اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔ ایک معمولی سا مجرم اس کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا!... یہاں کے اچھے اچھے دل گردے والے اس کے تصور سے ہی کانپتے ہیں! میرے پیشے سے واقف ہی ہو! ہر قسم کے آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے!"

"میں ایک شریف آدمی ہوں! ممی اور ڈیڈی بچپن ہی سے مجھے اس کا یقین دلاتے رہے ہیں!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "ویسے میں کبھی کبھی سچ مچ حماقتیں کر بیٹھتا ہوں! آج...!"

عمران نے اپنا ٹیلیفون بوتھ والا کارنامہ دہرایا!... اور روشی بے تحاشہ ہنسنے لگی! اس نے کہا۔ "تم جھوٹے ہو! تم نے میری آواز کی نقل کیسے اتاری ہوگی۔"

"اس طرح... اس میں مشکل ہی کیا ہے" عمران نے ہو بہو روشی کے لہجے اور آواز کی نقل اتاری۔

روشی چند لمحے اُسے حیرت سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "مگر اس حرکت کا مقصد کیا تھا!"

"تفریح!... اور کیا کہوں! مگر نتیجہ دیکھو! کہ اس نے خود ہی پیکٹ واپس کر دیئے!"

"تمہاری عقل خبط ہو گئی ہے!" روشی نے کہا! "مجھے اس میں بھی کوئی چال معلوم ہوتی ہے"

"ہو سکتا ہے... بہرحال میں جانتا ہوں کہ اس کے آدمی ہر وقت پیچھے لگے رہتے ہیں! ورنہ اسے تمہارا پتہ کیسے معلوم ہوتا!"

"یہی میں بھی سوچ رہی تھی!"

"یہ اسی وقت کی بات ہے جب میں آج شام تم سے ملا تھا! میرے ہی ذریعہ وہ تم تک پہنچا ہوگا"

"مگر عمران!... وہ آدمی... جو ان پیکٹوں کو لایا تھا... جانتے ہو وہ کون تھا...؟ حیرت ہے... وہ وہی کان کٹا ماہی گیر تھا جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے!"

عمران سنبھل کر بیٹھ گیا!

"کیا وہ تمہیں پہچانتا ہے۔" اس نے پوچھا۔

"یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی! نہیں مجھے پہلے کبھی اس سے بات چیت بھی کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔"

عمران کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا! تھوڑی دیر بعد اس نے ایک طویل انگڑائی لے کر کہا۔ "جاؤ اب سو جاؤ! مجھے بھی نیند آ رہی ہے اور اگر اب بھی تمہیں بور کروں تو اسی

وقت یہاں سے چلا جاؤں گا!"

روشی چپ چاپ اٹھی اور اپنی خواب گاہ میں چلی گئی۔

عمران دروازے اور کھڑکیاں بند کرنے کے بعد تھوڑی دیر تک چیونگم سے شغل کرتا رہا! پھر نوٹوں کے پیکٹ کھول دیئے... اسے توقع تھی کہ ان پیکٹوں میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا کیوں کہ روشی کو اس کے خط میں پیکٹوں کو نہ کھولنے کی ہدایت کی گئی تھی۔

اس کا خیال صحیح نکلا۔ ایک پیکٹ میں نوٹوں کے درمیان ایک تہہ کیا ہوا کاغذ کا ٹکڑا نظر آیا! یہ بھی ایک خط تھا لیکن اس میں عمران کو مخاطب کیا گیا تھا۔

دوست... بڑے جیالے معلوم ہوتے ہو! ساتھ ہی شاطر بھی! مگر جعلی نوٹوں کا دھندا چھچھورا پن ہے! اگر ترقی کی خواہش ہو تو کل رات کو گیارہ بجے اسی ویرانے میں ملو جہاں میں نے تم پر پہلا حملہ کیا تھا!... اسے پی سی ہوٹل والے شکاری کے متعلق اطلاع فراہم کرنے کا شکریہ! اس نے صرف مچھلیوں کے شکار کے لئے وہاں قیام کیا ہے! لیکن مچھلیوں کے شکار کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا! تو کل رات کو تم ضرور مل رہے ہو -- میں انتظار کروں گا --"

عمران نے خط کو پرزے پرزے کر کے آتشدان میں ڈال دیا! اس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی... وہ اٹھا اور دبے پاؤں روشی کے فلیٹ سے نکل گیا!

O

دوسری رات جب آسمان تاریکیاں بکھیر رہا تھا عمران اس ویرانے میں پہنچ گیا جہاں اسے بلایا تھا!... تین یا چار فرلانگ کے فاصلے پر اسے پی سی ہوٹل کی روشن کھڑکیاں نظر آ رہی تھیں!

عمران انہیں ٹیلوں کے درمیان کھڑا تھا جہاں اس پر کچھ دنوں پیشتر حملہ کیا گیا تھا۔

اسے زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا۔

"تم آ گئے" اسے اپنی پشت پر تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی!

عمران چونک کر مڑا... تھوڑے ہی فاصلے پر اسے ایک تاریک سایہ نظر آیا۔

"ہاں میں آ گیا۔" عمران نے اسی انداز میں سرگوشی کی "اور میں تم سے ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہوں!"

"مجھے ایسے ہی آدمی کی ضرورت تھی!" سائے نے جواب دیا! "چھ ماہ کے اندر ہی اندر لکھ پتی بنا دوں گا!"

"میں لکھ پتی نہیں بننا چاہتا!... میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ...."

"ختم کرو! میں کچھ نہیں سنوں گا! جوانی کا خون گرم ہوتا ہے.... تم ابھی بچے ہو۔ بڑھاپے میں پیسوں کی قدر معلوم ہوتی ہے!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو!" عمران نے پوچھا۔

"میرے ساتھ چلو۔"

"چلو— مگر کبھی مجھے شادی کرنے پر مجبور نہ کرنا! میں اس کے علاوہ ہر قسم کی غلطی کر سکتا ہوں"

سایہ ہنس پڑا۔ پھر اس نے کہا۔ "آج روشی دن بھر تمہیں تلاش کرتی رہی ہے!"

"وہ مجھے سچ مچ کوئی احمق شہزادہ سمجھتی ہے۔"

"آؤ! وقت کم ہے!" سائے نے عمران کی طرف ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"کیا گود میں آؤں؟" عمران نے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا!— لیکن دوسرے ہی لمحے اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی سے بے شمار ستارے نکل کر فضا میں منتشر ہو گئے ہوں۔ کسی نے پشت سے اس کے سر پر کوئی ٹھوس اور وزنی چیز دے ماری تھی۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا تاریک سائے کی طرف بڑھا! لیکن اس تک پہنچنے سے قبل ہی ڈھیر ہو گیا۔

O

بیہوشی کے بعد ہوش کیسے آتا ہے؟ کم از کم یہ کسی بیہوش ہونے والے کی سمجھ میں آنے کی چیز نہیں ہے!— بہر حال عمران کو نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کس طرح ہوش میں آیا! لیکن آنکھ کھلتے ہی شعور کی بیداری میں دیر نہیں لگی۔

وہ ایک کشادہ اور سجے سجائے کمرے میں تھا! لیکن تنہا نہیں —اس کے علاوہ کمرے میں پانچ آدمی اور بھی تھے۔ ان کے جسموں پر سیاہ رنگ کے لمبے لمبے چغے تھے.... اور چہرے سیاہ نقابوں میں چھپے ہوئے تھے! ان میں سے ایک آدمی کتاب کی ورق گردانی کر رہا تھا۔

"ہاں بھئی! کیا دیکھا!" ان میں سے ایک نے اس سے پوچھا۔

آواز سے عمران نے اسے پہچان لیا! یہ وہی تھا جس سے کچھ دیر قبل ٹیلوں کے درمیان اس نے گفتگو کی تھی۔

"جی ہاں آپ کا خیال درست ہے" دوسرے آدمی نے کتاب پر نظر جماتے ہوئے کہا۔ "عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی لندن.... آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز.... فرام سنٹرل انٹیلی جنس بیورو—"

"کیوں دوست کیا خیال ہے!" گمنام آدمی عمران کی طرف مڑ کر بولا۔

"ایم ایس سی، ڈی ایس۔ سی نہیں بلکہ ایم ایس سی، پی ایچ ڈی!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"شٹ اپ!" گمنام آدمی نے گرج کر کہا۔

"واقعی میں بڑا بیوقوف آدمی ہوں! روشی ٹھیک کہتی تھی!" عمران اس طرح بڑبڑایا جیسے خود سے مخاطب ہو!

"تم ہمارے متعلق کیا جانتے ہو!" گمنام آدمی نے پوچھا۔

"یہی کہ تم سب پردہ نشین خواتین ہو اور مجھے خواہ مخواہ ڈرا رہی ہو۔"

"تم یہاں سے زندہ نہیں جا سکتے!" گمنام آدمی کی آواز میں غراہٹ تھی۔

"فکر نہ کرو! مرنے کے بعد چلا جاؤں گا۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

گمنام آدمی کی خوفناک آنکھیں چند لمحے نقاب سے عمران کو گھورتی رہیں پھر اس نے کہا "تمہیں بتانا ہی پڑے گا کہ تمہارے کتنے آدمی کہاں کہاں کام کر رہے ہیں!"

"کیا تم لوگ سچ مچ سنجیدہ ہو؟" عمران اپنے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا کر کے بولا۔

کسی نے کوئی جواب نہ دیا.... اس وقت ان کی خاموشی بھی بڑی ڈراؤنی لگ رہی تھی۔

عمران پھر بولا۔ "تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے!"

"ہوں!.... ہمارے فائل بہت احتیاط سے مرتب کئے جاتے ہیں!" گمنام آدمی نے کہا۔

"تب پھر میں ہی غلط ہو گیا ہوں۔" عمران نے مایوسی سے سر ہلا کر کہا۔ "کمال ہے.... میں لعنتی.... واہ کیا بات ہے گویا اب اپنے لئے کہیں بھی جگہ نہیں ہے یار و یہ ظلم ہے کہ تم لوگ مجھے محکمہ سراغرسانی سے منسلک کر رہے ہو۔"

"ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے!" گمنام آدمی غصیلے لہجے میں بولا۔ "تمہیں صبح تک کی مہلت دی جاتی ہے اپنے آدمیوں کے پتے اور نشان بتا دو ورنہ....!"

"میرا خیال ہے!" ایک نقاب پوش نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "جلتے لوہے والی تدبیر کیسی رہے گی۔"

"وقت نہیں ہے!" گمنام غرایا! "صبح دیکھیں گے!"

وہ سب کمرے سے نکل گئے اور دروازہ باہر سے مقفل کر دیا گیا! عمران نے ایک طویل انگڑائی لی اور سر کا وہ حصہ ٹٹول کر جہاں چوٹ لگی تھی برے برے سے منہ بنانے لگا۔

اسے توقع نہیں تھی کہ اس کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کیا جائے گا وہ تو یہی سمجھے ہوئے تھا کہ اس نے مجرموں کو اپنے جال میں پھانس لیا!

اس نے بے وجہ ان لوگوں کو ہدہد کا پتہ نہیں بتایا تھا اس کے ذہن میں ایک اسکیم تھی اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا تھا! اس نے اس آدمی کا تعاقب کر کے جس نے سمندر کے کنارے ہدہد کے فوٹو لئے تھے کم از کم مجرموں کے ایک اڈے کا پتہ تو لگا ہی لیا تھا... اور وہیں اس نے اس آدمی کو بھی دیکھا تھا جس کا بایاں کان آدھا غائب تھا۔

عمران تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت آرام کرسی میں پڑا رہا... اس کا ذہن بڑی تیزی سے حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔

آدھا گھنٹہ گذر گیا... شاید پوری عمارت پر سناٹے کی حکمرانی تھی! کہیں سے بھی کسی قسم کی آواز نہیں آ رہی تھی۔

عمران اٹھ کر کھڑکیوں اور دروازوں کا جائزہ لینے لگا! لیکن چند ہی لمحوں میں اس پر واضح ہو گیا کہ وہ باہر نہیں نکل سکتا! یہ سارے دروازے ایسے تھے جو باہر سے مقفل کئے جا سکتے تھے ان کے ذہن میں ایک دوسرا اور انتہائی اہم سوال بھی تھا عمارت اس وقت خالی ہے یا کچھ اور لوگ بھی موجود ہیں! دونوں ہی صورتوں میں حالات غیر یقینی تھے... عمارت میں اس کا تنہا رہنا ناممکنات میں سے تھا!... لیکن اگر اس کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی تھے تو عمارت پر قبرستان کی سی خاموشی کیوں طاری تھی؟... کیا وہ سو رہے ہیں؟ عمران نے سوچا کہ یہ بھی ناممکن ہے انہوں نے اپنی دانست میں ایک خطرناک دشمن کو پکڑ لیا ہے! لہٰذا اس کی طرف سے غافل ہو کر سو رہنا قرین قیاس نہیں!

عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ صبح اسے ناشتے کی میز پر خوش آمدید کہنے کے لئے مہمان نہیں بنایا گیا-- یہاں ایسی آؤ بھگت ہو گی کہ شکریہ ادا کرنے کا موقعہ نہ مل سکے گا۔

وہ پھر اٹھ کر ٹہلنے لگا... پھر اچانک اس نے دروازہ پیٹ کر چیخنا شروع کر دیا۔

باہر قدموں کی آہٹ ہوئی اور کسی عورت نے سریلی آواز میں ڈانٹ کر کہا۔ "کیوں شور کر رہے ہو!"

"میں باہر جانا چاہتا ہوں!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔"

"شٹ اپ!" عمران بہت زور سے گرجا۔ "میں تجھ جیسی کتیا کی بچی سے بات نہیں کرنا چاہتا... کسی مرد کو بھیج دے...!"

"تم کتے کے پلے خاموشی سے بیٹھے رہو! ورنہ گولی مار دی جائے گی۔"

اس بار عمران نے اسے بڑی گندی گندی گالیاں دیں جواب میں وہ بھی برس پڑی!

عمران نے اس سے اندازہ لگا لیا کہ وہ عورت عمارت میں تنہا ہے! ورنہ وہ اس کی مرمت کے لئے کسی مرد کو ضرور بلاتی۔

عورت تھوڑی دیر تک اسے بُرا بھلا کہتی رہی! پھر خاموش ہو گئی۔ عمران اس کے قدموں کی آواز سن رہا تھا! اس نے اندازہ لگا لیا کہ قریب ہی کسی کمرے میں گئی ہے۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اگر ایسے حالات میں بھی وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہا تو آئندہ نسلیں اسے سچ مچ احمق اعظم ہی کے نام سے یاد کریں گی۔!

وہ ایک بار پھر کمرے کا جائزہ لینے لگا!... اچانک اس کی نظر رسی کے ایک لچھے پر پڑی تھی اس نے جھپٹ کر اسے اٹھا لیا... رسی کی موٹائی آدھ انچ سے زیادہ نہیں تھی! اور ایسا معلوم ہو تا تھا جیسے وہ پانی بھی بھگو کر خشک کی گئی ہو! عمران چند لمحے اسے دیکھتا رہا... اور پھر اس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقص کرنے لگی--!

O

عمران کے منہ سے گالیاں سن کر اس عورت کا موڈ بہت زیادہ خراب ہو گیا تھا! وہ کافی حسینہ تھی اور عمر بھی بیس بائیس سے زیادہ نہ رہی ہو گی! ممکن ہے اس کے ساتھی اس کی ناز برداریاں بھی کرتے رہے ہوں! بہر حال وہ ایسی نہیں معلوم ہوتی تھی کہ کسی کی تلخ کلامی برداشت کر سکتی۔

اور یہ حقیقت تھی کہ وہ اس وقت اس عمارت میں تنہا تھی... عمران کو محبوس کرنے والوں کو شاید یقین واثق تھا کہ وہ یہاں سے نکل نہ سکے گا! ورنہ وہ ایسی غلطی نہ کرتے! وہ عورت غصے میں ہانپتی ہوئی مسہری پر گری! اسے شاید اپنے ساتھیوں پر بھی غصہ آ رہا تھا!

وہ سو جانا چاہتی تھی۔ مگر نیند کا کوسوں پتہ نہیں تھا-- بیس منٹ گذر گئے وہ کروٹیں بدلتی رہی۔

اچانک اس نے ایک چیخ سنی، جو قیدی کے کمرے سے بلند ہوئی تھی اور پھر کچھ اس قسم کی آوازیں آنے لگیں جیسے کوئی کسی کا گلا گھونٹ رہا ہو۔

وہ بے تحاشہ اچھل کر کھڑی ہو گئی اور غیر ارادی طور پر قیدی کے کمرے کی طرف دوڑنے لگی۔ لیکن اب سناٹا تھا۔

"کیا ہے! کیوں شور مچا رکھا ہے!" اس نے کمرے کے سامنے پہنچ کر کہا۔

لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا! ایک دروازے کی جھری پر اس کی نظر پڑی اور اس نے اندازہ کر لیا کہ اندر کا بلب روشن ہے!

دوسرے ہی لمحے اس کی ایک آنکھ جھری سے جا لگی! لیکن پھر وہ اس طرح جھٹکے کے ساتھ پیچھے ہٹ گئی جیسے الیکٹرک شاک لگا ہو۔ اس کمرے کے اندر جو کچھ بھی دیکھا وہ اس کے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی تھا! چھت سے ایک لاش لٹک رہی تھی! اس کے پیر زمین سے تقریباً تین فٹ اونچائی پر جھول رہے تھے اور گردن میں رسی کا پھندا.... چہرہ دوسری طرف تھا! صاف ظاہر ہوتا تھا کہ قیدی نے ایک کرسی پہ کھڑے ہو کر پھندا اپنی گردن میں ڈالا اور پھر لات مار کر کرسی ایک طرف گرا دی! سیاہ لسٹر اور سیاہ پتلون میں وہ لاش بڑی ڈراؤنی معلوم ہو رہی تھی!

وہ ایک بار پھر جھری سے اندر جھانکنے لگی.... اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کیونکہ اس نے قیدی کی دلیرانہ حرکتوں کے متعلق اپنے ساتھیوں سے بہت کچھ سنا تھا!

خواب و خیال میں بھی اسے توقع نہیں تھی کہ ایسا بے جگر آدمی اس طرح خودکشی کر لے گا۔۔ حالانکہ وہ کچھ دیر پہلے اس کی توہین کر چکا تھا لیکن پھر بھی وہ اس کے انجام پر متاسف ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

وہ کوئی کمزور دل عورت نہیں تھی! کمزور دل کی عورت ایسے خطرناک مجرموں کے ساتھ رہ ہی کیسے سکتی تھی!

وہ چند لمحے کھڑی کچھ سوچتی رہی پھر دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گئی.... لاش کی پشت دروازے کی طرف تھی عورت آگے بڑھی تاکہ اسکا چہرہ دیکھ سکے!

لیکن قبل اس کے کہ وہ اس کے قریب پہنچتی لاش رسی کے پھندے سے نکل کر دھم سے فرش پر آ رہی۔ عورت گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی! لیکن عمران نے اسے باہر نکلنے کا موقع نہیں دیا! دوسرے لمحے اس کی صراحی دار گردن عمران کی گرفت میں تھی!

"وہ یہاں کب واپس آئیں گے!" عمران نے گرفت مضبوط کرتے ہوئے پوچھا۔

عورت تھوک نگل کر رہ گئی! اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی ہوئی تھیں اور وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔

"بتاؤ ورنہ گلا گھونٹ دوں گا!" عمران کے چہرے پر سفاکی نظر آنے لگی۔

"ساڑھے.... ساڑھے تین بجے!"

"جھوٹ بک رہی ہو! خدا سے ڈرو ورنہ زبان سڑ جائے گی!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا اور اس کی گردن چھوڑ دی!

عورت اسی جگہ کھڑی ہانپتی رہی۔

"تم نے کچھ دیر پہلے مجھے برا بھلا کہا تھا۔ اب کہو! تو تمہارے کان اور ناک کاٹ لوں!"

عورت کچھ نہ بولی.... عمران بکتا رہا۔ "تم صورت سے شریف معلوم ہوتی ہو! ورنہ میں ابھی تمہیں گلا گھونٹ کر مار ڈالتا! کیا تم ان میں سے کسی کی بیوی ہو!"

عورت نے نفی میں سر ہلا دیا اور عمران گرجدار آواز میں بولا۔ "پھر تم کیا بلا ہو! زبان سے بولو ورنہ اس رسی میں تمہاری لاش لٹکتی نظر آئے گی۔"

"میں ان کے کسی جرم میں شریک نہیں ہوں!" عورت نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم آخر ہو کون!"

"میں جو کچھ بھی ہوں! یہی ہوں اور زندگی سے تنگ آ گئی ہوں! انہوں نے مجھے کہیں نہیں رکھا۔ لیکن میں اب ہر حال میں ان کے پنجے سے نکلنا چاہتی ہوں!"

"شاباش.... اچھا میں تمہیں بچا لوں گا!.... لیکن جو کچھ میں کہوں گا اس پر عمل کرو۔"

"میں تیار ہوں!"

"باہر نکلنے کا دروازہ تو مقفل ہوگا؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔۔ مقفل نہیں ہے!"

"تو پھر ان کی آمد پر دروازہ کون کھولے گا؟ کیا تم جاگتی رہو گی؟"

"نہیں وہ خود کھول لیں گے اور اس کی ترکیب ان کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم!"

"کیا یہ عمارت ہر شفیلڈ فشریز والوں کی ہے!" عمران نے پوچھا اور عورت نے اثبات میں سر ہلا دیا!

"یہ عمارت جیمس اسٹریٹ میں ہے نا!" عمران نے پوچھا اور اس کا جواب بھی اثبات ہی میں ملا اور عمران مطمئن ہو گیا کہ یہ وہی عمارت ہے جس کا سراغ اسے فوٹوگرافر کا تعاقب کرنے پر ملا تھا

وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں اپنے کمرے میں جاؤ۔"

وہ چپ چاپ وہاں سے نکل کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ عمران اس کے پیچھے تھا! جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ عمران نے دروازہ باہر سے بند کر دیا۔

"چپ چاپ پڑی رہنا ورنہ گردن صاف! مجھے عورتوں پر بھی رحم نہیں آتا۔" عمران غرا کر بولا۔

اندر سے کوئی جواب نہیں ملا! عمران آگے بڑھا۔

وہ بڑی تیزی سے عمارت کا جائزہ لیتا پھر رہا تھا.... باہر کے سارے دروازے آزمائے لیکر انہیں کھولنے میں کامیاب نہ ہو سکا!.... ایک کمرے میں اسے اسلحہ جات کا ذخیرہ نظر آیا۔ دروازہ مقفل نہیں تھا! شاید یہاں سے جاتے وقت انہوں نے کچھ اسلحہ لیا تھا اور کمرے کو مقفل کر بھول گئے تھے.... عمران نے ایک ٹامی گن اٹھا کر اسے لوڈ کیا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ تا

گن اس کے ہاتھ میں تھی!

لیکن اگر کوئی دوسرا اسے اس حال میں دیکھتا تو قطعی مخبوط الحواس سمجھتا! ہونا یہ چاہئے تھا کہ عمران فون پر پولیس سے رابطہ قائم کر کے عمارت کا محاصرہ کرلیتا! یہاں فون موجود تھا! اگر چاہتا تو اسے استعمال کر سکتا تھا! مگر اس نے ایسا نہیں کیا!... وہ کسی شکاری کتے کی طرح عمارت کا گوشہ گوشہ سونگھتا پھر رہا تھا! اُسے مجرموں کی واپسی کی بھی پرواہ نہیں تھی!... وہ ان جرائم سے واقف ہو چکا تھا اور اے بی سی ہوٹل کے قریب والے ویرانے پر اس بھیانک آدمی کی حکمرانی کا مقصد بھی اس کے ذہن میں آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر اسی کمرے کے سامنے پہنچ گیا۔ جہاں اسے قید کیا گیا تھا! اس عورت کے کمرے کی طرف نظر ڈالی جس کا دروازہ بدستور بند تھا!... اندر روشنی ضرور تھی لیکن کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی!

پھر عمران نے اس بطخ کی طرف دیکھا جو اس کے بائیں ہاتھ پر لٹک رہی تھی! یہ اسے عمارت کے ایک ڈربے میں ملی تھی! وہ کمرے میں داخل ہو گیا... ٹامی گن میز پر رکھ دی! رسی ابھی تک چھت میں لگے ہوئے کڑے سے لٹک رہی تھی۔

چند لمحوں بعد عمران بطخ کو ذبح کر رہا تھا!... کچھ خون فرش پر پھیل گیا اور کچھ اس نے بڑی احتیاط سے ایک گلاس میں اکٹھا کر لیا۔

O

ٹھیک تین بجے عمارت کا صدر دروازہ کھلا اور دس آدمی اندر داخل ہوئے! ان میں صرف ایک کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا اور بقیہ نو آدمی بے نقاب تھے! ان کے چہروں سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی!

لیکن قیدی کے کمرے کے سامنے روشنی دیکھ کر ان کے چہروں سے اضمحلال کے آثار غائب ہو گئے! کھلے ہوئے دروازے سے روشنی باہر برآمدے میں رینگ آئی تھی۔

ان کا نقاب پوش سرغنہ بے تحاشہ بھاگتا ہوا کمرے میں جا گھسا اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں! کمرہ خالی تھا۔ چھت سے ایک خون آلودہ رسی لٹکی ہوئی تھی... اور فرش پر بھی خون نظر آ رہا تھا... پھر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے اس جگہ سے دروازے تک گئے... وہ دروازے کی طرف جھپٹا... اس کے بقیہ نو ساتھی ساکت و صامت دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔

خون کے لاتعداد چھوٹے چھوٹے دھبے دروازے کے باہر برآمدے میں بھی تھے۔ وہ سب انہیں دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔

اب دھبوں کا رخ اسلحہ کے کمرے کی طرف ہو گیا تھا! ان میں سے ایک نے جیب سے ٹارچ نکالی کیوں کہ یہ راہداری تاریک تھی!... انہیں اسلحہ خانے کا دروازہ بھی کھلا ہوا ملا... خون کے دھبوں کی قطار دروازے میں مڑ کر اسلحہ خانے میں چلی گئی تھی۔ وہ سب بے تحاشہ اندر چلے گئے... اور کسی کے منہ سے نکلا۔

"ارے بطخ... یہ کیا؟"

پھر وہ مڑنے بھی نہیں پائے تھے کہ دروازہ باہر سے بند ہو گیا—! اندھیرے میں عمران کا قہقہہ گونج رہا تھا۔

لیکن عمران کو اس کی خبر نہیں تھی کہ یہی اندھیرا جس سے اس نے فائدہ اٹھایا ہے خود اسی کے لئے مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ ان کا سرغنہ باہر ہی رہ گیا ہے!

اس نے للکار کر کہا۔ "کیوں دوستو! اب کیا خیال ہے!"

وہ سب اندر سے دروازے پیٹنے اور شور مچانے لگے!

عمران نے پھر قہقہہ لگایا! لیکن یہ قہقہہ اچانک اس طرح رک گیا جیسے کسی سائیکل کے پہیوں میں پورے بریک لگ گئے ہوں!

کسی نے پشت سے اس پر حملہ کر دیا تھا! ٹامی گن اس کے ہاتھ سے نکل کر اندھیرے میں کہیں دور جا گری!۔

حملہ آور ان کا سرغنہ تھا جو اسلحہ خانے میں بند کر دیئے گئے تھے!... جب وہ خون کے دھبوں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو وہ قیدی والے کمرے کے سامنے ہی رک کر کچھ سوچنے لگا تھا! وہ سب اسلحہ خانے تک پہنچ گئے اور وہ وہیں کھڑا تشویش آمیز نظروں سے چاروں طرف دیکھتا رہا۔

اور اب... شاید تقدیر عمران پر قہقہے لگا رہی تھی! حملہ بڑا شدید تھا!— عمران کو بالکل یہی محسوس ہوا جیسے کوئی سینکڑوں من وزنی چٹان اس پر آگری ہو!۔

خود اس کا جسم بھی کافی جاندار تھا۔ لیکن اس حملے نے اس کے دانت کھٹے کر دیئے! نقاب پوش اس سے لپٹ پڑا تھا!

عمران نے اس کی گرفت سے نکلنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا!

اس نے اسے کچھ اس طرح جکڑ رکھا تھا کہ عمران کا دم گھٹنے لگا تھا! اسلحہ خانے کے اندر ابھی تک شور جاری تھا۔

"خاموش رہو!" ان کے سرغنہ نے انہیں ڈانٹا.... لیکن اس کی آواز اتنی پرسکون تھی جیسے اس نے کسی آرام کرسی پر کاہلوں کی طرح پڑے پڑے انہیں سرزنش کی ہو!

دوسری طرف اس نے عمران کو زمین سے اکھاڑ دیا تھا اور بتدریج اسے اوپر اٹھاتا چلا جا رہا تھا-- ! عمران نے اس کی ٹانگوں میں اپنی ٹانگیں پھنسانی چاہیں لیکن کامیاب نہ ہوا.... وہ اسے اوپر اٹھاتا چلا جا رہا تھا۔

یہ حقیقت تھی کہ اس وقت عمران کے حواس جواب دے گئے تھے اور حملہ آور پر گویا کسی قسم کا جنون طاری ہو گیا تھا! اسے بھی شاید اس بات کا ہوش نہیں رہ گیا تھا کہ اب اس کی گردن بآسانی عمران کی گرفت میں آسکتی ہے! وہ تو اس چکر میں تھا کہ عمران کو اٹھا کر کسی دیوار پر دے مارے اور اس کی ہڈیاں سرمہ ہو جائیں۔

اس قسم کے خطرناک مجرم اگر کسی خاص موقعہ پر اس طرح اپنی عقل نہ گنوا بیٹھیں تو قانون بے چارہ عجائب خانے کی الماریوں کی زینت بن کر رہ جائے۔

اچانک عمران کے ہاتھ اس کی گردن سے ٹکرائے اور ڈوبتے ہوئے کو تنکے کا سہارا مل گیا!

اس نے بری طرح اس کی گردن دبوچ لی.... اور پھر دونوں ایک ساتھ زمین پر آرہے۔

عمران کے ہاتھوں سے اس کی گردن نکل چکی تھی! لیکن اس نے گرتے گرتے اپنی کہنی اس کی ناک پر جما دی اور بائیں ہاتھ سے اس زور کا گھونسہ اس کی پیشانی پر رسید کیا کہ نقاب پوش کے منہ سے ایک بے ساختہ قسم کی چیخ نکل گئی!

عمران اس موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا تھا!.... وہ اس پر لد پڑا اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔ نقاب پوش چت گرا تھا.... اور عمران اس کے سینے پر سوار تھا.... ساتھ ہی وہ سارا زور اس کے ہاتھ کو زمین سے لگائے رکھنے پر صرف کر رہا تھا!.... اور وہ اس میں کسی تک کامیاب بھی ہو گیا تھا-- مگر یہ پوزیشن بھی خطرے سے خالی نہیں تھا!-- عمران اس کی قوت کا اندازہ تو کر ہی چکا تھا-- لہٰذا اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اگر اسے ذرا سا بھی موقع مل گیا تو اسے گیند کی طرح اچھال دے گا--!

اس نے بوکھلاہٹ میں اپنا سر نقاب پوش کے چہرے پر دے مارا.... چوٹ ناک پر پڑی! نقاب پوش بلبلا اٹھا.... پھر تو عمران کے سر نے رکنے کا نام ہی نہ لیا.... نقاب پوش کی چیخیں کریہہ اور ڈراؤنی تھیں-- اس کے ساتھیوں نے پھر شور مچانا شروع کر دیا۔

لیکن خود اس کی آواز آہستہ آہستہ دبتی ہوئی ہلکی ہلکی سسکیوں میں تبدیل ہوتی گئی۔

O

دوسری سہ پہر کو شام کے اخبارات کی ایک کاپی بھی کسی ہاکر کے پاس نہیں بچی!

ایک اخبار روشی کے سامنے بھی تھا!.... اور اس کی آنکھیں متحیرانہ انداز میں پھیل کر رہ گئی تھیں۔ علی عمران.... عمران.... وہ سوچ رہی تھی.... وہی احمق.... وہی دلیر.... محکمہ سراغرسانی کا آفیسر! بعید از قیاس.... اس نے ایک بہت بڑے مجرم کو اس کے ساتھیوں سمیت تنہا گرفتار کیا تھا!.... مجرم بھی کیسا....؟ جس نے مہینوں مقامی پولیس کو ناکوں چنے چبوائے تھے! جس کا ذاتی ٹیلیفون ایکسچینج تھا.... شہر میں جس کی متعدد کوٹھیاں تھیں! ایک بہت بڑا اسمگلر تھا!.... جس کے متعدد گوداموں میں پولیس نے ناجائز طور پر درآمد کیا ہوا بیش قیمت مال دریافت کیا تھا جو بظاہر ایک معمولی ماہی گیر تھا اور ہر شفیلڈ فشریز کے ایک اسٹیمر پر ملازم تھا.... یعنی یہ سٹیمر خود اسی کا تھا لیکن اسٹیمر کا کپتان اسے اپنا ماتحت سمجھتا تھا.... ہر شفیلڈ کی فرم کا مالک وہی تھا لیکن فرم کا منیجر اس کے وجود تک سے ناواقف تھا! ظاہر ہے کہ ایک معمولی سے ملاح کو منیجر کیا جانتا.... وہ اس وقت ان سب کا مالک ہوتا تھا جب اس کے چہرے پر سیاہ نقاب ہوتی تھی.... اس وقت ہر شفیلڈ فشریز کے تینوں اسٹیمر مچھلیوں کا شکار کرنے کی بجائے اسمگلنگ کا ذریعہ بن جاتے تھے۔ وہ ساحل سے پچاس ساٹھ میل کے فاصلے سے گذرنے والے غیر ملکی جہازوں سے اترا ہوا ناجائز مال بار کرتے اور پھر ساحل کی طرف لوٹ آتے.... بحری پولیس کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی کیونکہ مال نچلے حصوں میں ہوتا تھا اور اوپری عرشوں پر مچھلیوں کے ڈھیر دکھائی دیتے!

یہ اخبار کی رپورٹ تھی لیکن حقیقت تو یہ تھی کہ بحری پولیس کا عملہ ہر شفیلڈ والوں سے اللہ واسطے کی عقیدت رکھتا تھا! اس لئے ان کی کڑی نگرانی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔

خبر میں یہ بھی تھا کہ اے بی سی ہوٹل کے سامنے والے ویرانے پر اس بھیانک آدمی کی حکومت کیوں تھی؟

اس کی حقیقت یہ تھی کہ اسمگل کیا ہوا مال اسی راستے سے خفیہ گوداموں تک پہنچایا جاتا تھا! لہٰذا راستہ صاف رکھنے کے لئے اس بھیانک آدمی نے (جس کا بایاں کان آدھا کٹا ہوا تھا) وہاں کشت و خون کا بازار گرم کر دیا تھا! جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس کو وہاں خطرے کا بورڈ نصب کرانا پڑا۔

خبر میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی تھی کہ اے بی سی ہوٹل والوں کا اس گروہ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

روشی بڑی دیر تک اخبار پر نظر جمائے رہی! پھر اچانک کسی آہٹ پر چونک کر دروازے کی طرف مڑی۔۔۔عمران سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

روشی بوکھلا کر کھڑی ہو گئی! اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔

"پچاس بھینسوں کا سودا ہو گیا ہے!" عمران نے کہا۔

روشی کچھ نہ بولی! اس کی آنکھوں سے دو قطرے ٹپک کر اسکرٹ میں جذب ہو گئے۔۔۔ اخبار پڑھنے سے قبل وہ ایک بیوقوف عورت کی طرح عمران کے متعلق بہت کچھ سوچتی رہی تھی!۔۔۔ اور اس نے ان دو دنوں میں عمران کو تلاش کرنے کے سلسلے میں شہر کا کونا کونا چھان مارا تھا!۔۔۔

"تم رو رہی ہو!۔۔۔ کمال ہے بھئی!" عمران اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"جائیے! جائیے!" روشی ہاتھ بڑھا کر بولی۔ "اب مجھ میں بیوقوف بننے کی سکت نہیں رہ گئی!"

"روشی ایمانداری سے کہنا۔" عمران یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔ "کیا میں تم سے زبردستی ملا تھا!"

"لیکن اب آپ یہاں کیوں آئے ہیں!"

"تمہارا شکریہ ادا کرنے اور ساتھ ہی ایک بات اور بھی ہے! تم نے ایک بار کہا تھا کہ تم اپنے موجودہ طرز حیات سے بیزار ہو! لہٰذا میں ایک مشورہ دینے آیا ہوں!"

"مشورہ!۔۔۔ میں جانتی ہوں!" روشی خشک لہجے میں بولی۔ "آپ یہی کہیں گے کہ اب باعزت طور پر زندگی بسر کرو! لیکن میں اس مشورے کا احسان اپنے سر پر نہیں لینا چاہتی! ذلیل آدمی بھی اکثر یہ ضرور سوچتا ہے کہ اسے باعزت طور پر زندگی بسر کرنا چاہئے!"

"میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں!" عمران نے کہا۔ "میرے سیکشن کو ایک عورت کی بھی ضرورت ہے۔ تنخواہ معقول ملے گی۔"

روشی کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی۔۔۔ وہ چند لمحے عمران کے چہرے پر نظر جمائے رہی پھر بولی۔

"میں تیار ہوں!"

"ہاہا!" عمران نے احمقانہ انداز میں قہقہہ لگایا۔ "اب میں اپنے ساتھ ایک ہزار بھینسیں لے جا رہا ہوں!"

روشی کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم سچ مچ بہت اداس نظر آ رہی ہو!" عمران نے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔ تو۔۔۔۔ نہیں!" وہ زبردستی ہنس پڑی۔

کچھ دیر تک خاموش رہی پھر روشی نے کہا۔ "ایک بات ہے!"

"ایک نہیں دس باتیں۔۔۔ کچھ کہو بھی تو۔۔۔۔"

"میں تمہارا آداب نہیں کروں گی! تمہیں باس نہیں سمجھوں گی۔"

"طوطے! کہو گی مجھے۔۔۔۔ آں!" عمران دیدے پھرا کر بولا۔

روشی ہنسنے لگی! مگر اس ہنسی میں شرمندگی کی جھلک بھی تھی!

"آخر تم نے سراغرسانی کا کون سا طریقہ اختیار کیا تھا! یہ بات اب تک میری سمجھ میں نہ آ سکی!"

"یہ سراغرسانی نہیں تھی۔۔۔۔ جو شی۔۔۔۔ آر۔۔۔۔ روشی! اسے عرف عام میں بنڈل بازی کہتے ہیں۔۔۔ اور میں اسی طرح اپنا کام نکالتا ہوں! سراغرسانی کا فن جسے کہتے ہیں! وہ بہت اونچی چیز ہے! لیکن یہ کیس ایسا تھا جس میں فن سراغرسانی جھک مارتا رہ جاتا! در حقیقت یہ ہے کہ میں اس کیس میں بری طرح الو بنتا ہوں؟"

"کیوں!"

"میں سمجھ رہا تھا کہ میں انہیں الو بنا رہا ہوں! لیکن جب میں ان کے پھندے میں پھنس گیا! مجھے احساس ہوا کہ میں الووں کا قبلہ و کعبہ ہوں! ٹھہرو میں خود ہی بتائے دیتا ہوں!۔۔۔ میں در اصل ان پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں بھی ان ہی کی طرح ایک بدمعاش ہوں اور جعلی نوٹوں کا کاروبار میرا مشغلہ ہے! مجھے توقع تھی کہ میں اس طرح ان میں گھس مل سکوں گا! میری توقع پوری ہو گئی! ان کے سرغنہ نے مجھے اسی ویرانے میں بلایا جہاں پہلی بار مجھ پر حملہ ہوا تھا!"

"لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہ طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی! جب کہ تم ان کے سرغنہ سے پہلے ہی واقف تھے! تم نے مجھ سے کان کٹے آدمی کے متعلق پوچھ گچھ کی تھی یا نہیں۔"

"کی تھی!۔۔ لیکن اس وقت تک نہیں جانتا تھا کہ سرغنہ وہی ہے اور پھر محض جاننے سے کیا ہوتا ہے! اس کے خلاف ثبوت فراہم کئے بغیر میں اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا اور ثبوت کی فراہمی کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا تھا جو میں نے اختیار کرنا چاہا تھا! ہاں جب وہاں پہنچا تھا تو انہوں نے اندھیرے میں میرا پارسل بیرنگ کر دیا! سر کی وہ چوٹ ابھی تک دکھ رہی ہے! پھر وہ مجھے اپنے ٹھکانے پر لے گئے!۔۔۔ اور ہاں مجھے معلوم ہوا کہ وہ میری شخصیت سے اچھی طرح واقف ہے۔"

پھر عمران نے اپنی خودکشی کے واقعات دہراتے ہوئے کہا! "میں نے رسی کمر میں باندھی تھی اور اسے اسٹر کے اندر سے اس طرح گردن کے سیدھ میں لے گیا تھا کہ دور سے پھندا گردن ہی میں معلوم ہو۔۔۔ ہاہا!۔۔۔۔ پھر وہ پھنس ہی گئی!"

"ہاں! بس صرف عورتوں ہی کو بیوقوف بنانا جانتے ہو!" روشی منہ بنا کر بولی۔

"میں خود ہی بیوقوف ہوں روشی! یقین کرو!۔۔۔ یہ تو اکثر ایک خاص قسم کا موڈ مجھ

طاری ہوتا ہے جب میں دوسروں کو بیوقوف نہیں نظر آتا!"

پھر اس نے لنچ کے خون والا لطیفہ دہرایا اور روشی بے تحاشہ ہنسنے لگی

"لیکن...." عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "یہاں بھی میں الو بن گیا تھا! اس کے ساتھیوں کو تو میں نے اس طرح بند کر دیا تھا! لیکن وہ خود باہر ہی رہ گیا تھا.... اور پھر یہ ہے روشی کہ میں عمران ہوں یا نہیں.... وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔

"کیا مطلب!"

میں عمران کا بھوت ہوں اور اگر میں بھوت نہیں ہوں تو اس پر یقین آنے میں عر... کہ واقعی زندہ ہوں! اف فوہ! وہ کم بخت پتہ نہیں کتنے ہارس پاور کا ہے! ہارس نہیں بلکہ ... پاور کہنا چاہئے! مجھے تو قطعی امید نہیں تھی کہ اس کے ہاتھوں زندہ بچوں گا! یہ کہو کہ ... اوسان خطا نہیں ہوئے ورنہ مجھے فٹ بال کی طرح اچھال دیتا۔"

عمران خاموش ہو کر چیونگم چبانے لگا!

"اب مجھے یقین آگیا کہ تم واقعی بیوقوف ہو!"

"ہوں.... نا.... ہاہا!" عمران نے قہقہہ لگایا۔

"قطعی! دنیا کا کوئی عقلمند آدمی تنہا ان سے نپٹنے کی کوشش نہ کرتا! تمہارے پاس ... تھا! کمرے سے نکلنے کے بعد تم پولیس کی مدد حاصل کر سکتے تھے!"

"ہاں ہے تو یہی بات!.... لیکن اس صورت میں ہمیں ان کی پرچھائیاں بھی ... ہوتیں! وہ کوئی معمولی گروہ نہیں تھا روشی.... تم خود سوچو.... پولیس کی بھیڑ بھاڑ... پناہ.... سارا کھیل چوپٹ ہو جاتا۔ اف فوہ.... خیر.... لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس ... میں ڈیڈی مجھ سے ضرور جواب طلب کریں گے اور پھر شائد مجھے استعفٰی دینا پڑے۔"

"تو پھر مجھے کیوں ساتھ لے جا رہے ہو!" روشی نے کہا۔

"پرواہ نہ کرو! جاسوسی ناولیں چھاپنے کا دھندا کر لیں گے! تم انہیں ٹھیلے پر سجا کر بیچا کرنا.... اور میں ایجنٹوں کو لکھا کروں گا کہ ہم ایک کتاب کے آرڈر پر بھی آپ کو ... صدی کمیشن دیں گے اور کتاب کا سرورق ایک ماہ پہلے ہی آپ کی خدمت میں روانہ کر دیا کریں گے!.... آپ کا دل چاہے تو آپ صرف سرورق ایک روپیہ میں فروخت کر کے کتاب ردی فروش کے گلے لگا سکتے ہیں! وغیرہ وغیرہ.... ہپ!"

ختم شد

عمران سیریز نمبر 5

جہنم کی رقاصہ

(مکمل ناول)

طاری ہوتا ہے جب میں دوسروں کو بیوقوف نہیں نظر آتا!"

پھر اس نے ٹنچ کے خون والا لطیفہ دہرایا اور روشی بے تحاشہ ہنسنے لگی

"لیکن..." عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "یہاں بھی میں الو بن گیا تھا! اس کے سارے ساتھیوں کو تو میں نے اس طرح بند کر دیا تھا! لیکن وہ خود باہر ہی رہ گیا تھا.... اور پھر حقیقت یہ ہے روشی کہ میں عمران ہوں یا نہیں.... وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔

"کیا مطلب!"

میں عمران کا بھوت ہوں اور اگر میں بھوت نہیں ہوں تو اس پر یقین آنے میں عرصہ لگے کہ واقعی زندہ ہوں! اف فوہ! وہ کم بخت پتہ نہیں کتنے ہارس پاور کا ہے! ہارس نہیں بلکہ ایلیفینٹ پاور کہنا چاہئے! مجھے تو قطعی امید نہیں تھی کہ اس کے ہاتھوں زندہ بچوں گا! یہ کہو کہ میرے اوسان خطا نہیں ہوئے ورنہ مجھے فٹ بال کی طرح اچھال دیتا۔"

عمران خاموش ہو کر چیو نگم چبانے لگا!

"اب مجھے یقین آگیا کہ تم واقعی بیوقوف ہو!"

"ہوں.... نا.... ہاہا!" عمران نے قہقہہ لگایا۔

"قطعی! دنیا کا کوئی عقلمند آدمی تنہا ان سے نپٹنے کی کوشش نہ کرتا! تمہارے پاس بہت وقت تھا! کمرے سے نکلنے کے بعد تم پولیس کی مدد حاصل کر سکتے تھے!"

"ہاں ہے تو یہی بات!.... لیکن اس صورت میں ہمیں ان کی پرچھائیاں بھی نصیب نہ ہوتیں! وہ کوئی معمولی گروہ نہیں تھا روشی.... تم خود سوچو.... پولیس کی بھیڑ بھاڑ.... خدا کی پناہ.... سارا کھیل چوپٹ ہو جاتا۔ اف فوہ.... خیر.... لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس سلسلے میں ڈیڈی مجھ سے ضرور جواب طلب کریں گے اور پھر شائد مجھے استعفیٰ دینا پڑے۔"

"تو پھر مجھے کیوں ساتھ لے جا رہے ہو!" روشی نے کہا۔

"پرواہ نہ کرو! جاسوسی ناولیں چھاپنے کا دھندا کر لیں گے! تم انہیں ٹھیلے پر سجا کر پھیری لگایا کرنا.... اور میں ایجنٹوں کو لکھا کروں گا کہ ہم ایک کتاب کے آرڈر پر بھی آپ کو پچاس فی صدی کمیشن دیں گے اور کتاب کا سرورق ایک ماہ پہلے ہی آپ کی خدمت میں روانہ کر دیا کریں گے!.... آپ کا دل چاہے تو آپ صرف سرورق ایک روپیہ میں فروخت کر کے کتاب کسی ردی فروش کے گلے لگا سکتے ہیں! وغیرہ وغیرہ.... ہپ!"

خـتـم شـد

عمران سیریز نمبر 5

جہنم کی رقاصہ

(مکمل ناول)

1

پھر وہی ہوا جس کی پیشگوئی عمران پہلے ہی کر چکا تھا!.... جیسے ہی وہ "بھیانک آدمی" کیس ختم کر کے شاداب نگر سے واپس آیا اس کے باپ کے دفتر میں اس کی "طلبی" ہو گئی!
اس کے باپ رحمان صاحب انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل تھے اور ان کی مرضی کے خلاف ہوم سیکرٹری نے براہ راست عمران کا تقرر کر دیا تھا۔ ورنہ وہ تو اسے نکما اور احمق سمجھتے تھے۔
عمران اپنی تمام تر حماقتوں سمیت ان کے سامنے پیش ہوا۔
پہلے وہ اسے خونخوار نظروں سے گھورتے رہے! پھر جھلائے ہوئے لہجے میں بولے۔ "بیٹھ جاؤ"
ان کی میز کے سامنے تین خالی کرسیاں تھیں۔ عمران کچھ اس طرح بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اس کی سمجھ میں ہی نہ آ رہا ہو کہ اسے کس کرسی پر بیٹھنا چاہئے۔
"بیٹھو!" رحمان صاحب میز پر گھونسہ مار کر گرجے.... اور عمران ایک کرسی میں ڈھیر ہو کر ہانپنے لگا۔
"تم بالکل گدھے ہو....!"
"جی ہاں....!"
"شٹ اپ!"

عمران نے کسی سعادت مند بچے کی طرح سر جھکا لیا!
"تم نے شاداب نگر کے اسمگلر کو پکڑنے کے لئے کون سا طریقہ اختیار کیا تھا۔"
"وہ.... بات دراصل یہ ہے کہ.... میں نے ایک جاسوسی ناول میں پڑھا تھا....!"
"جاسوسی ناول"..... رحمان صاحب غرائے۔
"جی ہاں.... بھلا سا نام تھا.... چہرے کی چوری.... او لل لاحول.... ہیرے کی چوری!"
"دیکھو! میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔ تم محکمے کو بدنام کر رہے ہو! شاداب نگر آفس سے تمہارے لئے کوئی اچھی رپورٹ نہیں آئی! یہ سرکاری محکمہ ہے! کوئی ایسی تھیٹریکل کمپنی نہیں جس میں جاسوسی ناول اسٹیج کئے جائیں اور وہ عورت کون ہے جو تمہارے ساتھ آئی ہے....!"
"وہ.... وہ روشی ہے!.... جی ہاں!"
"اسے کیوں لائے ہو!"
"وہ میرے سیکشن کے لئے ایک ٹائپسٹ کی ضرورت تھی نا!"
"ٹائپسٹ کی ضرورت تھی!" رحمان صاحب نے دانت پیس کر دوہرایا۔
"جی ہاں....!"
رحمان صاحب نے ایک سادہ کاغذ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "لکھو۔"
عمران لکھنے لگا۔ میرے سیکشن کے لئے ایک ٹائپسٹ کی ضرورت تھی "کیا لکھ رہے ہو۔"
عمران نے جتنا لکھا تھا سنا دیا۔
"میں نے استعفیٰ لکھنے کو کہا تھا!" رحمان صاحب میز پر گھونسہ مار کر بولے!
عمران نے دوسرا کاغذ اٹھایا اور اپنے چہرے پر کسی قسم کے آثار ظاہر کئے بغیر استعفیٰ لکھ دیا!
"مجھے خود شرم آتی تھی...!" عمران نے استعفیٰ رحمان صاحب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اتنے بڑے آدمی کا لڑکا اور نوکری کرتا پھرے لاحول ولا قوۃ....!"
"ہوں.... لیکن اب تمہارے لئے کوٹھی میں کوئی جگہ نہیں!" رحمان صاحب نے کہا!
"میں گیراج میں سو جایا کروں گا.... آپ اس کی فکر نہ کریں!"
"نہیں اب تم پھاٹک میں بھی قدم نہیں رکھو گے!"
"پھاٹک!" عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑانے لگا۔ "چار دیواری.... تو کافی اونچی ہے۔"
وہ خاموش ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "نہیں جناب! پھاٹک میں قدم رکھے بغیر تو کوٹھی میں داخل ہونا مشکل ہے!"
"گٹ آؤٹ....!"

عمران سر جھکائے ہوئے اٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔

۲

تین گھنٹے کے اندر ہی اندر پورے محکمے کو معلوم ہو گیا کہ عمران نے استعفیٰ دیدیا ہے.... اس خبر پر سب سے زیادہ خوشی کیپٹن فیاض کو ہوئی!.... وہ عمران کا دوست ضرور تھا۔ لیکن اسی حد تک جہاں خود اس کے مفاد کو ٹھیس نہ لگتی ہو.... عمران کے باقاعدہ ملازمت میں آجانے کے بعد سے اس کا وقار خطرے میں پڑ گیا تھا۔

ملازمت میں آجانے سے قبل عمران نے بعض کیسوں کے سلسلے میں اس کی جو مدد کی تھی اس کی بنا پر اس کی ساکھ بن گئی تھی! لیکن اس کے ملازمت میں آتے ہی عملی طور پر فیاض کی حیثیت صفر کے برابر بھی نہیں رہ گئی تھی۔

"عمران ڈیئر!" فیاض اس سے کہہ رہا تھا! "مجھے افسوس ہے کہ تمہارا ساتھ چھوٹ رہا ہے۔"

"کسی دشمن نے اڑائی ہوگی!" عمران نے لاپرواہی سے کہا.... پھر فیاض کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "نہیں دوست! میں قبر میں بھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا! فی الحال اپنے بنگلے کے دو کمرے میرے لئے خالی کرادو!"

"کیا مطلب!"

"والد کہتے ہیں کہ میں اب ان کی کوٹھی میں قدم بھی نہیں رکھ سکتا! حالانکہ مجھے یقین ہے کہ میں رکھ سکتا ہوں!"

"اوہ--اب میں سمجھا!.... غالباً اس کی وجہ وہ عورت ہے!" فیاض ہنسنے لگا!

"ہائیں وہ عورت!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "تم میرے باپ کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہو.... شٹ اپ یو فول!"

"میرا مطلب یہ تھا....!"

"نہیں! بالکل شٹ اپ! ابھی سن پائیں تو تم سے بھی استعفیٰ لکھوالیں! خبردار ہوشیار.... تم میری بات کا جواب دو! کمرے خالی کر رہے ہو.... یا نہیں!"

"یار بات دراصل یہ ہے کہ میری بیوی.... کیا وہ عورت بھی تمہارے ساتھ ہی رہے گی!"

"اس کا نام روشی ہے!"

"خیر کچھ ہو! ہاں تو میری بیوی کچھ اور سمجھے گی!"

"کیا سمجھے گی!"

"یہی کہ وہ تمہاری داشتہ ہے!"

"ہائیں لاحول ولا قوۃ.... میں تمہاری بیوی کی بہت عزت کرتا ہوں!"

"میں اس عورت کے بارے میں کہہ رہا تھا!" فیاض جھینپا بھی اور جھلا بھی گیا!

"اوہ تو ایسے بولو نا! میں سمجھا شاید تمہاری بیوی مجھے اپنا داشتہ سمجھے گی!"

"یعنی کہ میرا مطلب یہ ہے.... میں شاید ابھی کچھ غلط بول گیا ہوں.... اچھا خیر.... اگر تم بنگلے میں جگہ نہیں دینا چاہتے تو وہ فلیٹ ہی مجھے دے دو جسے تم پگڑی پر اٹھانے والے ہو۔"

"کیسا فلیٹ!" فیاض چونک کر اسے گھورنے لگا!

"چھوڑو یار! اب کیا مجھے یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تم نے چار پانچ فلیٹوں پر ناجائز طور پر قبضہ کر رکھا ہے....!"

"ذرا آہستہ بولو! گدھے کہیں کے!" فیاض چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"فارمن ہاؤز والے فلیٹ کی کنجی میرے حوالے کرو! سمجھے!"

"خدا تمہیں غارت کرے!" فیاض اسے گھونسہ دکھاتا ہوا دانت پیس کر بولا۔

۳

تین چار دن بعد شہر کے ایک سب سے زیادہ تعداد میں شائع ہونے والے اخبار میں لوگوں کی نظروں سے ایک عجیب و غریب اشتہار گزرا۔ جس کی سرخی یہ تھی!.... طلاق حاصل کرنے کے لئے ہم سے رجوع کیجئے۔

اشتہار کا مضمون تھا۔

"اگر آپ اپنے شوہر سے تنگ آگئی ہیں۔ تو طلاق کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں.... لیکن عدالت سے طلاق حاصل کرنے کے لئے شوہر کے خلاف ٹھوس قسم کے ثبوت پیش کرنے پڑتے ہیں! ہم مناسب معاوضے پر آپ کے لئے ایسے ثبوت مہیا کر سکتے ہیں جو طلاق کے لئے کافی ہوں! صرف ایک بار ہم سے رجوع کر کے ہمیشہ کے لئے سچی خوشی حاصل کیجئے! ہمارے ادارے کی مخصوص کارکن ایک اینگلو برمیز خاتون ہیں۔

المشتہر۔ روشی اینڈ کو۔ فارمن بلڈنگ فلیٹ نمبر ۴....!"

کیپٹن فیاض نے یہ اشتہار پڑھا اور اس کا منہ حیرت سے کھل گیا! فارمن بلڈنگ کا چوتھا فلیٹ

وہی تھا جس کی کنجی عمران اس سے لے گیا تھا!.... روشی اینڈ کو!

فیاض اپنی یادداشت پر زور دینے لگا! روشی.... یہ اسی عورت کا نام ہے جسے عمران شاداب نگر سے لایا ہے۔

فیاض اپنی ٹھوڑی کھجانے لگا!.... یہ ایک بالکل ہی نئی حرکت تھی.... اس سے شہر میں انتشار کی لہر دوڑ سکتی تھی! لیکن اسے غیر قانونی نہیں کہا جا سکتا تھا!.... یقیناً روشی اینڈ کمپنی اس کے محکمے کے لئے ایک مستقل دردِ سر بننے والی تھی!....

فیاض نے ہاتھ پیر پھیلا کر ایک طویل انگڑائی لی اور سگریٹ سلگا کر دوبارہ اشتہار پڑھنے لگا۔

اس نے روشی کے متعلق صرف سنا تھا.... اسے دیکھا نہیں تھا!

وہ تھوڑی دیر بیٹھا سگریٹ پیتا رہا.... پھر اٹھ کر آفس سے باہر آیا موٹر سائیکل سنبھالی اور فارمن بلڈنگ کی طرف روانہ ہو گیا!

فارمن بلڈنگ ایک تین منزلہ عمارت تھی اور اس کے فلیٹوں میں زیادہ تر تجارتی فرموں کے دفاتر تھے۔

کیپٹن فیاض چوتھے فلیٹ کے سامنے رک گیا! جس پر "روشی اینڈ کو"-- کا بورڈ لگا ہوا تھا.... فیاض نے بورڈ کی پوری تحریر پڑھی۔

"روشی اینڈ کو.... فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ ایجنٹس۔"

فیاض نے برا سا منہ بنا کر اپنے شانوں کو جنبش دی اور چق ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں روشی اور عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا فیاض کو دیکھ کر عمران نے کرسی کی طرف اشارہ کیا! وہ روشی کو کچھ لکھوا رہا تھا!.... "میں ڈاکٹر واٹسن...." اس نے ڈکٹیشن جاری رکھا اور روشی کی پنسل بڑی تیزی سے کاغذ پر چلتی رہی!

آدمی کو زندگی میں بعض ایسے واقعات بھی پیش آتے ہیں جو زندگی کے آخری لمحات میں بھی ضرور یاد آتے ہیں!

"میں ڈاکٹر واٹسن.... مرتے وقت.... ایک بار یہ ضرور سوچوں گا.... سوچوں.... سوچوں.... سوچوں!"

عمران "سوچوں—سوچوں" کی گردان کرتا ہوا کچھ سوچنے لگا!.... روشی کی پنسل رک گئی.... وہ پنسل رکھ کر فیاض کی طرف مڑی!

"فرمایئے؟" اس نے فیاض سے کہا۔

"فرمائیں گے!" عمران نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ "ذرا دیکھنا رجسٹر میں ہماری کسی موکلہ کا نام مسز فیاض تو نہیں ہے!"

"موکلہ!" روشی نے حیرت کا اظہار کیا۔

"اوہ.... ہاں.... اچھا.... ڈکٹیشن!" عمران نے پھر اسے لکھنے کا اشارہ کیا--!

"پلیز....!" فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا! "ڈکٹیشن پھر ہوتا رہے گا!"

"کیا بات ہے سوپر فیاض!" عمران نے حیرت سے کہا۔ "کیا تم اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتے ہو!"

"تمہاری فرم کے اشتہار میں میرا محکمہ کافی دلچسپی لے رہا ہے!"

"ویری گڈ!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تب تو میں اسی سال انکم ٹیکس ادا کرنے کے قابل ہو جاؤں گا!"

"بکواس مت کرو!"

"سوپر فیاض! میں تمہارا مشکور ہوں گا اگر تم اپنے محکمے کے شادی شدہ افراد کی فہرست مجھے عنایت کر دو!"

"مگر.... ہپ.... ڈیڈی کا نام اس میں نہ ہونا چاہئے۔"

"آخر اس حرکت کا مطلب کیا ہے!"

"کیسی حرکت!"

"یہی اشتہار!...."

"اشتہار.... ہاں اشتہار کیا....؟"

"یہ کیا لغویت ہے.... اور تم نے یہاں فارورڈنگ اور کلیرنگ کا بورڈ لگا رکھا۔"

"یہ شادی اور طلاق کا انگریزی ترجمہ ہے!"

"لیکن تم یہ گندا بزنس نہیں کر سکتے!"

"روشی.... تم دوسرے کمرے میں جاؤ!" عمران نے روشی سے کہا۔

روشی وہاں سے اٹھ گئی!....

"عورت تو زوردار ہے!" فیاض اپنی ایک آنکھ دبا کر بولا۔

"یہی جملہ تمہاری بیوی تمہارے خلاف عدالت میں ثبوت کے طور پر پیش کر کے طلاق حاصل کر سکتی ہے!"

"بکواس مت کرو! تم بڑی مصیبتوں میں پھنس جاؤ گے!" فیاض نے کہا۔

"کیوں مائی ڈیئر!.... سوپر فیاض؟"

"بس یونہی! اسے کوئی بھی پسند نہیں کرے گا!"

"حرکت غیر قانونی تو نہیں.....!"

"غیر قانونی.....!" فیاض کچھ سوچنے لگا! پھر جھلا کر بولا۔ "دیکھو عمران تم محکمے کے لئے درد سر بننے والے ہو!"

"باس..... اتنی سی بات!....."

عمران کچھ اور کہنے والا تھا کہ ادھیڑ عمر کی وجیہہ عورت کمرے میں داخل ہوئی! اس نے دروازے پر ہی رک کر کمرے کا جائزہ لیا..... اور پھر کسی ہچکچاہٹ کے بغیر بولی!

"میں آپ کا اشتہار دیکھ کر آئی ہوں!"

"اوہ..... اچھا..... مس روشی! اندر تشریف رکھتی ہیں!" عمران نے کھڑے ہو کر دوسرے کمرے کی طرف اشارہ کیا.....

عورت بلا توقف کمرے میں چلی گئی!

فیاض جو عورت کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ میز پر کہنیاں ٹیک کر آگے جھکتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو عمران!"

"بزنس مائی ڈیئر..... سوپر فیاض!" عمران نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"اس عورت کو پہچانتے ہو!" فیاض نے پوچھا!

"میں شہر کی ساری بوڑھی عورتوں کو پہچانتا ہوں!"

"کون ہے؟"

"ایک بوڑھی عورت۔" عمران نے بڑی خود اعتمادی کے ساتھ جواب دیا!

"بکو مت یہ لیڈی تنویر ہے۔!"

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے!"

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "آخر یہاں کیوں آئی ہے؟"

"نو سر!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ہرگز نہیں فیاض صاحب! آپ کو ایسی بات سوچنے کا کوئی حق نہیں!..... یہ میرا اور میرے موکلوں کا معاملہ ہے!"

"سر تنویر کی شخصیت سے شائد تم واقف نہیں ہو! اگر مصیبت میں پھنسے تو رحمان صاحب بھی تمہیں نہ بچا سکیں گے!"

"میں اپنے آفس میں صرف بزنس کی باتیں کرتا ہوں!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "اگر میرے موکل بننا چاہتے ہو تو شوق سے یہاں بیٹھو ورنہ..... ہائے! کیا سمجھے۔ ابھی میں نے کوئی چپراسی نہیں رکھا ہے اس لئے مجھے خود ہی تکلیف کرنی پڑے گی!"

فیاض اسے غضیلی آنکھوں سے گھورنے لگا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔

"سنو! یہ رہائشی فلیٹ ہے اور رہائش ہی کے لئے اس کا الاٹمنٹ ہوا تھا! تم اس میں کسی قسم کا دفتر نہیں قائم کر سکتے۔ سمجھے!"

"یار کیوں خواہ مخواہ گرم ہوتے ہو! جب بیوی کو طلاق دینا ہو تو سیدھے یہیں چلے آنا تم سے کوئی فیس نہیں لی جائے گی!"

"اچھا میں تمہیں دیکھوں گا!..... یاد رکھو اگر ایک ہفتے کے اندر اندر تم نے یہاں سے دفتر کا بورڈ نہ ہٹوایا تو خود بھگتو گے!"

"بھگت لوں گا! اب تم جاؤ..... یہ بزنس کا وقت ہے اور میری پارٹنر تم سے کبھی بے تکلف نہیں ہوگی اس لئے روزانہ ادھر کے چکر کاٹنا، اگر ڈاکٹر نسخے میں نہ لکھے تو بہتر ہے!"

عمران نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی اور پھر گڑبڑا کر بولا۔ "لاحول ولا قوۃ! چپراسی تو ابھی رکھا ہی نہیں ہے۔ پھر میں گھنٹی کیوں بجا رہا ہوں! یار فیاض ذرا لپک کر دو آنے کے بھنے ہوئے چنے تو لانا..... لنچ کا وقت آ رہا ہے..... اور دو پیسے کی ہری مرچیں! پودینہ مفت مل جائے گا! بس میرا نام لے لینا میں جانتا تو ایک ٹماٹر بھی پار کر لاتا..... خیر کوشش کرنا.....!"

"تمہیں پچھتانا پڑے گا۔"

"میں نے ابھی شادی تو نہیں کی!"

"اچھا!" فیاض بھنا کر کھڑا ہو گیا! چند لمحے عمران کو گھورتا رہا پھر کمرے سے نکل گیا!

عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی!

تھوڑی دیر بعد روشی اور لیڈی تنویر باہر آ گئیں۔

روشی اس سے کہہ رہی تھی۔ "آپ مطمئن رہیں۔ آپ کو حالات سے باخبر رکھا جائے گا۔! اور یہاں ساری باتیں راز رہیں گی--!"

"شکریہ!" لیڈی تنویر نے کہا اور پروقار انداز میں چلتی ہوئی باہر چلی گئی!

روشی چند لمحے کھڑی مسکراتی رہی۔ پھر اس نے سو سو کے بیس نوٹ بلاؤز کے گریبان سے نکال کر عمران کے آگے ڈال دیئے!

"ہائیں--ہائیں!" عمران نے الوؤں کی طرح آنکھیں پھاڑ دیں!

"میں ہمیشہ پکا سودا کرتی ہوں!" روشی اکڑ کر بولی!

"یعنی!..... بیٹھو..... بیٹھو..... کیا پیو گی--!"

"یہ کون تھا جو ابھی آیا تھا—!"

"فکر نہ کرو! ایسے درجنوں آتے جاتے رہیں گے.... ہاں وہ کیا چاہتی ہے!"

"تم کیا سمجھتے ہو.... کیا وہ اپنے شوہر سے طلاق چاہتی ہو گی---!"

"میں تو یہ بھی سمجھ سکتا ہوں کہ .... خیر.... تم اپنی بات بتاؤ!"

"وہ ایک آدمی کے متعلق معلومات فراہم کرنا چاہتی ہے.... دو ہزار پیشگی دیئے ہیں اور بقیہ تین ہزار مکمل معلومات حاصل کر لینے کے بعد!"

"آہا.... پانچ ہزار.... روشی! تم نے غلطی کی!.... مجھ سے مشورہ لئے بغیر تمہیں روپے ہرگز نہیں لینے تھے.... کیا تم نے اسے رسید دی ہے!"

"نہیں کچھ نہیں! اس نے رسید طلب ہی نہیں کی!"

"تفصیل.... روشی! تفصیل!"

"میرا خیال ہے کہ معاملہ بالکل سیدھا سادہ ہے.... "روشی جھنجھلاتی ہوئی بولی!" وہ اسی شہر کے ایک آدمی کی مصروفیات کے متعلق معلوم کرنا چاہتی ہے.... اور.... وہ ان معلومات کو طلاق کے لئے استعمال نہیں کرے گی!"

"وہ آدمی کون ہے!...."

"تفصیل میں نے لکھ لی ہے!" اس نے کاغذ کا ایک ٹکڑا عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا!

عمران نے کاغذ لے کر تحریر پر نظریں جما دیں۔

"ہام۔" تھوڑی دیر بعد اس نے ایک طویل انگڑائی لی.... اور آنکھیں بند کر کے اس طرح آگے کی طرف ہاتھ بڑھایا جیسے فون کا ریسیور اٹھانے کا ارادہ ہو! لیکن پھر چونک کر روشی کی طرف دیکھنے لگا!

"فون تو لینا ہی پڑے گا! اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔!"

"فون گیا جہنم میں.... میں یہاں تنہا سوتی ہوں مجھے خوف معلوم ہوتا ہے! تم رات کو کہاں رہتے ہو.... پہلے اس کا جواب دو!"

"روشی! یہ مت پوچھو.... ہم صرف پارٹنر ہیں! ہاں...." عمران نے سو سو کے دس نوٹ الگ کئے اور انہیں روشی کی طرف کھسکاتا ہوا بولا۔ "اپنا حصہ رکھو!... ہو سکتا ہے کہ بقیہ تین ہزار ملنے کی نوبت ہی نہ آئے....!"

"کیوں؟"

"تم نے مجھ سے مشورہ کئے بغیر کیس لے لیا۔ خیر.... ابھی نئی ہو! پھر دیکھیں گے!"

"کیوں کیس میں کیا خرابی ہے!"

"وہ اس کے متعلق معلومات کیوں فراہم کرنا چاہتی ہے!"

"یہ اس نے نہیں بتایا!"

"کچا کام ہے پارٹنر!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "خیر میں دیکھوں گا!"

"کیا دیکھو گے!"

"یہ ایک.... خیر ہاں دیکھو.... یہ عورت یہاں کی مشہور اور ذی حیثیت شخصیتوں میں سے ہے....!"

"لیڈی تنویر....!"

"لیڈی....!" روشی نے حیرت سے کہا!

"ہاں لیڈی! تمہیں حیرت کیوں ہے!"

"اس نے مجھے اپنا نام مسز رفعت بتایا تھا!"

"یہی میں کہہ رہا تھا کہ کچھ گھپلا ضرور ہے!.... خیر---! وہ اپنی اصلیت بھی چھپانا چاہتی ہے اور ایک ایسے آدمی کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتی ہے جو اس کے طبقے کا نہیں ہو سکتا!"

"کیوں تم نے طبقے کا اندازہ کیسے کر لیا!"

"اس کا پتہ!" عمران سر ہلا کر رہ گیا!

"پوری بات بتاؤ!" روشی جھنجھلا گئی!

"وہ ایک ایسی بستی ہے، جہاں عام طور پر مزدور بستے ہیں.... اور جو تم یہ نمبر دیکھ رہی ہو، کسی عالیشان عمارت کا نمبر نہیں ہے۔ بلکہ ایک معمولی سی کوٹھی کا نمبر ہے جس میں بمشکل تمام ایک بڑا پلنگ سما سکے گا۔!"

"اوہ! تب تو....!"

"تم مجھ سے بھی زیادہ احمق ہو روشی.... مگر خیر! پرواہ نہ کرو.. تم اس پیشے میں بالکل نئی ہو!"

"نہیں عمران ڈیئر.... اگر اس میں خطرہ ہو تو.... ہم اس کے روپے واپس کر دیں!"

"بھنگ کھا گئی ہو شاید! روپے واپس کرو گی! بھوکی مرنے کا ارادہ ہے کیا!"

"بینک میں میرے پانچ ہزار روپے ہیں!" روشی بولی۔

"انہیں میرے کفن دفن کے لئے پڑا رہنے دو!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی!

"تم نے استعفیٰ کیوں دیا! واقعی تم الو ہو!"

"کیا تم پھر اپنی پچھلی زندگی کی طرف واپس جانا چاہتی ہو!"

"ہرگز نہیں! یہ خیال کیسے پیدا ہوا۔" روشی اسے گھورنے لگی۔

"کچھ نہیں! اچھا میں چلا!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"کہاں چلے؟"

"اس کے لئے معلومات فراہم کروں گا اور ہاں اگر یہاں کوئی پولیس والا آکر ہماری فرم کے متعلق پوچھ گچھ کرے تو اسے میرا کارڈ دے کر کہنا کہ فرم کا ڈائریکٹر یہی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ وہ چپ چاپ واپس چلا جائے گا۔"

۴

عمران شاہی باغ کے علاقے میں پہنچ کر ایک جگہ رک گیا، وہ یہاں تک اپنی ٹوسیٹر پر آیا تھا.... گاڑی سڑک کے کنارے کھڑی کر کے وہ آگے بڑھ گیا! مزدوروں کی وہ بستی یہاں سے زیادہ دور نہیں تھی جہاں اسے پہنچنا تھا! اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا اور وہ حلیے سے کوئی ڈاکٹر معلوم ہوتا تھا! وہ کمروں کی ایک قطار کے سرے پر رک گیا۔ جس آدمی کے متعلق اسے معلومات فراہم کرنی تھیں وہ اسی قطار کے ایک کمرے میں رہتا تھا۔

عمران نے کھلے ہوئے کمروں کے دروازوں پر دستک دینی شروع کی لیکن قریب ہر جگہ سے اسے یہی جواب ملا کہ ٹیکے لگ چکے ہیں اس نے دو ایک آدمیوں کے بازو بھی کھلوا کر دیکھے۔ پھر آخر کار وہ اس کمرے کے سامنے پہنچا جس میں وہ آدمی رہتا تھا دروازہ اندر سے بند تھا! عمران نے دستک دی لیکن جواب ندارد!........ وہ برابر دستک دیتا رہا--!

"چلے جاؤ— خدا کے لئے!" تھوڑی دیر بعد اندر سے آواز آئی۔ "کیوں پریشان کرتے ہو مجھے۔ میں کسی سے نہیں ملنا چاہتا!"

"میں ڈاکٹر ہوں!" عمران نے کہا۔ "کیا آپ ٹیکہ نہیں لگوائیں گے! یہ بہت ضروری ہے! ہر ایک کے لئے لازمی--!"

"میں اس کی ضرورت نہیں محسوس کرتا.... آپ جا سکتے ہیں!"

"اگر آپ کو اس شہر میں رہنا ہے تو آپ ٹیکے کے بغیر نہیں رہ سکتے! کیا آپ نہیں جانتے کہ اس موسم میں ہمیشہ طاعون پھیلنے کا خدشہ رہتا ہے۔!"

اندر سے پھر کوئی جواب نہیں ملا۔

باہر کئی آدمی اکٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک بولا۔ "وہ باہر نہیں آئے گا صاحب!"

"کیوں!" عمران نے حیرت کا اظہار کیا۔

"وہ کسی سے نہیں ملتا.... بڑے بڑے لوگ کاروں پر بیٹھ کر آیا کرتے ہیں! لیکن وہ انہیں ٹکا سا جواب دے دیتا ہے!"

"یہ بات ہے.... اچھا.... مجھے اس کے متعلق ذرا تفصیل سے بتائیے! میں دیکھوں گا کہ وہ کیسے ٹیکہ نہیں لگواتا۔"

عمران اس کمرے کے سامنے سے ہٹ آیا وہ لوگ جو اپنے پڑوسی کے متعلق ڈاکٹر کو کچھ بتانا چاہتے تھے بدستور اس کے ساتھ لگے رہے، ایک جگہ عمران رک کر بولا۔ "اس کا نام کیا ہے؟"

"نام تو شاید کسی کو بھی نہ معلوم ہو!"

"وہ کرتا کیا ہے۔"

"یہ بھی نہیں بتایا جا سکتا.... ایک ماہ قبل یہ کمرہ کرائے کے لئے خالی تھا وہ آیا یہاں مقیم ہوا دو تین دن تک تو اس کی شکل دکھائی دی، اس کے بعد سے وہ کمرے میں بند رہنے لگا!.... کوئی نہیں جانتا کہ اس کا ذریعہ معاش کیا ہے!"

"آپ میں سے کسی نے کبھی اسے دیکھا بھی ہے!"

"قریب قریب سبھی نے دیکھا ہوگا! مگر انہیں ایام میں جب اسے یہاں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا! شروع میں وہ پڑوسیوں سے بھی ملا کرتا تھا۔ لیکن پھر اچانک اس نے خود کو اس کمرے میں مقید کر لیا!"

"بظاہر کیسا آدمی معلوم ہوتا ہے۔" عمران نے پوچھا!

"بظاہر" مخاطب کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔ "بظاہر وہ انتہائی شریف معلوم ہوتا ہے!"

"حیثیت۔"

"حیثیت وہی! جو اس بستی کے دوسرے آدمیوں کی ہے!"

"لیکن ابھی کوئی صاحب کہہ رہے تھے کہ اس سے ملنے کے لئے بہت بڑے بڑے لوگ آتے ہیں!"

"اسی پر تو حیرت ہے! اس کی حیثیت ایسی نہیں ہے کہ وہ کار رکھنے والوں سے اس حد تک مراسم رکھ سکے!.... لیکن....!"

"لیکن کیا؟" عمران مخاطب کو گھورنے لگا!

"کچھ نہیں! یہی کہ وہ ان لوگوں سے بھی ملنا نہیں پسند کرتا! وہ ذرا دیکھئے! وہ ایک کار ادھر ہی آرہی ہے.... آپ دیکھئے گا تماشہ! وہ لوگ کتنے ملتجیانہ انداز میں اس سے باہر نکلنے کو کہتے ہیں۔"

سچ مچ سامنے سے ایک کار آرہی تھی! حالانکہ یہ گلی ایسی نہیں تھی کہ یہاں کوئی اپنی کار

لانے کی ہمت کرتا۔ مگر وہ کار کسی نہ کسی طرح گلی میں گھس ہی پڑی تھی۔

اسٹیئرنگ کے پیچھے ایک خوش پوش اور پر وقار آدمی بیٹھا نظر آ رہا تھا! کار ٹھیک اس کمرے کے سامنے رک گئی! وہ آدمی کار سے اتر کر دروازے پر دستک دینے لگا! فاصلہ زیادہ ہونے کی بنا پر عمران کمرے کے اندر سے آنے والی آواز نہ سن سکا۔ لیکن وہ دستک دینے والے کو بہ آسانی دیکھ سکتا تھا! اس کی آواز بھی سن سکتا تھا! حقیقتاً اس کا انداز ملتجیانہ تھا!

عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رہا! پھر اس نے اسے دروازے کے پاس سے ہٹتے دیکھا! وہ اپنی کار کی طرف واپس جا رہا تھا!....

"میں اس کے بھی ٹیکہ لگاؤں گا!" عمران بڑبڑایا اور پاس کھڑے ہوئے لوگ منہ بند کر کے ہنسنے لگے!....

عمران انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا! وہ گلیوں میں گھستا ہوا پھر سڑک پر آ گیا!.... اور ٹھیک اس گلی کے سرے پر جا کھڑا ہوا جس سے اس آدمی کی کار برآمد ہونے کی توقع تھی!

جیسے ہی کار گلی سے نکلی عمران راستہ روک کر کھڑا ہو گیا!

"کیا بات ہے؟" کار والے نے تحیر زدہ لہجے میں پوچھا!

"کیا آپ طاعون کا ٹیکہ لے چکے ہیں!"

"نہیں!.... کیوں؟"

"تب تو میں ٹیکہ لگائے بغیر آپ کو یہاں سے نہ جانے دوں گا! اس بستی میں دو ایک کیس ہو چکے ہیں!"

"آپ کون ہیں؟" کار والا اسے گھورتا ہوا بولا!

"میڈیکل آفیسر آن آؤٹ ڈور ڈیوٹیز!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں سب کو یہ ٹیکہ لگانے کا حکم ملا ہے۔ انکار کرنے والے پولیس کے حوالے بھی کئے جا سکتے ہیں!"

کار والا ہنسنے لگا!....

"جانے دیجئے!" اس نے اسٹیئرنگ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا!

"میں زبردستی لگاؤں گا! اگر آپ تعرض کریں گے تو میں آپ کی کار میں ہی میں بیٹھ کر کوتوالی تک چلوں گا!"

"چلو" اس نے لاپرواہی سے کہا پھر اپنے جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا۔ "تم میرا کارڈ لے کر بھی کوتوالی جا سکتے ہو! میں وہاں براہ راست طلب کر لیا جاؤں گا!"

عمران نے اس کا تعارفی کارڈ لے کر پڑھا۔ جس پر "سر تنویر" لکھا ہوا تھا!

"سر تنویر!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا!

"جناب.... آپ میرے خلاف ایک شکایت نامہ تحریر کر کے اس کارڈ کے ساتھ جسے چاہیں بھیج سکتے ہیں! اب اجازت دیجئے!"

کار فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی!.... عمران بائیں ہاتھ سے اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا!....

تو یہ سر تنویر ہے۔۔۔ اس کی بیوی نے اسی پر اسرار آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے دو ہزار نقد دیئے تھے.... اور مزید تین ہزار کا وعدہ تھا.... معاملہ الجھ گیا۔۔! عمران کافی دیر تک وہیں کھڑا خیالات میں کھویا رہا۔۔

۵

تھوڑی دیر بعد وہ ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ میں سر تنویر کے فون نمبر ڈائل کر رہا تھا!....

"ہیلو!... کون ہے.... کیا لیڈی صاحبہ تشریف رکھتی ہیں.... اوہ.... اچھا آپ ذرا انہیں مطلع کر دیں.... شکریہ!...."

عمران چند لمحے خاموش رہا پھر بولا "ہیلو!.... لیڈی تنویر....! دیکھئے میں روشی اینڈ کمپنی کا ایک نمائندہ ہوں!.... کیا آپ آدھے گھنٹے بعد ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں مل سکیں گے.... یہ بہت ضروری ہے!.... جی ہاں!.... بہت ضروری.... آپ کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہوں.... جی ہاں.... جی ہاں.... وہی معاملہ ہے ملیں گی.... شکریہ!"

عمران ریسیور ہک میں لگا کر بوتھ سے نکل آیا!

اب اس کی ٹو سیٹر ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کی طرف جا رہی تھی! سورج غروب ہو چکا تھا اور آہستہ آہستہ اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا!

نائٹ کلب میں عمران کو زیادہ دیر تک لیڈی تنویر کا انتظار نہیں کرنا پڑا!.... دونوں ایک ایسے گوشے میں جا بیٹھے جہاں وہ آسانی سے ہر قسم کی گفتگو کر سکتے تھے!

"کیا بات ہے!" لیڈی تنویر بولی۔ "میرا خیال ہے کہ میں پہلے بھی کہیں آپ کو دیکھ چکی ہوں!"

"میرے آفس میں ہی دیکھا ہو گا!.... میں روشی کی فرم کا جونیئر پارٹنر ہوں!"

"اوہو.... اچھا.... ہاں میں نے وہیں دیکھا تھا!" لیڈی تنویر نے سر ہلا کر کہا۔ "اہم اطلاع کیا ہے؟"

"مسٹر تنویر بھی اس آدمی میں دلچسپی لے رہے ہیں!" عمران نے بے ساختہ کہا اور لیڈی

تنویر کے چہرے پر نظر جما دی۔

"نہیں!" لیڈی بری طرح چونک پڑی!

"جی ہاں؟..."

لیڈی تنویر کا چہرہ یک بیک تاریک ہو گیا! وہ بار بار اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی!

"تم کس طرح کہہ سکتے ہو!"

"میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے اس آدمی کے دروازے پر دستک دیتے دیکھا ہے!"

"کیا وہ سر تنویر سے ملا تھا!"

"نہیں! وہ کسی سے نہیں ملتا!... اس کا کمرہ ہر وقت بند رہتا ہے میرا خیال ہے کہ ابھی تک ان دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی! پڑوسیوں کا کہنا ہے کہ اس کے دروازے پر کاریں آتی ہیں! خوش پوش آدمی اس سے ملنا چاہتے ہیں! لیکن وہ کسی سے بھی نہیں ملتا!"

لیڈی تنویر کچھ دیر تک خاموش رہی پھر آہستہ سے بولی۔ "اگر سر تنویر بھی اس میں دلچسپی لے رہے ہیں تو اسے یہاں سے چلا جانا چاہیے!"

"لیکن آپ نے میرے دفتر میں اپنا نام اور پتہ غلط کیوں لکھوایا ہے!" عمران نے پوچھا۔

"اوہ... میں نے غلطی کی تھی... میری مدد کرو! میری نیت میں فتور کوئی نہیں تھا! محض رازداری کے خیال سے میں نے ایسا کیا تھا! ورنہ تمہارے فون پر یہاں دوڑی نہ آتی! صاف کہہ دیتی ہوں کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کسی روشی اینڈ کمپنی سے واقف نہیں!"

"لیکن وہ ہے کون؟"

"یہ نہیں بتا سکتی!... پہلے میں یہ چاہتی تھی کہ اس کے یہاں آنے کا مقصد معلوم کروں! مگر اب یہ چاہتی ہوں کہ وہ اس شہر ہی سے چلا جائے... کیا تم میری مدد کر سکو گے!... بولو... معاوضہ دس ہزار... اور تمہیں یہ بھی معلوم کرنا ہوگا کہ سر تنویر کی رسائی اس تک کیسے ہوئی!"

"دیکھئے محترمہ... معاملہ بڑا ٹیڑھا ہے...."

"کیوں ٹیڑھا کیوں ہے!" لیڈی تنویر اسے گھورنے لگی وہ اپنی حالت پر قابو پا چکی تھی!

"آپ اس آدمی میں دلچسپی کیوں لے رہی ہیں جب کہ وہ آپ کے طبقے کا بھی نہیں؟"

"دس ہزار کی پیش کش تمہاری شکل دیکھنے کے لئے نہیں ہے!" لیڈی تنویر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں بھی اس غلط فہمی میں نہیں مبتلا ہوں۔" عمران مسکرا کر بولا!

"دس ہزار صرف اسی لئے ہیں کہ تم کسی بات کی وجہ پوچھنے کی بجائے کام کرو گے!"

"بہت خوب! اب میں سمجھ گیا! لیکن لیڈی تنویر... اگر وہ یہاں سے جانے پر رضامند نہ ہوا تو... اس صورت میں مجھے کیا کرنا ہوگا!"

"تو اب صورت بھی میں ہی بتاؤں.... دس ہزار...."

"ٹھہریئے!... ایک دوسری بات بھی سمجھ میں آ رہی ہے!" عمران نے آہستہ سے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "اگر وہ جانے پر رضامند نہ ہو تو دوسری صورت بھی ہو سکتی ہے!"

"کیا؟" لیڈی تنویر آگے کی طرف جھک آئی!

"اسے قتل کر دیا جائے؟"

لیڈی تنویر گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی! اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں تھیں!

"ن... نہیں... ہرگز نہیں!" وہ ہکلائی!

"پھر سوچ لیجئے! بعض اوقات رازداری کے لئے سب کچھ کرنا پڑتا ہے!"

"کیا مطلب!" لیڈی تنویر بے ساختہ چونک پڑی!

"سر تنویر اس میں دلچسپی لے رہے ہیں!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا!

"صاف صاف کہو لڑکے! مجھے پریشان نہ کرو!"

"خیر ہٹایئے! یہ غیر ضروری بات ہے!... مجھے تو صرف اتنا کرنا ہے کہ اسے یہاں سے کھسکا دوں!... اگر نہ جائے تو... بولئے!... ختم کر دیا جائے نا اسے!"

"نہیں... ہرگز نہیں!"

"کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی... اور دس میں صرف پانچ کا اضافہ.... پندرہ ہزار میں معاملہ فٹ۔"

"کیا تم لوگ یہ بھی کرتے ہو!"

"لوگ نہیں صرف روشی!"

"کیا وہ اینگلو برمیز لڑکی!"

"جی ہاں! بس یہ سمجھئے جسے ایک بار دیکھ لیا وہ ہمیشہ کے لئے قتل ہو گیا!"

"کیا بکواس ہے!"

"آہا!... یہی تو آپ نہیں سمجھیں! قتل سے میری مراد یہ تھی کہ روشی اسے اپنے عشق کے جال میں پھنسا کر یہاں سے ہٹا لے جائے گی!"

"خام خیالی ہے بول تو وہ بوڑھا ہے۔ وہ تم چٹے کردار کا مالک!... یہ طریقہ قطعی فضول ثابت ہوگا!"

"غالباً اس کی آپ ہی کی سی عمر ہو گی!" عمران نے پوچھا اور غور سے اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا! لیڈی تنویر نے فوراً ہی جواب نہیں دیا! وہ کافی چالاک عورت تھی! اس نے لاپرواہی سے کہا۔ "یہ قطعی غیر ضروری سوال ہے!"

"اچھا اب میں کچھ نہیں پوچھوں گا صرف اتنا بتا دیجئے کہ آپ اسے کب سے جانتی ہیں!"

"یہ بھی غیر ضروری ہے---!"

"خیر مگر مجھے حیرت ہے کہ سر تنویر کی رسائی اس تک کیسے ہوئی!... اگر وہ... اسے جانتے ہیں تو پھر آپ کی تگ و دو فضول ثابت ہو گی!"

"تم مجھ سے کیا اگلوانا چاہتے ہو!" لیڈی تنویر غیر متوقع طور پر مسکرا پڑی!

"یہی کہ یہاں آنے پر اس نے آپ سے ملنے کی کوشش کی تھی یا نہیں!"

"تم غلط سمجھے ہو!..." لیڈی تنویر نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس سے مجھے بلیک میلنگ کا خطرہ ہو! اس سے کسی طرح ملو اور اس بات پر آمادہ کرو کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔ تم اسے بتا سکتے ہو کہ یہ لیڈی تنویر کی خواہش ہے!"

"اور اگر سر تنویر نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ یہیں رہ جائے تو!" عمران نے پوچھا!

"سر تنویر!" لیڈی تنویر کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے! "میں نہیں سمجھ سکی کہ سر تنویر اسے کس طرح جانتے ہیں اور اس میں کیوں دلچسپی لے رہے ہیں!"

"اچھا اگر سر تنویر کو معلوم ہو جائے کہ آپ بھی اس میں دلچسپی لے رہی ہیں تو ان پر اس کیا ردعمل ہو گا!"

لیڈی تنویر چند منٹ عمران کو غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "لڑکے تم بہت چالاک ہو! مگر اس چکر میں نہ پڑو! ویسے اتنا ضرور کہوں گی کہ سر تنویر کی ملاقات اس سے نہ ہونے پائے تو بہتر ہے:... بس اب جاؤ!... اس دوران میں اگر کوئی خاص ضرورت پیش آئے تو مجھے فون کر لینا ہوں---! مجھے یقین ہے کہ تم اس کام کو بہتر طور پر کر سکو گے!"

"صرف ایک بات اور!" عمران جلدی سے بولا!

"نہیں اب کچھ نہیں!" لیڈی تنویر اپنا پرس اٹھاتی ہوئی بڑبڑائی!

"پہلے آپ صرف اس آدمی کے متعلق...!"

"شٹ اپ!" لیڈی تنویر مسکرا کر آگے بڑھ گئی! عمران اسے جاتے دیکھتا رہا---!

۴

رات بہت تاریک تھی!... مطلع شام ہی سے ابر آلود رہا تھا اور اب تو پورا آسمان بادلوں سے ڈھک گیا تھا! عمران لیڈی تنویر کے متعلق سوچتا ہوا اپنی ٹو سیٹر ڈرائیو کر رہا تھا! کچھ ہی دیر قبل اس سے جو باتیں ہوئی تھیں کافی الجھاوے دار تھیں۔ وہ دس ہزار خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کام صرف اتنا تھا کہ اس گمنام آدمی کو شہر سے کہیں اور بھیج دیا جائے اور وہ آدمی لیڈی تنویر کے طبقے سے تعلق نہیں رکھتا تھا!

اس سلسلے میں صرف ایک ہی بات سوچی جا سکتی تھی وہ یہ کہ ہو سکتا ہے کبھی لیڈی تنویر سے اس کے ناجائز تعلقات رہے ہوں... اور اب اسے اس سے بلیک میلنگ کا خطرہ ہو!

مگر... یہ خیال بھی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا! کیوں کہ لیڈی تنویر زیادہ پریشان نہیں معلوم ہوتی تھی! حتیٰ کہ سر تنویر کے حوالے سے بھی اس نے جو تھوڑی بہت بے چینی ظاہر کی تھی وہ عمران کو مصنوعی ہی معلوم ہوئی تھی! یعنی وہ خواہ مخواہ یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ سر تنویر کو اس آدمی سے واقف نہ ہونا چاہیے!

کیس دلچسپ تھا!... عمران نے پھر ٹو سیٹر کا رخ شاہی باغ ہی کی طرف موڑ دیا! وہ ایک بار پھر اس پراسرار آدمی کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کرنا چاہتا تھا!...

کار ایک محفوظ جگہ چھوڑ کر وہ مزدوروں کی بستی کی طرف پیدل چل پڑا۔

یہ بستی اس وقت بالکل تاریک پڑی تھی... گلیوں میں کہیں کہیں لیمپ کی روشنی کے دھبے نظر آ جاتے!... یہ روشنی بھی ان مزدوروں کے کمروں کی تھی جنہیں شاید ملوں میں رات کی شفٹ پر کام کرنے جانا تھا!...

عمران گلیوں سے گزرتا رہا۔ لیکن کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہ دی! کبھی کبھار ایک آدھ کتا مضمحل سی آوازیں نکالتا اور پھر خاموش ہو جاتا!

وہ اس گلی میں پہنچ گیا، جہاں اسے جانا تھا!... پھر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ یکایک اسے ٹھٹھک جانا پڑا۔ کیوں کہ کسی نے کمرے کا دروازہ اندر سے کھولا تھا!

وہ ایک طرف ہٹ گیا... کسی نے کمرے سے نکل کر دروازہ بند کیا! اس نے اپنے داہنے ہاتھ میں کوئی وزنی سی چیز لٹکا رکھی تھی پھر عمران نے اسے گلی کے دوسرے سرے کی طرف جاتے دیکھا! عمران بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا! لیکن وہ ایک دیوار سے لپٹا ہوا آگے بڑھ رہا تھا! اس نے محسوس کر لیا تھا کہ تعاقب چاروں طرف دیکھتا ہوا بہت احتیاط سے قدم بڑھا رہا ہے!

سڑک پر پہنچ کر اس آدمی نے اپنی رفتار تیز کر دی! لیکن یہاں وہ چوروں کی طرح ادھر اُدھر نہیں دیکھ رہا تھا!۔۔۔۔ اس کا رخ تانگہ اسٹینڈ کی طرف تھا!

عمران بھی چلتا رہا۔۔۔ اور پھر جب وہ ایک تانگے پر بیٹھ گیا تو عمران نے اپنی کار کی طرف دوڑنا شروع کر دیا جو وہاں سے کافی فاصلے پر تھی۔۔۔۔ اور تانگہ مخالف سمت میں جا رہا تھا!

کار تک پہنچتے پہنچتے تانگہ نظروں سے اوجھل ہو گیا! عمران کو بڑی مایوسی ہوئی مگر اس نے ہمت نہیں ہاری!

کار اسٹارٹ کر کے وہ بھی ادھر ہی روانہ ہو گیا جدھر تانگہ گیا تھا! اسے یقین تھا کہ اگر تانگہ کسی نواحی بستی میں نہ مڑ گیا تو وہ اسے ضرور جا لے گا۔

سڑک سنسان پڑی تھی۔ آگے چل کر کار کی اگلی روشنی میں ایک تانگہ دکھائی دیا!۔۔۔۔ لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ وہی تانگہ رہا ہو جس کی اسے تلاش تھی۔۔۔۔ اس نے کار کی رفتار بہت کم کر دی!

ساتھ ہی اس نے محسوس کیا کہ تانگے کی رفتار پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔۔۔۔ اور پھر ایک جگہ دفعتاً تانگہ رک گیا!۔۔۔۔ سڑک پر آگے چڑھائی تھی۔۔۔۔ اور تانگہ کار سے زیادہ اونچی جگہ پر تھا۔ اچانک وہ کار کی روشنی میں آ گیا اور عمران نے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کی شکل اچھی طرح دیکھ لی!۔۔۔۔ لیکن لباس سے وہ کوئی مزدور یا کم حیثیت کا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا! جسم پر ایک لمبا کوٹ تھا اور سر پر فلٹ ہیٹ۔۔۔۔ ڈاڑھی سے معمر معلوم ہوتا تھا کیوں کہ وہ بالکل سفید تھی!

اس نے جلدی سے فلٹ ہیٹ کا گوشہ چہرے پر جھکا لیا اور کوٹ کے کالر کھڑے کر لئے۔ شاید گھوڑے کے ساز میں کوئی خرابی آ گئی تھی۔ جسے تانگے والا نیچے کھڑا درست کر رہا تھا!

عمران نے رفتار اور کم کر کے خواہ مخواہ ہارن دینا شروع کر دیا! حالانکہ وہ کترا کر بھی نکل سکتا تھا۔۔۔ مقصد دراصل یہ تھا کہ وہ کوچوان اور سوار کو دھوکے میں رکھ کر تانگے کے قریب پہنچ جائے۔

"ابے تانگے والا۔۔۔۔ خرگوش کی اولاد!" عمران تانگے کے قریب پہنچ کر گرجا!

"صاحب بہت جگہ ہے!" تانگے والے نے کہا!

"کدھر جگہ ہے۔۔۔۔!" عمران کار سے اتر کر چیخا! "بڑھاؤ۔۔۔۔ سڑک کے نیچے اتار دو!"

وہ تانگے کی پچھلی سیٹ کے قریب پہنچ چکا تھا!

"یہ تو زبردستی کی بات ہے جناب!" تانگے والا بھی جھلا گیا!

عمران پچھلی سیٹ پر ہاتھ رکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "سرکار مجھے لیڈی تنویر نے بھیجا ہے!"

بوڑھا کھانس کر رہ گیا۔

"میں آپ ہی سے عرض کر رہا ہوں!" عمران نے کہا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں کوئی ٹھنڈی سی چیز اس کی پیشانی سے آ لگی!

"پیچھے ہٹ جاؤ!" بوڑھا آہستہ سے پر سکون آواز میں بولا!

"موریتا سلانیو کو کتیوں کی موت مرنا پڑے گا۔ یہ بوڑھے غزالی کا فیصلہ ہے!"

"لیکن میں نے کیا قصور کیا ہے۔ چچا غزالی!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔

"تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔۔ اسی لئے تو ٹریگر اپنی جگہ پر ہے۔۔۔۔ ورنہ تمہاری کھوپڑی میں ایک رنگین سا سوراخ ہو جاتا!"

"اور میں اسے دیکھ کر خوش نہ ہو سکتا!" عمران نے ایک طویل سانس لی۔۔۔۔ اتنے میں تانگے والے نے آگے بڑھنا چاہا۔ لیکن بوڑھے نے اسے روک دیا!

"موریتا سے کہہ دو۔۔۔۔ کہ غزالی بچہ نہیں ہے!"

"میں کسی موریتا کو نہیں جانتا چچا غزالی! مجھے تو لیڈی تنویر نے بھیجا ہے! اگر انہی کا نام موریتا ہے۔۔۔۔ تو مجھے موتا باؤ ریلوے اسٹیشن تک پیدل جانا پڑے گا۔۔۔۔!"

"لیڈی تنویر۔۔۔۔!" بوڑھا آہستہ سے بڑبڑایا!۔۔۔۔ "لیڈی تنویر۔۔۔۔!"

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ یاد کرنے کے لئے اپنے ذہن پر زور دے رہا ہو!

"سر تنویر کی بیوی تو نہیں!" اس نے پوچھا!

"آپ سمجھ گئے نا! دیکھئے میں نہ کہتا تھا۔۔۔۔ ہا!"

"لیکن اس نے کیوں بھیجا ہے!"

"بس سمجھ جایئے!" عمران چہکنے لگا!

"کیا سمجھ جاؤں!"

"وہی نا! جو لیڈی تنویر آپ سے چاہتی ہیں۔۔۔!"

"میں کیا بتا سکتا ہوں کہ وہ کیا چاہتی ہے!" بوڑھا بولا۔

"وہ چاہتی ہیں کہ آپ اس شہر سے چلے جایئے!"

"آہا۔۔۔ میں سمجھا!" بوڑھے نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "لیکن اسے فکر مند نہ ہونا چاہئے! اس سے کہہ دینا کہ غزالی اپنے ایک ذاتی کام سے یہاں آیا تھا جس دن ہو گیا۔۔۔۔ یہاں سے چلا جائے گا! وہ یہاں رہنے کے لئے نہیں آیا!"

"مگر۔۔۔ آپ سر تنویر سے ملتے کیوں نہیں!" عمران نے پوچھا!

"میں نہیں جانتا تھا کہ وہ یہیں رہتا ہے! لیڈی تنویر سے کہہ دینا! غزالی دل کا برا نہیں

ہے۔۔۔ اچھا اب تم جا سکتے ہو۔۔!"

بوڑھے نے ریوالور کی نال اس کی پیشانی سے ہٹالی۔

"مگر چچا! سر تنویر تو برابر آپ کے کمرے کا دروازہ پیٹتے رہے ہیں!"

"سر تنویر!" بوڑھے کے لہجے میں حیرت تھی!

"ہاں چچا غزالی۔۔۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا!" بوڑھا بڑبڑا کر رہ گیا۔۔۔

"سر تنویر آپ سے کیا چاہتے ہیں!"

"بس جاؤ۔۔۔! جو کچھ میں نے کہا ہے لیڈی تنویر کو کہہ دینا!۔۔۔ تانگہ بڑھاؤ!"

گھوڑے کی ٹاپیں سناٹے میں گونجنے لگیں۔۔۔ اور عمران نے چلا کر پوچھا۔ "چچا غزالی تمہارے پاس ریوالور کا لائسنس تو ہوگا ہی!"

"ہاں بھتیجے۔۔۔ تم مطمئن رہو!" بوڑھے کی آواز آئی۔۔۔ تانگہ کافی دور نکل گیا تھا!

7

دوسری صبح عمران اپنے طلاق آفس میں اداس بیٹھا تھا!۔۔۔ روشی دوسرے کمرے سے نکل کر غالباً چائے کا پیکٹ لینے کے لئے باہر جانے لگی۔۔۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اپنی داہنی ٹانگ آگے بڑھا دی! روشی بے خبر تھی اس لئے پیٹ کے بل دھڑام سے فرش پر جا گری! ساتھ ہی اس کے منہ سے عمران کے لئے کچھ ناشائستہ قسم کے جملے نکل گئے!

مگر عمران نے کچھ اس طرح گردن ہلا کر "ٹھیک ہے" کہا جیسے اس نے روشی کے الفاظ سنے ہی نہ ہوں! وہ آگے کی طرف جھکا ہوا ہونٹ سکوڑے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ روشی کے فرش سے اٹھتے ہی وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"تم بالکل جنگلی ہو!" روشی پیر پٹخ کر چیخی۔

"سب ٹھیک ہے جاؤ!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں جاؤں گی!" روشی نے روہانسی آواز میں کہا اور پھر کمرے میں واپس چلی گئی۔

عمران نے بڑے مغموم انداز میں اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی اور سامنے پھیلے ہوئے اخبار کی طرف دیکھنے لگا!

کچھ دیر بعد اس نے روشی کو آواز دی!

"نہیں آؤں گی!" روشی نے دوسرے کمرے سے للکارا۔ "تم جہنم میں جاؤ!"

"مجھے راستہ نہیں معلوم روشی ڈیئر۔۔۔ ورنہ کبھی کا چلا گیا ہوتا۔۔۔ تم میری بات تو سنو!"

"نہیں سنوں گی! مجھ سے مت بولو!"

عمران کو اٹھ کر اسی کمرے میں جانا پڑا جہاں روشی تھی!۔۔۔ وہ مسہری پر اوندھی پڑی ہوئی نظر آئی۔۔۔!

"آخر بات کیا ہے!" اس نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"چلے جاؤ یہاں سے! شرم نہیں آتی۔۔۔ عورتوں سے اس قسم کا مذاق کرتے ہو! بالکل جنگلی ہو!"

"اب موقع پر کوئی اور نہ ملے تو میں کیا کروں!" عمران نے معصوم لہجے میں کہا۔ "ویسے میں حتی الامکان یہی کوشش کرتا ہوں کہ عورتوں سے یہ کیا کسی قسم کا مذاق نہ کروں!"

"یہاں سے چلے جاؤ!" روشی اور زیادہ جھلا گئی!

"تم کہتی ہو تو چلا جاؤں گا! ویسے میں تم سے یہ پوچھنے آیا تھا کہ بھیڑ کے بچے کو میمنا کہتے ہیں یا بھینس کے بچے کو۔۔۔ اور آدمی کے بچے کو صرف بچہ کیوں کہتے ہیں۔ آدمی کیوں نہیں کہتے!"

روشی اٹھ بیٹھی!۔۔۔ چند لمحے عمران کو گھورتی رہی پھر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی! بیرونی دروازہ بند تھا۔

"کون ہے!" عمران نے بلند آواز میں پوچھا!

"میں ہوں فیاض!"

"تم آگئے بیٹا!" عمران آہستہ سے بڑبڑاتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا!

دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحہ کے لئے رکا!۔۔۔ پھر ایک طرف ہٹ کر دروازہ کھول دیا۔۔۔

جیسے ہی فیاض اندر داخل ہوا عمران کی داہنی ٹانگ اس کے پیروں میں الجھ گئی۔۔۔ اور فیاض بے خبری میں فرش پر ڈھیر ہو گیا۔۔۔!

لیکن! وہ دوسرے ہی لمحہ میں الٹ کر عمران پر آپڑا۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ اس حرکت سے بھی تکلیف اسی کو ہوئی ہو کیونکہ اس کا گھونسہ عمران کی بجائے دیوار پر پڑا تھا! عمران ایک طرف ہٹ کر للکارا۔ "آپ کے لئے چائے لاؤں۔۔۔!"

"چائے کے بچے! یہ کیا حرکت تھی!" فیاض نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑ لیا!

"ہائیں۔۔۔ ہائیں۔۔۔!" عمران آہستہ سے بولا۔ "وہ دیکھ رہی ہوگی!"

فیاض نے اضطراری طور پر اس کا گریبان چھوڑ دیا اور بوکھلا کر دوسرے کمرے کی طرف

دیکھنے لگا! روشی سچ مچ دروازے میں کھڑی دونوں کو حیرت سے دیکھ رہی تھی!

"اوہو... روشی!" عمران جلدی سے بولا۔ "ان سے ملو... یہ کیپٹن کیاض... ار لاحول... کیپٹن فیاض ہیں! میرے گہرے دوست! ہا... اور یہ میری پارٹنر روشی... سینئر پارٹنر سمجھو کیوں کہ روشی اینڈ کو... ! ہپ!"

فیاض نے جلدی میں دو چار رسمی جملے کہے اور کرسی میں گر کر ہانپنے لگا وہ اب بھی عمران کو قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا!

"روشی!" عمران بلند آواز میں بڑبڑایا۔ "اب تو چائے کا انتظام کرنا ہی پڑے گا! یہ بہت بڑے آدمی ہیں۔ سی بی آئی کے سپرنٹنڈنٹ... !"

"اوہو!" روشی مسکرا کر بولی۔ "آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔"

"مجھے بھی!" فیاض جواباً مسکرایا۔

عمران نے اردو میں کہا۔ "فیاض صاحب خیال رہے کہ میں طلاق دلوانے کا دھندا کرتا ہوں۔ ذرا اپنی مسکراہٹ ٹھیک کرو... ہونٹوں کے گوشے کپکپا رہے ہیں اور یہ جنسی لگاوٹ کی علامت ہے... یقین مانو میں تمہاری بیوی سے ایک پیسہ فیس نہیں لوں گا! تم کسی بھی تو دلواؤ... ایسی خدمت کروں گا کہ طبیعت خوش ہو جائے تمہاری!"

فیاض کچھ نہ بولا! عمران کے خاموش ہوتے ہی روشی نے پوچھا! "کیوں کیپٹن... سی بی آئی میں عمران کا کیا عہدہ تھا!"

"میرا ماتحت تھا!" فیاض نے اکڑ کر کہا۔

"ارے خدا غارت کرے... !" عمران بڑبڑایا۔ "اچھا میں تم سے سمجھ لوں گا!"

روشی ہنستی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی!

"ہاں اب بتاؤ!" فیاض آستین چڑھانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ "کسی دن میں تمہاری شیخی نکال دوں گا!"

"شیخی نہیں پٹھانی کہو! میں پٹھان ہوں! سمجھے۔"

"تم کوئی بھی ہو! لیکن یہ کیا حرکت تھی... آخر کب تک تمہارا بچپنا برداشت کیا جائے گا!"

"تم کیپٹن فیاض... تم اسے بچپنا کہہ رہے ہو! مجھے حیرت ہے! اگر تم شرلاک ہومز کے زمانے میں ہوتے تو تمہیں گولی مار دی جاتی اور بالکل شرلاک ہومز ہی کی طرح جانتا ہوں تم اس وقت یہاں کیوں آئے ہو!"

"کیوں آیا ہوں؟" فیاض نے پوچھا!

"میں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ کس طرح آئے ہو!"

"کس طرح آیا ہوں!"

"سر کے بل چلتے ہوئے! اب پوچھو ڈاکٹر واٹسن کہ یہ بات میں نے اتنے وثوق کے سا کہی ہے! جواب یہ ہے پیارے واٹسن کہ مجھے تمہارے بالوں میں کچھ ننھے منھے تنکے نظر آر ہیں! ہاہا... دیکھا بے نا بھی بات... !"

"بور مت کرو۔" فیاض نے برا سا منہ بنایا۔ "میں ایک ضروری کام سے تمہارے پاس آیا ہوں!"

"میں آج کا اخبار پورا پڑھ چکا ہوں!" عمران سنجیدگی سے بولا حتیٰ کہ وہ اشتہارات بھی پ ڈالے ہیں جنہیں شادی شدہ آدمیوں کے علاوہ اور کوئی شریف آدمی نہیں پڑھتا!"

"تو تم سمجھ گئے!" فیاض مسکرایا۔

"میں بالکل سمجھ گیا... نہ صرف سمجھ گیا بلکہ کام بھی شروع کر دیا ہے!"

"کیا مطلب!"

"مطلب میں ضرور بتاتا مگر اس صورت میں اگر گھونسہ دیوار پر پڑنے کی بجائے میر جبڑے پر پڑا ہوتا... ! خیر... ہوگا مجھے کیا... جو بوئے گا سو کاٹے گا... اور لاد و چلا ہے ب والی مثل تھی! فیاض صاحب! ہپ... ارے... روشی... چائے!"

"نہیں میں چائے نہیں پیوں گا!"

"حالانکہ تم پچھلی رات سے اب تک جاگتے رہے ہو اور ابھی تم نے ناشتہ بھی نہیں روشی کٹلٹ بڑے اچھے بناتی ہے! حالانکہ ابھی وہ بھی اسی فرش پر اوندھے منہ گر چکی ہے!"

"وہ بھی!" فیاض نے حیرت سے دہرایا۔ "عمران تم آدمی ہو یا جانور..."

"وہ بھی اس وقت سے متواتر یہی ایک سوال دہرا رہی ہے!" عمران نے لاپرواہی سے کہا! خود کو ہر طرح سے مطمئن کرنے کی کوشش کروں گا خواہ وہ ایک اینگلو برمیز لڑکی ہو! خواہ کیے فیاض! اور اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ اس لاش کے متعلق تم لوگوں کا نظریہ قطعی غلط ہے۔"

"کیا مطلب!" فیاض سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"تمہارا یہی نظریہ ہے کہ مرنے والا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر گرا... اس کی پیشانی چوٹ آئی... اور کوئی زہریلا مادہ اتنی تیزی سے زخم کے راستے خون میں سرایت کر گیا گرنے والے کو اٹھنے کا بھی موقع نہ ملا... میں یہ نہیں کہتا کہ موت کے متعلق ڈاکٹروں رائے غلط ہے! اس طرح کسی کا مر جانا بعید از قیاس نہیں! لیکن یہ خیال کہ وہ ٹھوکر کھا کر گرا اور اس کی پیشانی زخمی ہو گئی! مگر نہیں ٹھہرو کیا اس کی لاش کسی ایسی جگہ ملی ہے جہاں کی ز

ہموار نہ ہو!... یا گرنے کی صورت میں اس کا سر کسی ایسی چیز سے جا ٹکرایا ہو جو زمین کی سطح سے اونچی ہو!"

"نہیں!... لاش الفریڈ پارک کی ایک روش پر ملی تھی! اور وہاں دور، دور تک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو زمین کی سطح سے اونچی ہو... اور ظاہر ہے کہ روشیں بھی ناہموار نہیں ہوتیں!"

"تب مری جان یہ بتاؤ کہ تمہاری پیشانی کیوں نہیں زخمی ہوئی... اور روشی بھی بے داغ پیشانی لئے گھوم رہی ہے۔ تم دونوں ہی بے خبری میں کافی دور سے گرے تھے!... بتاؤ!"

فیاض پلکیں جھپکانے لگا---!

"میرا دعویٰ ہے اگر اس وقت تم دونوں کے نزدیک کوئی دیوار یا کرسی یا درخت کا تنا ہوتا تو یقیناً تمہاری پیشانیاں زخمی ہو جاتیں!"

"بات تو ٹھیک ہے! مگر کیوں؟"

"فطرت! اپنی حفاظت آپ کرنے کی جبلت! جب ہم منہ کے بل گرتے ہیں تو غیر ارادی طور پر ہماری ہتھیلیاں یا کہنیاں زمین سے ٹک جاتی ہیں! اس طرح فطرت خود ہی ہم سے ہمارے جسم کے بہترین اور سب سے زیادہ کار آمد لیکن کمزور حصوں کی حفاظت کراتی ہے!"

"یار بات تو ٹھیک کہہ رہے ہو!" فیاض سر ہلا کر بولا!

"روشی جائے---!" عمران نے پھر ہانک لگائی اور پھر آہستہ سے بولا۔ "یار ایک آدھ کیس لاؤ! اس شہر کی عورتیں بڑی بے حس معلوم ہوتی ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ کم از کم ایک ماہ تک روزانہ اشتہار دیتا رہوں کیا خیال ہے!"

"عمران تم اسے بیوقوف بناتا جو تمہیں احمق سمجھتا ہو!"

"اسے بھلا میں کیا بیوقوف بنا سکوں گا!"

"میں اس لئے آیا تھا کہ تم لاش دیکھ لیتے!"

"کیا وہ اب بھی جائے واردات پر ہے!"

"نہیں! مردہ خانے میں ہے! ابھی پوسٹ مارٹم نہیں ہوا!"

"جب وہ موقع واردات سے ہٹائی گئی ہے تو دیکھنے سے کیا فائدہ ہوگا!"

"تم چلو تو---ناشتہ کہیں اور کریں گے!"

"وہ تو ٹھیک ہے! مگر کھائیں گے کہاں سے! بھلا تمہارے اس کیس میں مجھے کیا مل جائے گا!"

"بس اٹھو... بور مت کرو!... اس وقت تم پر غصہ تو بہت آرہا تھا... مگر خیر اس گرنے کے سلسلے میں ایک کام کی بات معلوم ہوئی! مگر تم نے اس بے چاری کو بھی گرایا تھا!"

"کیا کرتا... مجبوری تھی... تجربہ تو کرنا ہی تھا!"

"بڑے سور ہو!"

"آج... اچھا!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "میں چلوں گا... مگر یہ نہ بھول جانا کہ میں نے ا[illegible] ناشتہ نہیں کیا... اور ہاں پہلے ہم الفریڈ گارڈن چلیں گے؟"

عمران جانتا تھا کہ روشی اس وقت ناشتہ ہرگز تیار نہیں کرے گی! اس لئے فیاض شرمندگی اٹھانے سے یہی بہتر ہے کہ یہاں سے کہیں ٹل جائے!

باہر آکر انہوں نے ایک چھوٹے سے ریستوران میں ناشتہ کیا اور الفریڈ گارڈن کی ط[illegible] روانہ ہو گئے...!

"ہاں۔ کل وہ لیڈی تنویر کیوں آئی تھی؟" فیاض نے پوچھا!

"کہنے کے لئے اگر سر تنویر ہماری فرم کی خدمت حاصل کرنا چاہے تو اسے فوراً مطلع[illegible] چاہئے۔ غالباً لیڈی تنویر طلاق نہیں لینا چاہتی!"

"بکواس ہے! تم بتانا نہیں چاہتے!"

"بھلا میں تمہیں اپنے بزنس کی باتیں کیسے بتا سکتا ہوں!"

وہ الفریڈ گارڈن پہنچ گئے... اور پھر فیاض اسے اس جگہ لے گیا جہاں لاش پائی گئی تھی

"یہی جگہ ہے ٹھیک یہیں پر لاش ملی تھی!"

"اوندھی پڑی تھی!" عمران نے پوچھا!

"ہاں!..."

"لیکن اتنی جلدی یہ کیسے معلوم کر لیا گیا کہ وہ کوئی زہریلا مادہ تھا جو پیشانی کے ز[illegible] ذریعہ جسم میں سرایت کر گیا!"

"پھر اور کیا کہا جا سکتا ہے! اس کے علاوہ جسم پر اور کوئی نشان نہیں! گلا گھونٹ کر بھی[illegible] مارا گیا!"

"تم نے یہاں سے سرخ بجریاں تو ضرور سمیٹی ہوں گی!"

"کیوں!... نہیں تو...!"

"یار تم محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ ہو!... یا...!"

"میں گدھا ہوں اور تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے! میں نے اسے ضرور[illegible] سمجھا تھا کہ یہاں سے بجریاں سمیٹی جائیں۔ کیونکہ مجھے بھی اس پر یقین نہیں ہے کہ وہ[illegible] اسی زہر سے مرا ہوگا! آخر وہ کتنا سریع الاثر زہر تھا کہ مرنے والا گرنے کے بعد اٹھنے کی

نہیں کر سکا! لاش کو میں نے یہاں پڑا دیکھا تھا!.... اس کی پوزیشن تو صاف یہی ظاہر کر رہی تھی کہ دو گز نے کے بعد ہل بھی نہ سکا ہوگا!"

"ویری گڈ!.... پھر تم مجھے کیوں لائے ہو!"

"میں جانتا ہوں کہ لاش یہاں پھینکی گئی ہوگی!.... موت کہیں اور واقع ہوئی ہوگی!"

"اب بہت زیادہ عقل مند بننے کی کوشش مت کرو!" عمران مسکرا کر بولا... "اس کی موت یہاں بھی واقع ہو سکتی ہے اور وہ اسی جگہ گر کر مر بھی سکتا ہے۔"

"بات کا بتنگڑ میں بھی بنا سکتا ہوں!"

"اچھا میں بات بناتا ہوں تم بتنگڑ بنانے کی کوشش کرو!.... فیاض صاحب!.... یہ الفریڈ گارڈن ہے.... اور آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ یہاں سانپ بکثرت ہیں!.... فرض کیجئے! اسے سانپ نے کاٹا ہو!.... ابھی پوسٹ مارٹم بھی نہیں ہوا.... زہر والی بات عقلی گدا بھی ثابت ہو سکتی ہے!.... وہ تو کہو کہ میں نے اس وقت ناشتہ بھی تمہارے پیسوں سے کیا ہے ورنہ بتاتا.... مجھے خواہ مخواہ یہاں تک دوڑایا ہے تو اب لاش بھی دکھا دو!"

"بہر حال تم مجھ سے متفق نہیں ہو!"

"لاش کا پوسٹ مارٹم ہو جانے دو اس کے بعد دیکھا جائے گا!"

پھر اس سلسلے میں مزید گفتگو نہیں ہوئی اور وہ سرکاری مردہ خانے کی طرف روانہ ہو گئے!

لاش غالباً پوسٹ مارٹم کے لئے لے جائی جانے والی تھی کیوں کہ مردے ڈھونے والی گاڑی کمپاؤنڈ میں موجود تھی فیاض نے عمران کو دھکا دے کر آگے بڑھایا!

اور پھر مردہ خانے میں پہنچ کر فیاض نے جیسے ہی لاش کے چہرے پر سے کپڑا ہٹایا عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں.... وہ بڑی تیزی سے لاش پر جھک پڑا.... تھوڑی ہی دیر میں اسے یقین ہو گیا کہ وہ لاش اس بوڑھے کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ جس کا پچھلی رات وہ تعاقب کر چکا تھا!

"یہ پیشانی کا زخم دیکھو!" فیاض نے کہا!

"دیکھ رہا ہوں!...." عمران سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "مجھے تو اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی!"

"ہوں! اچھا، خیر پرواہ نہیں.... اب تم بہت مغرور ہو گئے ہو!" فیاض نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "تم سمجھتے ہو شاید دنیا میں تم ہی سب سے زیادہ عقل مند ہو---!"

"نہیں تو.... میرا خیال ہے کہ تم نہ تو عقلمند ہو اور نہ مغرور.... چلو چھوڑو!.... جسم نیلا پڑ

گیا ہے!.... زہر ہی ہو سکتا ہے.... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ہی بتا سکے گی کہ زہر جسم میں کیوں کر داخل ہوا... لہٰذا رپورٹ ملنے تک اگر ہم اس معاملے کو ملتوی ہی رکھیں تو زیادہ بہتر ہے!"

"ویسے کیا اس کے جسم پر لباس موجود ہے!...."

"نہیں.... لباس.... لیبارٹری میں ہے!"

"لیبارٹری میں کیوں!"

"شبہ ہے کہ کپڑوں پر سے لانڈری کے نشانات مٹانے کی کوشش کی گئی ہے!"

"آہا....!" عمران کچھ سوچنے لگا! پھر آہستہ سے بولا۔ "کیا اس کی جیب سے کچھ کاغذات وغیرہ بھی برآمد ہوئے ہیں!"

"کمال کرتے ہو! جن لوگوں نے نشانات مٹائے ہیں انہوں نے کاغذات وغیرہ کیوں چھوڑے ہوں گے!"

"نشانات اوہو... ہو سکتا ہے کہ نشانات خود مرنے والے ہی نے اپنی زندگی میں مٹائے ہوں!"

"اچھا بس ختم کرو!" فیاض نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "ورنہ ابھی یہ بھی کہو گے کہ مرنے والا پرنس آف ڈنمارک تھا!"

وہ دونوں مردہ خانے سے باہر آ گئے!

"اچھا میں چلا!" عمران نے کہا۔ "پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے مجھے مطلع کرنا!"

"اگر ضرورت سمجھی گئی!" فیاض بولا! اس کے لہجے میں بھی کبیدگی موجود تھی۔

"مجھ سے الجھو گے تو سر پکڑ کر رونا پڑے گا!.... جانتے ہو کہ میری فرم کس قسم کا کاروبار کرتی ہے!"

اتنے میں وہاں مردے خانے کا انچارج آ پہنچا!.... اس نے فیاض سے گفتگو شروع کر دی اور عمران وہاں سے ہٹ کر اس جگہ آیا جہاں فیاض کی موٹر سائیکل کھڑی ہوئی تھی۔

اس نے نہایت اطمینان سے اسے اسٹارٹ کیا فیاض نے دیکھا اور صرف منہ پھیلا کر رہ گیا!.... مردہ خانے کے انچارج کے سامنے وہ بے تحاشہ دوڑ بھی تو نہیں سکتا تھا!.... وہ بے بسی سے عمران کی اس حرکت کو دیکھتا رہا موٹر سائیکل فراٹے بھرتی ہوئی کمپاؤنڈ سے نکل گئی!

۸

تھوڑی دیر بعد عمران لیڈی تنویر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا!

"... بڑی جلدی آ گئے!" لیڈی تنویر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا!

"آخری اطلاع دینے کے لئے!" عمران اس کا چہرہ بغور دیکھ رہا تھا!

"میں نہیں سمجھی!" لیڈی تنویر کی آواز میں کپکپاہٹ تھی!

"غزالی چلا گیا!"

"اوہ.... اچھا!" لیڈی تنویر ایک طویل سانس لے کر بیٹھتی ہوئی بولی!" اچھا.... تو تمہاری بقیہ رقم پرسوں تک پہنچادی جائے گی!"

"لیکن اب میں رقم لے کر کیا کروں گا!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا!

"کیوں؟"

"اس بے چارے کا پورا جسم نیلا پڑ گیا ہے اور شاید اس وقت ڈاکٹروں کے چاقو اس کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہوں!"

"میں کچھ نہیں سمجھی تم کیا کہہ رہے ہو!"

عمران نے اسے واقعات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "سر تنویر بھی اس میں دلچسپی لے رہے تھے! لیکن پولیس کو ابھی اس کا علم نہیں ہے! ویسے اب میرا ارادہ ہے میں پولیس کو اس سے مطلع کردوں!"

لیڈی تنویر تھوڑی دیر تک چپ چاپ ہانپتی رہی پھر بدقت بولی۔ "تو اب تم مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو! تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تم میرے لئے اسے قتل بھی کر سکتے ہو!"

"اچھی بات ہے! جب پولیس آپ سے پوچھ گچھ کرے تو آپ بتا دیجئے گا.... کہہ دیجئے گا.... کہہ دیجئے گا کہ میں نے ہی اسے قتل کیا ہے! پھر پولیس مجھ سے پوچھے گی تو میں صاف کہہ دوں گا کہ مجھے اس پر لیڈی تنویر نے مجبور کیا تھا.... پھر لیڈی تنویر کو بتانا پڑے گا کہ انہوں نے کیوں مجبور کیا تھا! وہ کیوں چاہتی تھیں کہ غزالی یہاں سے چلا جائے اور اتنے سے کام کے لئے انہوں نے اتنی بڑی رقم کیوں دی تھی.... پھر غزالی کے پڑوسی سر تنویر کو بھی پہچان گئے جو گھنٹوں اس کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کیا کرتے تھے.... پھر کیا ہوگا۔ لیڈی تنویر.... اور پھر آپ کو وہ آدمی شناخت کرے گا جو اس دن میرے آفس میں موجود تھا، اور اس نے آپ کو وہاں دیکھ کر حیرت بھی ظاہر کی تھی آپ جانتی ہیں وہ کون تھا! نہیں جانتیں! اچھا تو سنئے وہ سی بی آئی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض تھا!.... لہٰذا آپ پولیس سے یہ بھی نہیں کہہ سکتیں کہ آپ مجھ سے واقف نہیں ہیں!"

"تم کیا چاہتے ہو!" لیڈی تنویر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا!

"حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں!.... غزالی کون تھا.... اور اس طرح کیوں مار ڈالا گیا!"

وہ کن لوگوں سے خائف تھا.... اور وہ.... وہ...."

عمران اپنا سر سہلانے لگا! اسے وہ نام یاد نہیں آرہا تھا جس کا حوالہ پچھلی رات دوران گفتگو میں غزالی نے دیا تھا!.... ایسا نام جو کسی عورت ہی کا ہو سکتا تھا.... اطالوی طرز کا نام....

"میں نہیں جانتی کہ وہ کن لوگوں سے خائف تھا!.... مگر.... ٹھہرو.... تم بہت چالاک ہو.... مجھے یقین ہے کہ غزالی زندہ ہے تم مجھ سے میرا راز اگلوانا چاہتے ہو!"

"کیا آپ نے آج کا اخبار نہیں دیکھا!"

"دیکھا ہے! مگر تم ایک دوسرے معاملے کو بھی اس سلسلے میں استعمال کر سکتے ہو!...."

"ہاں ہو سکتا ہے!.... شاید میں نام بھی غلط بتا رہا ہوں!"

"نہیں نام ٹھیک ہے! تم اس سے مل چکے ہو گے!"

"اگر آپ لاش دیکھنا چاہتی ہوں تو میں پوسٹ مارٹم رکوادوں!"

"ہاں میں دیکھوں گی!...." لیڈی تنویر نے ایسے لہجے میں کہا جس سے یہ مترشح ہو رہا تھا کہ اسے عمران کی بات پر یقین نہیں آیا!

"اچھی بات ہے!.... کیا آپ مجھے اپنا فون استعمال کرنے کی اجازت دیں گی؟"

"نہیں---!"

"اچھا تو میرے ساتھ چلئے"

"نہیں جاؤں گی.... تم شوق سے میرے متعلق پولیس کو اطلاع دے سکتے ہو! تم مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے سمجھے! ہو سکتا ہے کہ آدمی جو تمہارے دفتر میں اس دن موجود تھا سی بی آئی کا آفیسر رہا ہو! میں تمہاری اطلاع کے لئے بتاتی ہوں کہ سی بی آئی کے ڈائریکٹر جنرل رحمٰن صاحب میرے گہرے دوستوں میں سے ہیں!"

"تب تو میں ضرور آپ کے خلاف کوئی نہ کوئی کاروائی کرادوں گا! کیونکہ رحمٰن صاحب میرے گہرے دشمنوں میں سے ہیں! انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اس لئے مجبوراً مجھے فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ بیوریو قائم کرنا پڑا!"

"اچھا شاید تم غلط سمجھے ہو! میں ابھی تمہاری موجودگی میں انہیں فون کرتی ہوں!"

"ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیجئے گا کہ بلیک میلر علی عمران ایم ایس سی، پی ایچ ڈی ہے!"

"علی عمران!" لیڈی تنویر چونک کر اسے گھورنے لگی! "علی عمران!.... تم بکواس کر رہے ہو! یہ رحمٰن صاحب کے لڑکے کا نام ہے اور وہ بھی اسی محکمے میں...."

"کبھی تھا....!" عمران نے جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن ڈائریکٹر جنرل صاحب نے

اس کا پتہ کاٹ دیا! اب وہ شہر کی ساری عورتوں سے ان کے شوہروں کا پتہ کٹوا دے گا!"

"کیا تم واقعی عمران ہو! یعنی رحمٰن صاحب کے لڑکے!"

"ختم بھی کیجئے لیڈی تنویر.... مجھ سے غزالی کی گفتگو کیجئے۔ آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ.... خیر جانے دیجئے!...."

"میں کچھ نہیں جانتی۔ تم جاسکتے ہو! یقین کرو تم میرا کچھ بھی نہیں کر سکتے!" لیڈی تنویر نے کہا اور اٹھ کر ڈرائنگ روم سے چلی گئی!

9

عمران نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے فیاض کو فون کیا کہ وہ اس کے لئے کام شروع کر چکا ہے! لہٰذا وہ اب اپنا پٹرول پھونکنے کی بجائے اس کی موٹر سائیکل رگیدے گا.... فیاض نے فون ہی پر اسے بے نقط سنائیں.... لیکن عمران ہر گالی پر اس کی ہمت افزائی کرتا رہا---!

اس کے بعد وہ مزدوروں کی اسی بستی کی طرف روانہ ہو گیا جہاں غزالی ٹھہرا ہوا تھا!.... اس نے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا! کمرے میں داخل ہوا لیکن وہاں صفائی نظر آئی ایک تنکا بھی نہیں دکھائی دیا! پڑوسیوں میں سے ایک نے جو اپنی رات کی ڈیوٹی ختم کر کے صبح چار بجے واپس آیا تھا بتایا کہ غزالی کے کمرے کے سامنے ایک بڑی سی وین کھڑی ہوئی تھی اور اس پر غزالی کا سامان رکھا جا رہا تھا!.... یہ واقعہ سن کر ایک بار پھر عمران خالی کمرے میں واپس آ گیا.... اور چاروں طرف متجسس نظروں سے دیکھنے لگا.... اور پھر اچانک دروازے کی طرف مڑ کر تیزی سے جھپٹا! دوسرے لمحے میں وہ جھک کر سگرٹوں کا ایک پیکٹ اٹھا رہا تھا!.... پیکٹ خالی تھا! وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا!....

پھر اسے روشنی میں دیکھنے کے لئے دروازے کے سامنے آ گیا! اس پر باریک پنسل کے حروف میں جگہ جگہ کچھ تحریر تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے شغل کے طور پر کچھ لکھا ہو!.... ہر جگہ یکساں تحریر.... لیکن رسم الخط عمران کی سمجھ میں نہیں آ سکا!.... ویسے اس کا خیال تھا کہ وہ روسی رسم الخط بھی ہو سکتا ہے!.... ہر جگہ حروف کی ترتیب یکساں تھی! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے بے خیالی میں جگہ جگہ کوئی ایک ہی چیز لکھی ہو!.... عمران نے پیکٹ جیب میں ڈال لیا! کمرے میں اس کے علاوہ اسے کچھ نہیں ملا!.... تھوڑی دیر بعد وہ یونیورسٹی کی طرف جا رہا تھا! اسے توقع تھی کہ پروفیسر سعید جو مغربی زبانوں کا ماہر تھا اس پر

ضرور روشنی ڈال سکے گا!

پروفیسر سعید عمران کے دوستوں میں سے تھا! اس نے عمران کے خیال کی تائید کی۔ تحریر روسی ہی رسم الخط میں تھی! وہ دراصل کسی "آرنا موتوف" کے دستخط تھے۔ یونیورسٹی سے واپسی پر عمران سوچ رہا تھا کہ بعض لوگ بیکاری کے لمحات میں یونہی شغل کے طور پر عموماً اپنے دستخط کیا کرتے ہیں۔ بس قلم یا پنسل ہاتھ میں ہونی چاہئے! جو چیز بھی سامنے پڑ گئی بس اس پر دستخط ہو رہے ہیں!

پھر وہ غزالی کے متعلق سوچنے لگا! وہ روسی تو کیا روس سے تعلق رکھنے والی کسی دوسری ریاست کا بھی باشندہ نہیں معلوم ہوتا تھا خدوخال کے اعتبار سے وہ اپنی ہی طرف کا باشندہ ہو سکتا تھا!

اب عمران نے فیاض کے دفتر کی راہ لی.... اور وہاں کچھ مزید گالیاں اس کی منتظر تھیں! اسے دیکھ کر فیاض آپے سے باہر ہو گیا!

"ان کو آتا ہے پیار پہ غصہ!" عمران نے کان پر ہاتھ رکھ کر ہانک لگائی!

"میں دھکے دے کر باہر نکلوا دوں گا سمجھے!"

"لوگ یہی سمجھیں گے تمہاری بیوی عنقریب طلاق لینے والی ہے ویسے اگر تم باہر سے آنے والوں میں سے کسی آرنا موتوف کا پتہ لگا سکو تو دین دنیا میں بھلا ہو گا!"

"بس تم چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ خیریت اسی میں ہے!"

"اچھا پٹرول کے دام ہی دے دو! کیوں کہ اب ٹنکی میں تھوڑا ہی رہ گیا ہے!"

"کیا؟" فیاض جھنجھلا گیا۔ "اب موٹر سائیکل کو ہاتھ بھی نہ لگانا!"

"ہاتھ صرف ہینڈل پر رہیں گے۔ ان کے علاوہ اگر کہیں اور لگاؤں تو کٹوا لینا! ویسے میں آرنا موتوف کے معاملے میں سنجیدہ ہوں!.... اس کا تعلق غزالی کی موت سے بھی ہو سکتا ہے!"

"کون غزالی۔ کیا بک رہے ہو!"

"وہی غزالی جس کی لاش تم نے مجھے دکھائی تھی!"

فیاض کرسی کی پشت سے ٹک کر عمران کو گھورنے لگا! پھر برا سا منہ بنا کر بولا۔ "خواہ مخواہ پر رعب ڈالنے کی کوشش نہ کرو!"

"تم لیبارٹری سے آ رہے ہو.... اور وہیں سے تمہیں یہ علم معلوم ہوا ہے.... مگر ضروری نہیں کہ وہ انگشتری مرنے والے ہی کی ہو!.... اس کے کوٹ کے اندرونی جیب کا پھٹا ہوا تھا! ہو سکتا ہے اس نے انگشتری کبھی جیب میں ڈالی ہو اور وہ سوراخ سے کوٹ کے استر اور ابرے کے درمیان میں پہنچ گئی ہو! اگر وہ خود اس کی ہوتی تو جیب میں ڈالے رکھنے کی کیا تک ہو

اس کا پتہ کاٹ دیا! اب وہ شہر کی ساری عورتوں سے ان کے شوہروں کا پتہ کٹوا دے گا!"

"کیا تم واقعی عمران ہو! یعنی رحمٰن صاحب کے لڑکے!"

"ختم بھی کیجئے لیڈی تویر.... مجھ سے غزالی کی گفتگو کیجئے۔ آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ.... خیر جانے دیجئے!...."

"میں کچھ نہیں جانتی۔ تم جا سکتے ہو! یقین کرو تم میرا کچھ بھی نہیں کر سکتے!" لیڈی تویر نے کہا اور اٹھ کر ڈرائنگ روم سے چلی گئی!

9

عمران نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے فیاض کو فون کیا کہ وہ اس کے لئے کام شروع کر چکا ہے! لہٰذا وہ اب اپنا پٹرول پھونکنے کی بجائے اس کی موٹر سائیکل رگیدے گا.... فیاض نے فون ہی پر اسے بے نقط سنائیں.... لیکن عمران ہر گالی پر اسکی ہمت افزائی کرتا رہا—!

اس کے بعد وہ مزدوروں کی اسی بستی کی طرف روانہ ہو گیا جہاں غزالی ٹھہرا ہوا تھا!....

اس نے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا! کمرے میں داخل ہوا لیکن وہاں صفائی نظر آئی ایک تنکا بھی نہیں دکھائی دیا! پڑوسیوں میں سے ایک نے جو اپنی رات کی ڈیوٹی ختم کر کے صبح چار بجے واپس آیا تھا بتایا کہ غزالی کے کمرے کے سامنے ایک بڑی سی وین کھڑی ہوئی تھی اور اس پر غزالی کا سامان رکھا جا رہا تھا!.... یہ واقعہ سن کر ایک بار پھر عمران خالی کمرے میں واپس آ گیا....

اور چاروں طرف متجسس نظروں سے دیکھنے لگا.... اور پھر اچانک دروازے کی طرف مڑ کر تیزی سے جھپٹا! دوسرے لمحے میں وہ جھک کر سگریٹوں کا ایک پیکٹ اٹھا رہا تھا!.... پیکٹ خالی تھا! وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا!....

پھر اسے روشنی میں دیکھنے کے لئے دروازے کے سامنے آ گیا! اس پر باریک پنسل کے حروف میں جگہ جگہ کچھ تحریر تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے شغل کے طور پر کچھ لکھا ہو!.... ہر جگہ یکساں تحریر.... لیکن رسم الخط عمران کی سمجھ میں نہیں آ سکا!.... ویسے اس کا خیال تھا کہ وہ روسی رسم الخط بھی ہو سکتا ہے!.... ہر جگہ حروف کی ترتیب یکساں تھی! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے بے خیالی میں جگہ جگہ کوئی ایک ہی چیز لکھی ہو!.... عمران نے پیکٹ جیب میں ڈال لیا۔ کمرے میں اس کے علاوہ اسے کچھ نہیں ملا!.... تھوڑی دیر بعد وہ یونیورسٹی کی طرف جا رہا تھا اسے توقع تھی کہ پروفیسر سعید جو مغربی زبانوں کا ماہر تھا اس پر

ضرور روشنی ڈال سکے گا!

پروفیسر سعید عمران کے دوستوں میں سے تھا! اس نے عمران کے خیال کی تائید کی۔ تحریر روسی ہی رسم الخط میں تھی! وہ دراصل کسی "آرنا موتوف" کے دستخط تھے۔ یونیورسٹی سے واپسی پر عمران سوچ رہا تھا کہ بعض لوگ بیکاری کے لمحات میں یونہی شغل کے طور پر عموماً اپنے ہی دستخط کیا کرتے ہیں۔ بس قلم یا پنسل ہاتھ میں ہونی چاہئے! جو چیز بھی سامنے پڑ گئی بس اس پر دستخط ہو رہے ہیں!

پھر وہ غزالی کے متعلق سوچنے لگا! وہ روسی تو کیا روس سے تعلق رکھنے والی کسی دوسری ریاست کا بھی باشندہ نہیں معلوم ہوتا تھا خدوخال کے اعتبار سے وہ اپنی ہی طرف کا باشندہ ہو سکتا تھا!

اب عمران نے فیاض کے دفتر کی راہ لی.... اور وہاں کچھ مزید گالیاں اس کی منتظر تھیں۔ اسے دیکھ کر فیاض آپے سے باہر ہو گیا!

"ان کو آتا ہے پیار پہ غصہ!" عمران نے کان پر ہاتھ رکھ کر ہانک لگائی!

"میں دھکے دے کر باہر نکلوا دوں گا سمجھے!"

"لوگ یہی سمجھیں گے تمہاری بیوی عنقریب طلاق لینے والی ہے ویسے اگر تم باہر سے آنے والوں میں سے کسی آرنا موتوف کا پتہ لگا سکو تو دین دنیا میں بھلا ہو گا!"

"بس تم چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ خیریت اسی میں ہے!"

"اچھا پٹرول کے دام ہی دے دو! کیوں کہ اب ٹنکی میں تھوڑا ہی رہ گیا ہے!"

"کیا؟" فیاض جھنجھلا گیا۔ "اب موٹر سائیکل کو ہاتھ بھی نہ لگانا!"

"ہاتھ صرف ہینڈل پر رہیں گے۔ ان کے علاوہ اگر کہیں اور لگاؤں تو کٹوا لینا! ویسے میں آرنا موتوف کے معاملے میں سنجیدہ ہوں!.... اس کا تعلق غزالی کی موت سے بھی ہو سکتا ہے!"

"کون غزالی۔ کیا بک رہے ہو!"

"وہی غزالی جس کی لاش تم نے مجھے دکھائی تھی!"

فیاض کرسی کی پشت سے ٹک کر عمران کو گھورنے لگا! پھر برا سا منہ بنا کر بولا۔ "خواہ مخواہ مجھ پر رعب ڈالنے کی کوشش نہ کرو!"

"تم لیبارٹری سے آ رہے ہو.... اور وہیں سے تمہیں یہ نام معلوم ہوا ہے.... مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ انگشتری مرنے والے ہی کی ہو!.... اس کے کوٹ کے اندرونی جیب کا استر پھٹا ہوا تھا! ہو سکتا ہے اس نے انگشتری کبھی جیب میں ڈالی ہو اور وہ سوراخ سے کوٹ کے استر اور ابرے کے درمیان میں پہنچ گئی ہو! اگر وہ خود اس کی ہوتی تو جیب میں ڈالے رکھنے کی کیا تک ہو سکتی

ہے!۔۔۔ ویسے میں لیبارٹری والوں سے سخت ترین الفاظ میں جواب طلب کروں گا کہ وہ اس قسم کی اطلاعات ان لوگوں کو کیوں دیتے ہیں جو محکمے سے تعلق نہیں رکھتے!"

"ان سے یہ بھی پوچھنا کہ انہوں نے مجھے مرنے والے کے گھر کا پتہ بھی کیوں بتا دیا!"

"خواہ مخواہ بات بنانے کی کوشش نہ کرو!"

"انگوٹھی کا کیا قصہ ہے پیارے فیاض" عمران اسے چمکار کر بولا۔

فیاض چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "کیا یہ حقیقت ہے کہ تمہیں یہ نام لیبارٹری سے نہیں معلوم ہوا!"

"یہ حقیقت ہے! ویسے اگر تم لیبارٹری انچارج سے جو تم بیزار ہی کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں نہیں روکوں گا! کیوں کہ تم نے آج مجھے بہت گالیاں دی ہیں اور میں اس کے بدلے میں یقیناً چاہوں گا کہ کوئی تمہارے ہاتھ پیر توڑ کر رکھ دے!"

"پھر تمہیں یہ نام کیسے معلوم ہوا۔"

"بس ہو گیا! تم فی الحال اس کی پرواہ نہ کرو اور یہ حقیقت ہے کہ میں اس کے ٹھکانے سے بھی واقف ہو گیا ہوں! اگر یقین نہ آئے تو میرے ساتھ چلو! لاش کی تصویریں غالباً تیار ہو کر تمہارے پاس آ گئی ہوں گی!"

"ہاں آ گئی ہیں۔ کیوں؟"

"میں اس کے پڑوسیوں سے تصدیق کرا دوں گا!"

"کیا تم سنجیدگی سے گفتگو کر رہے ہو!"

"اوہو! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں مفت میں تمہارا پیٹرول پھونکتا پھرا ہوں! نہیں ڈیئر ایسی بات نہیں۔۔۔ چلو اٹھو — نہیں لاش کے چہرے کا کلوز اپ ضرور ساتھ لے لینا! تاکہ تمہارا اطمینان ہو سکے!"

"آخر تم نے کس طرح پتہ لگا لیا!"

"الہام ہوا تھا — تمہیں اس سے کیا غرض!"

غزالی کے ان پڑوسیوں نے جو اسے دیکھ چکے تھے۔ اس کی تصویر دیکھ کر عمران کے بیان کی تصدیق کر دی۔۔۔! فیاض نے ان سے بہتیرے سوالات کئے لیکن وہ اس سے زیادہ نہ بتا سکے

کچھ انہوں نے عمران کو بتایا تھا!

"اچھا فیاض صاحب!" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "اب تم آرنا مونوف کے معلومات فراہم کرو اور تم اپنی موٹر سائیکل بھی لے جا سکتے ہو!"

"آرنا مونوف کون ہے!"

"میرا بھتیجا ہے! تم اس کی پرواہ مت کرو! زیادہ بور مت کرو نہیں تو میں سو جاؤں گا!"

فیاض سے پیچھا چھڑا کر وہ ان لوگوں کو تلاش کرنے لگا جنہوں نے پچھلے دن سر تویر کے دروازے پر دستک دیتے دیکھا تھا۔

ان میں سے ایک اسے جلد ہی مل گیا! عمران دراصل یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ خود ملاقات کرنے کی کوشش کرنے والوں میں سر تویر کے علاوہ اور کتنے مختلف آدمی تھے۔ چونکہ عمران بھی پچھلے دن یہاں موجود تھا۔ اس لئے سر تویر کا حوالہ دے کر گفتگو بڑھانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور اس نے بتایا کہ سر تویر کے علاوہ بھی دو آدمی آئے تھے۔ لیکن انہوں نے کبھی دروازے پر دستک نہیں دی! وہ بس دور ہی سے کمرے کو دیکھا کرتے تھے! ان کے حلئے کے متعلق وہ صرف اتنا ہی بتا سکا کہ ان کے چہروں پر داڑھیاں تھیں اور آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینکیں!۔۔۔

"میک اپ!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا!

پھر بستی سے نکل کر اس نے ایک ٹیکسی لی اور سر تویر کے دفتر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ ملک کے بہت بڑے برآمد کنندگان میں سے تھا۔۔۔ اور اس کے دفاتر دنیا کے حصوں میں قائم تھے!

اس تک پہنچنے کے لئے عمران کو خاصی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔ بہرحال کسی طرح رسائی ہو ہی گئی سر تویر نے نیچے سے اوپر تک اسے گھور کر دیکھا!

"میں طاعون کا ٹیکہ لگانے کے لئے نہیں آیا۔!" عمران احمقوں کی طرح بول پڑا۔

"کیا بات ہے!" سر تویر کی گونجیلی آواز سے کمرے میں جھنکار سی پیدا ہوئی!

"غزالی کی لاش۔۔۔ الفریڈ۔۔۔ گارڈن۔۔۔ کل رات!" عمران اس طرح بولا جیسے تویر سے خوفزدہ ہو!

"کیا بکواس ہے!"

عمران جیب سے غزالی کی تصویر نکال کر میز پر رکھتا ہوا بولا۔ "اس کی لاش!"

"تو میں کیا کروں!"

"محض آپ کی اطلاع کے لئے! وہ اپنے پڑوسیوں کے لئے بڑا پراسرار تھا اور وہ لوگ اس سے بھی زیادہ پراسرار تھے جو اس کے لئے اس بستی کے چکر لگایا کرتے تھے!"

"ہوں!" سر تنویر دونوں ہونٹ بھینچ کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا! اس کی آنکھیں عمران کے چہرے پر تھیں!

"پھر!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا!

"ان گدھوں نے مجھے بھی بیچ میں لپیٹ کر رکھ دیا ہے! ہوا یہ کہ آج میں پھر وہاں پہنچ گیا مجھے حالات کا علم نہیں تھا۔ وہ گدھے شاید آپ کے متعلق پولیس کو بتا رہے تھے!.... شہادت کے طور پر انہوں نے مجھے پیش کر دیا!.... مگر بھلا میں انہیں کیسے بتا دیتا کہ وہ آپ تھے بستی میں گھستے ہی ایک مزدور نے مجھے حالات سے باخبر کر دیا تھا!.... میں نے پولیس کو بتایا کہ ایک شریف آدمی کار میں ضرور آئے تھے مگر انہیں پہچانتا نہیں البتہ دوسری بار دیکھنے پر ضرور پہچان لوں گا— اب میری عزت آپ کے ہاتھ میں ہے!"

"کیوں تمہاری عزت کیوں!"

"میں دراصل سرکاری ڈاکٹر نہیں ہوں.... بس یہ سمجھئے کہ چار سو بیس کر کے پیٹ پالتا ہوں! ہاں کسی زمانے میں ایک پرائیویٹ ڈاکٹر کا کمپاؤنڈر ضرور رہ چکا ہوں ڈسٹلڈ واٹر کے مفت انجکشن لگا کر لوگوں پر اپنی اہمیت جتاتا ہوں! اس لئے کوئی خاص ضرورت پڑنے پر لوگ میرے ہی پاس دوڑے آتے ہیں.... میں اپنی کمائی کرتا ہوں.... جی ہاں.... مگر اب شاید میری پول کھل جائے گی!.... یہ بہت برا ہوا جناب اب مجھے کوئی مشورہ دیجئے!"

"مشورہ.... کسی وکیل سے لو.... وقت ہو چکا ہے.... اب تم جا سکتے ہو!.... مگر ٹھہرو تمہیں یہ تصویر کہاں سے ملی!"

"اب میں کیا عرض کروں! آپ نہ جانے کیا سوچیں گے!"

"بتاؤ!" سر تنویر گرجا!!

"میں پولیس سے پیچھا چھڑا کر واپس آ رہا تھا کہ پیپل والی گلی کے موڑ پر ایک آدمی ملا! اس کے چہرے پر گھنی سیاہ داڑھی تھی اور آنکھوں میں تاریک شیشوں والی عینک.... اس نے مجھے تصویر دے کر کہا کہ یہ غزالی کی تصویر ہے اور اس کی موت کے ذمہ دار سر تنویر ہی ہو سکتے ہیں!"

"بلیک میل کرنا چاہتے ہو مجھے!" سر تنویر دانت پیس کر بولا۔

"ارے توبہ توبہ!" عمران اپنا منہ پیٹنے لگا! "میں جا رہا ہوں! جناب.... آئندہ آپ میری

شکل نہ دیکھیں گے۔ میری چار سو بیس صرف ڈاکٹری کے پیشے تک محدود ہے اور میں زیادہ ہاتھ مارنے کی کوشش نہیں کرتا!"

"تمہیں تصویر کہاں سے ملی تھی!" سر تنویر نے پھر اپنا سوال دہرایا!

"میں نے حقیقت آپ کو بتا دی اور ہاں اس نے یہ بھی کہا تھا کہ سر تنویر کو پھنسوا دو! میں اس جملے سے سمجھ گیا تھا کہ آپ کا کوئی دشمن آپ کو خواہ مخواہ پریشان کرنا چاہتا ہے!"

"تم کیا چاہتے ہو!" سر تنویر نے تھوڑی دیر بعد پوچھا!

"حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

"کیوں؟ تمہیں اس سے کیا سروکار!"

"میں دراصل جاسوسی کہانیاں بھی لکھتا ہوں! ہو سکتا ہے کہ میں اس سے کوئی عمدہ سا پلاٹ مرتب کر کے تھوڑے سے پیسے ہی کما لوں!"

سر تنویر چند لمحے عمران کو گھورتا رہا۔ پھر میز کی دراز کھول کر نوٹوں کی ایک گڈی نکالی! اسے عمران کی طرف پھینکتا ہوا بولا۔ "جاؤ اپنی زبان بند رکھنا! یہ دو ہزار ہیں!"

"دو لاکھ پر بھی لعنت!" عمران بگڑ گیا! "آپ ایک شریف آدمی کو بلیک میلر سمجھ رہے ہیں.... ڈاکٹری والی چار سو بیس کی اور بات ہے۔ اس میں کافی محنت، وقت اور پیسہ برباد ہوتا ہے.... اور اس طرح اپنی کمائی حلال کر لیتا ہوں!.... سمجھے جناب.... لاحول ولا قوۃ.... میں ایک باعزت ادیب ہوں! اگاتھا کرسٹی نے میرے درجنوں ناولوں کا انگریزی ترجمہ کیا ہے!"

"تم میرا وقت برباد کر رہے ہو.... روپے اٹھاؤ.... اور چلتے بنو!"

"میں حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں! غزالی کون تھا.... اور آپ جیسا بڑا آدمی اس میں کیوں دلچسپی لے رہا تھا! اور یہ تو میں جانتا ہوں کہ اس کی موت میں آپ کا ہاتھ نہیں ہے! ورنہ آپ خود کو منظر عام پر نہ آنے دیتے!"

"مجھ سے کھل کر بات کرو! تم کون ہو!" سر تنویر نے آگے جھکتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"میں نے ابھی تک بند ہو کر کوئی بات نہیں کی!"

"سی بی آئی کے آدمی ہو!"

"نہیں میری شادی نہیں ہوئی۔ میں کسی سی بی آئی کو نہیں جانتا۔"

سر تنویر نے نوٹوں کی گڈی اٹھا کر پھر میز کی دراز میں ڈال لی اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔ "اب چپ چاپ چلے جاؤ.... ورنہ چپراسی دھکے دے کر نکال دے گا!"

گھنٹی کی آواز کے ساتھ ہی چپراسی بھی آ گیا تھا!

"آخاہ...السلام وعلیکم!" عمران نے اٹھ کر نہ صرف چپراسی کو سلام کیا بلکہ زبردستی مصافحہ بھی کرنے لگا اور چپراسی بیچارہ بری طرح بوکھلا گیا!... چپراسی ہی نہیں بلکہ سر تنویر بھی اس غیر متوقع حرکت سے مجبو بجھل میں آ گیا تھا!

"چپراسی!" اس نے بمشکل تمام پھنسی پھنسی سی آواز حلق سے نکالی لیکن عمران جا چکا تھا۔

11

عمران نے پھر ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے....اور اس سے آرنا موتوف کے متعلق پوچھا!

"تم آخر کیا کرتے پھر رہے ہو!" فیاض نے دوسری طرف سے کہا۔ "مجھے بتاؤ... ورنہ مجبوراً... مجھے...."

"صبر کرنا پڑے گا!" عمران نے جلدی سے جملہ پورا کر دیا!

"آرنا موتوف کے متعلق اس وقت تک نہیں بتاؤں گا جب تک کہ تم مجھے سارے حالات سے باخبر نہ کرو!"

"اچھا میری جان.... مجھے نہ غزالی سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ آرنا موتوف سے.... میں جا رہا ہوں ویسے گھر بھی تمہارا ہی ہے۔ لیکن تمہارے فرشتے بھی وہاں سے مجھے نہیں نکال سکتے"

عمران ریسیور رکھ کر بوتھ سے باہر آ گیا! وہ جانتا تھا کہ فیاض ابھی خود ہی دوڑا آئے گا! اب اس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں! اسے یقین تھا کہ وہ خود ہی آ کر سب کچھ اگل دے گا! اس بھاگ دوڑ میں چار بج گئے تھے اور روشی فلیٹ میں اس کی منتظر تھی! نہ صرف روشی بلکہ لیڈی تنویر بھی!

عمران لیڈی تنویر کو دیکھ کر بولا۔ "آپ یہاں سے فوراً چلی جائیے۔! کیوں کہ کیپٹن فیاض یہاں آنے والا ہے!"

"صرف ایک بات سن لو!"

"سنا جائیے جلدی سے!"

"غزالی کی موت کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں!... یہ ضروری نہیں کہ اس کی موت میں میرا ہاتھ ہو....اور میرا راز اتنا اہم نہیں ہو سکتا کہ اسے قتل کرا دیا جائے"

"میں آپ کا راز نہیں معلوم کرنا چاہتا.... آپ جا سکتی ہیں! لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ

تنویر بڑی مصیبتوں میں پھنس جائیں گے.... پولیس انہیں سونگھ چکی ہے۔ ایک سرکاری ڈاکٹر نے انہیں غزالی کا کمرہ کھلوانے کی کوشش کرتے دیکھا تھا.... بس اب جائیے.... اگر کیپٹن فیاض نے آپ کو یہاں دیکھ لیا تو.... گھپلا ہو جائے گا۔ بس جائیے۔"

لیڈی تنویر چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔ "بقیہ تین ہزار لائی ہوں!"

"انہیں آپ واپس لے جائیے! اگر میں اسے یہاں سے ہٹانے میں کامیاب ہو گیا ہوتا تو یہ روپے یقیناً میرے تھے!"

"اب بھی تمہارے ہی ہیں!"

"زبان بند رکھنے کے لئے۔ کیوں؟"

"زبان تو ہر حال میں بند رکھنی ہی پڑے گی.... اور ہاں میں نے تحقیق کر لی ہے.... تم رحمٰن صاحب ہی کے لڑکے ہو!...."

"رحمٰن صاحب سر تنویر کے گہرے دوستوں میں سے ہیں اور وہ کبھی ہم لوگوں کی رسوائی گوارہ نہ کریں گے!"

"اچھا....اچھا....اب آپ جائیے! کیپٹن فیاض....ہاں....روپے میں نہیں لوں گا!"

لیڈی تنویر اٹھ کر چلی گئی!

روشی اردو نہیں جانتی تھی۔ اس لئے ان کی گفتگو اس کی سمجھ میں نہیں آ سکتی تھی!....

لیڈی تنویر کے جانے کے بعد روشی نے میز کی دراز سے نوٹوں کی تین گڈیاں نکال کر عمران کے سامنے ڈال دیں!

"ہائیں--یہ کیا!"

"لیڈی تنویر نے دیئے تھے!"

"تم نے کیوں لئے؟"

"زبردستی دے گئی ہے۔ میں کیا کرتی۔ اس نے کہا تھا کہ تم اس کے دوست کے لڑکے ہو!"

بات اس سے زیادہ نہیں بڑھنے پائی کیوں کہ فیاض سچ مچ پہنچ گیا!.... اس نے نوٹوں کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "بڑے مالدار ہو رہے ہو!"

"کب نہیں تھا! آؤ بیٹھو دوست بہت دنوں بعد ملاقات ہوئی! کیا آج کل بہت مصروف ہو!"

"حرفوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو!"

"میں اس جملے کا مطلب نہیں سمجھا!" عمران نے آنکھیں پھاڑ کر کہا!

"آرنا موتوف....!"

"آہا سمجھا!.... " عمران نے اس کی بات کاٹ دی!" میری قابلیت کا امتحان لینا چاہتے ہو
آرنا مونوف خاندان کا تذکرہ میکسم گوگول نے اپنے ناول میں کیا تھا!"
"میکسم گورکی....!" فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا!
"نہیں گوگول میں شرط لگانے کے لئے تیار ہوں!"
"تم جاہل ہو.... گورکی.... آرٹا مونوف.... گورکی کا ناول ہے!"
"گوگول! اگر زیادہ تاؤ دلاؤ گے تو گول گول کہوں گا! دیکھتا ہوں کہ تم میرا کیا.... بنا لیتے
لگاؤ.... نہیں بس.... بنا.... کیا کہتے ہیں.... جہنم میں جائے، ہاں تو میں ابھی کیا کہہ رہا تھا!"
"عمران میں بہت بری طرح پیش آؤں گا!" فیاض بھنا گیا!
"آپ کے لئے چائے لاؤ!" عمران نے روشی سے انگریزی میں کہا.... اور روشی دوسرے
کمرے میں چلی گئی! فیاض اسے جاتے دیکھتا رہا! پھر اس نے ایک طویل سانس لی!
"ہائیں ہائیں!" عمران نے اپنے دیدے چکرائے!" خبردار بلکہ ہوشیار.... تم میری پارٹنر کو
دیکھ کر ٹھنڈی آہیں نہیں بھر سکتے! سوپر فیاض--- میں تم پر مقدمہ چلا دوں گا---!"
"میں یہاں پر تمہاری خرافات سننے نہیں آیا۔"
"تمہاری بڑی مہربانی ہے کہ کبھی کبھی چلے آتے ہو!.... مگر.... خیر ٹالو.... تمہیں آج
سبز چائے پلواؤں گا!"
"تمہیں غزالی کی جائے قیام کا پتہ کیسے معلوم ہوا تھا!"
"کون غزالی!" عمران نے آنکھیں پھاڑ کر حیرت ظاہر کی!
"اس سے کام نہیں چلے گا! میں تمہیں دفتر میں طلب کرلوں گا!"
"اور غالباً اس دفتر میں وہ تمہارا آخری دن ہوگا!...." عمران چیونگم کچلتا ہوا بولا!
فیاض کچھ دیر خاموشی سے عمران کو گھورتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔" آخر تم چاہتے کیا ہو!"
"مرنے کے بعد صرف دو گز صرف زمین!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر مغموم لہجے میں بولا
"ہاتھی نہیں چاہتا، گھوڑا نہیں چاہتا.... محل دو محلہ نہیں چاہتا!"

پس مردن بنائے جائیں گے ساغر مری گلی کے
لب جاں بخش کے بوسے ملیں گے خاک میں مل کے

شعر پڑھ چکنے کے بعد عمران نے ایک بڑی لمبی آہ بھری.... اور خاموش ہو گیا....
روشی چائے کی ٹرے لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی فیاض خونخوار نظروں سے عمران کو
دیکھ رہا تھا.... لیکن روشی کو دیکھتے ہی اس کی مدد کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ چھوٹی میز کھینچ کر

درمیان میں رکھی اور روشی کے ہاتھوں سے ٹرے لے کر اس پر رکھنے لگا۔!
"اسے اپنا ہی گھر سمجھو!" عمران آنکھیں بند کر کے سر ہلانے لگا۔ چائے کے دوران
زیادہ تر خاموشی ہی رہی!.... فیاض اور روشی نے دو ایک رسمی قسم کی باتیں کیں!
چائے ختم کرنے کے بعد فیاض نے ایک سگریٹ سلگائی اور اس کا موڈ یک لخت
ہو گیا! وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران اسے زندگی بھر باتوں میں اڑاتا رہے گا!
"ہاں! وہ بات تو رہ ہی گئی!" فیاض مسکرا کر بولا۔ "ایک آرنا مونوف کا سراغ مل گیا ہے
"مل گیا ہاہا!" عمران پاگلوں کی طرح ہنسا!" میں پہلے ہی جانتا تھا کہ مل کر رہے گا!"
"ایک ہفتہ گزرا یہاں اسپین کی ایک ڈانسنگ پارٹی آئی ہے! آرنا مونوف اسی کا ایک رکن
"مگر آرنا مونوف تو روسی نام ہے!" عمران بولا!
"کیا ہوا!.... اسپین میں انقلاب روس کے مارے ہوئے بہتیرے آباد ہیں!"
"ہاں ٹھیک ہے....!" عمران کچھ سوچنے لگا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔
"اس میں لڑکیاں بھی ہوں گی اور ایک مخصوص رقاصہ تو یقیناً ہوگی!"
"یورپ کی مقبول ترین رقاصہ.... مورنیا ملانیو!"
"مورنیا.... مورنیا.... سلانیو....!"
، عمران نے رک رک کر دہرایا! اسے یکلخت یاد آ گیا کہ غزالی نے یہی نام لیا تھا سوفی صد!
پلازا.... میں پروگرام ہو رہے ہیں! آج کے خصوصی پروگرام کا نام "جہنم کی ر
ہے.... یہ مورنیا کا مشہور ترین رقص ہے!.... یورپ میں اسے خاص مقبولیت حاصل
ہے!.... وہ آگ میں ناچتی ہے!"
عمران کچھ نہ بولا! وہ کسی گہری سوچ میں تھا!....

۱۲

رقص کا پروگرام آٹھ بجے سے شروع ہونے والا تھا!.... عمران نے ساڑھے سات
بجے تک ضروری معلومات فراہم کرلیں.... آرنا موتوف پارٹی میں پیانسٹ تھا.... اور پارٹی چند
اشخاص پر مشتمل تھی جن میں سے پانچ لڑکیاں تھیں! انہیں میں مورنیا بھی شامل تھی.... پارٹی
آئی تھی اور پورے ایشیا کا دورہ اس کے پروگرام میں شامل تھا!
عمران کو آرکسٹرا کا ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے رشوت دینی پڑی کیونکہ زیادہ

ایڈوانس بکنگ میں "مخصوص" ہو گئی تھیں!

پورا ہال بھر گیا تھا.... اور باہر "ہاؤز فل" کی تختی لگا دی گئی تھی! لیکن پھر بھی لوگوں کا یہ عالم تھا کہ بکنگ ہاؤز کی بند کھڑکیوں پر ٹوٹے پڑ رہے تھے۔! آخر حالات اتنے نازک ہو گئے کہ پولیس کو مداخلت کرنی پڑی!

اندر ہال میں اسٹیج کا پردہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر دونوں گوشوں کی طرف کھسکتا چلا گیا۔ پورے اسٹیج پر آگ کی لپٹیں نظر آ رہی تھیں، آگ مصنوعی نہیں بلکہ حقیقی تھی! کیونکہ اگلی نشستوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو سچ مچ جہنم کا مزہ آ گیا تھا!

اسٹیج نشستوں کی سطح سے کافی بلند تھا! اس لئے اس بات کا اندازہ کرنا مشکل تھا کہ آگ پورے اسٹیج پر پھیلی ہوئی ہے یا درمیان میں کچھ جگہ خالی بھی رکھی گئی ہے! ویسے بادی النظر میں یہی معلوم ہوتا تھا کہ پورے اسٹیج پر آگ کی لپٹوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے!

اچانک سارا ہال موسیقی سے گونجنے لگا.... اور آگ کی لپٹوں کے درمیان ایک حسین چہرہ دکھائی دیا وہ بھی آگ ہی کا معلوم ہوتا تھا۔

آگ --- موسیقی.... اور آتشیں چہرے نے کچھ ایسی فضا پیدا کر دی کہ تماشائیوں کو رقص کے آغاز و اختتام کا احساس ہی نہ ہو سکا شاید ہی کوئی یہ بتا سکتا کہ رقص کتنی دیر تک ہوتا رہا تھا!

تالیوں کی گونج پر لوگ چونکے اور انہیں احساس ہوا کہ وہ مشینی طور پر تالیاں پیٹ رہے ہیں! اس میں ان کے ارادے کو دخل نہیں تھا!

متواتر ڈیڑھ گھنٹے تک اسٹیج پر آگ نظر آتی رہی اور اس اثناء میں مورنیا نے تین رقص پیش کئے! ایک میں وہ تنہا تھی اور دو رقص اس نے چار لڑکیوں کے ساتھ پیش کئے تھے۔

پروگرام کے اختتام پر گرین روم کے سامنے آدمیوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا!.. وہ سب مورنیا کو قریب سے دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ وہ کسی چور دروازے سے نکل کر اپنی قیام گاہ کی طرف بھاگے گی۔!

پلازا کی عمارت دو منزلہ تھی! نیچے ہال تھا اور اوپری منزل پر گرینڈ ہوٹل! مورنیا بھیڑ سے بچنے کے لئے ہوٹل ہی کو راہ فرار بنا سکتی تھی! اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا!

ہوٹل کے دو زینے تھے۔ ایک تو سڑک پر تھا اور دوسرا گلی میں! عمران نے سڑک والے زینے کو بھی ذہن سے نکال دیا دوسرے لمحے میں وہ گلی کی طرف بڑھ رہا تھا! گلی پتلی ضرور تھی لیکن تاریک نہیں تھی اور وہاں سچ مچ عمران کو ایک لمبی سی کار کھڑی دکھائی دی اور گلی میں اس کی موجودگی کی کوئی تک نہیں تھی۔! عمران بڑی تیزی سے گلی سے نکل کر اپنی ٹوسیٹر کے قریب آیا

اور اسے یہ دیکھ کر بالکل حیرت نہیں ہوئی کہ اس میں کیپٹن فیاض براجمان ہے!

اسے شام ہی سے اس کا احساس تھا کہ کیپٹن فیاض اس کا تعاقب کر رہا ہے!

اس نے اس کی طرف دھیان دیئے بغیر دروازہ کھولا اور اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا!.... پھر گاڑی پلازا کی عقبی گلی کی طرف رینگنے لگی! عمران اتنی بے تعلقی سے اسٹیرنگ کرتا رہا جیسے اسے اپنے قریب فیاض کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

"کدھر چل رہے ہو!" اچانک فیاض نے پوچھا اور عمران "ارے باپ!" کہہ کر اس طرح اچھل پڑا کہ گاڑی ایک دیوار سے ٹکراتے ٹکراتے بچی.... اور پھر عمران کے حلق سے کچھ اس قسم کی آوازیں نکلنے لگیں جیسے وہ نیند کی حالت سے ڈر کر جاگ پڑا ہو!

"کیا بیہودگی ہے! گاڑی سنبھالو!" فیاض نے اسٹیرنگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا!

"نہیں! میری جیب میں کچھ نہیں ہے!" عمران روہانسی آواز میں بولا۔ "قسم لے لو بھائی!"

"او عمران کے بچے!"

"آں... ہائیں... تو یہ تم ہو! فیاض....!" عمران بڑبڑایا۔ "اگر میرا ہارٹ فیل ہو جاتا تو...

"سچ کہتا ہوں کسی دن تمہاری ساری شیخی نکال دوں گا!" فیاض نے ناخوشگوار لہجے میں کہا عمران کچھ نہ بولا! اس نے اپنی ٹوسیٹر گلی میں کھڑی کر دی! وہ لمبی کار سے کافی فاصلے پر تھے! ٹوسیٹر اندھیرے میں تھی! عمران نے انجن بند کر دیا۔

"یہاں کیوں آئے ہو!" فیاض نے پوچھا!

"تم سے عشق ہو گیا ہے مجھے!" عمران ایک ٹھنڈی آہ بھر کر سینے پر ہاتھ مارتا ہوا بولا "بہت دنوں سے سوچ رہا تھا کہ اظہار عشق کر دوں.... لیکن ہمت نہیں پڑتی تھی.... آج پڑ گئی ہے کیوں کہ آج تم اپنی بیوی کو ساتھ نہیں لائے!--- ظالم سماج کے ڈر سے.... ارے باپ رے باپ.... مذہب کے ٹھیکیداروں کے ڈر سے.... اور وہ سب کیا ہوتا ہے.... وغیرہ وغیرہ وہی سب کچھ جو رومانی ناولوں میں ہوتا ہے.... وہ سب کچھ کہنے کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے تم سے پریم ہو گیا ہے.... آؤ ہم تم بہت دور بھاگ چلیں.... بہت دور.... مثلاً قطب شمالی قطب جنوبی یا قطب کی لاٹھ.... ہائیں میرے پیٹ میں یہ میٹھا میٹھا درد کیوں ہو رہا ہے.... شاید اسی کا نام محبت ہے کوفتہ.... ارے باپ رے باپ بھوک لگی ہے.... اور میں اس وقت کوفتہ کھانا پسند کروں گا! فیاض۔ ڈئیر.... ہپ!.... شش شش.... خاموش!"

مورنیا زینوں سے اتر کر کار کی طرف بڑھ رہی تھی! اس کے ساتھ تین مرد بھی تھے!

اگلی کار کے گلی سے نکلتے ہی عمران کی ٹوسیٹر بھی آگے بڑھ گئی!.... فیاض خاموشی سے کچھ دیکھتا رہا! ٹوسیٹر اگلی کار کا تعاقب کر رہی تھی! فیاض نے سورنیا کو پہچانا نہیں تھا! کیوں کہ کوٹ کے کالر پر لگے ہوئے سمور کی بلندی اس کے کانوں کے اوپری حصے تک تھی!... اس کے سر پر ہیٹ بھی تھا! عمران نے بھی محض اندازاً اسے سورنیا سمجھ لیا تھا! مگر یہ حقیقت کہ اس نے اندازہ کرنے میں غلطی نہیں کی تھی۔

"ہاں پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کیا کہتی ہے!" عمران نے اچانک پوچھا!

"زہر—اور پیشانی کا زخم!... زخم کے اندر چھوٹے چھوٹے سنگریزے ملے ہیں اور ان میں سے بعض تو ہڈی میں گھستے چلے گئے تھے! ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ سنگریزے کسی پر بیتر سے پھینکے گئے ہوں.... اور نوعیت کے اعتبار سے وہ روشنی کی سرخ بجریوں سے مختلف ہیں۔ ہیرے کی طرح کسی بلوریں پتھر کے سنگریزے سمجھ لو!"

"ہام تو.... میرا خیال غلط نہیں نکلا!"

"تمہارا خیال غلط بھی نکلا ہے پیارے!" فیاض اس کی پشت پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

عمران کچھ نہ بولا! وہ بڑی سنجیدگی سے کسی مسئلے پر غور کر رہا تھا! تھوڑی دیر بعد فیاض نے کہا "ہاں ایک دوسری خاص بات۔ جو نوعیت کے اعتبار سے عجیب ہے۔ وہ انگوٹھی اب بہت پراسرار ہو گئی ہے۔"

"کیوں؟ پراسرار کیوں؟"

"کوٹ کے اندرونی جیب کا استر پھٹا ہوا نہیں تھا!... کہیں بھی کوٹ میں کوئی رخنہ موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ انگوٹھی اَبرا اور.... استر کے درمیان پہنچ سکے! تم خود سوچو کہ ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ انگوٹھی دیدہ دانستہ کوٹ کے اندر رکھوائی گئی تھی۔!"

"لیکن وہ نکالی کس طرح گئی تھی؟" عمران نے پوچھا۔

"کوٹ کے دامن میں خفیف سا شگاف دے کر!"

"ہام تو اچھا وہ کوٹ! اسے میرے پاس بھجوا دینا!"

"بھجوا دوں گا—مگر اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے!"

"مقصد بتانے کی فیس مبلغ ساڑھے چار آنے ہوتی ہے!"

"یار عمران خدا کے لئے مذاق نہ کرو!"

"یہی جملہ اگر تم نے ناک پر انگلی رکھ کر کہا ہوتا تو تمہاری بیوی کا سید حسی میرے دفتر چلی آتی اور مجھے اس سے کافی فائدہ پہنچتا!"

"بکواس مت کرو" فیاض پھر اکھڑ گیا!

اگلی کار ہوٹل الاسکا کے سامنے رک گئی! سورنیا اور اس کے تینوں ساتھی اتر کر ہوٹل میں چلے گئے اور عمران اپنی گاڑی کافی فاصلہ پر روک کر فیاض کو وہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ہوٹل کے پورچ میں بل کیپٹن تنہا کھڑا تھا اور وہ اس کے قریب سے گزر کر اندر گئے تھے عمران پورچ میں ہی رک کر بل کیپٹن سے غپ لڑانے لگا! باتوں ہی باتوں میں اس نے نہ صرف سورنیا کی اس ہوٹل میں رہائش کے متعلق معلوم کر لیا بلکہ یہ بھی پوچھ لیا کہ وہ اور اس کے ساتھی کن نمبروں کے کمروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں!

سورنیا نے اپنی جائے قیام کے متعلق کوئی اعلان نہیں کیا تھا! اس لئے معدودے چند لوگ ہی اس کی رہائش گاہ سے واقف تھے! اس نے بل کیپٹن سے یہ بھی معلوم کر لیا کہ وہ کن اوقات میں ہوٹل میں ہوتی ہے!

واپسی پر فیاض نے اس سے پوچھا "یہ کس عورت کا تعاقب ہو رہا تھا!"

"ایک ایسی عورت کا جس کا شوہر اسے طلاق دینا چاہتا ہے اور میں طلاق کے لئے جواز حاضر کر رہا ہوں! سوپر فیاض! تم میرے بزنس کے معاملات میں ٹانگ مت اڑایا کرو سراغرسانی سے پیٹ نہیں بھرتی۔"

۱۳

دوسری صبح عمران نے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے کیپٹن فیاض کو غزالی کے کوٹ کے لئے فون کیا! جواب میں فیاض نے بتایا کہ بہت زیادہ مشغول ہے۔ لیکن کسی نہ کسی طرح ایک گھنٹے کے اندر ہی کوٹ اسے بھجوا دے گا—!

عمران اپنے فلیٹ میں واپس آ کر اس کا انتظار کرنے لگا! لیکن کوٹ سے پہلے لیڈی تنویر آ گئی! اس کا چہرہ ستا ہوا تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ساری رات جاگتی رہی ہو!

"لیں مائی لیڈی" عمران کرسی سے اٹھتا ہوا بولا!

"بیٹھو! بیٹھو!" لیڈی تنویر نے مضطربانہ انداز میں کہا" اور خود بھی ایک کرسی میں گر گئی "روشی کچن میں ناشتہ تیار کر رہی تھی!"

"میں تم سے بہت کچھ کہنے آئی تھی مگر اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں! اب

"توبہ توبہ!" عمران اپنے کان اینٹھ کر منہ پیٹتا ہوا بولا "آپ کام لینا چاہتی ہیں یا میرا کام کرنا چاہتی ہیں!"

"میری بات تو سنو!"

"سنائیے جاحب!" عمران بے بسی سے بولا!

"ایک بوگس ڈاکٹر کے متعلق معلومات فراہم کرنی ہیں جو اسی معاملے میں سر تنویر کو بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے شاید انہیں غزالی کے دروازے پر دستک دیتے دیکھ لیا تھا۔۔!"

عمران نے ایک طویل سانس لی! اس کے چہرے پر اطمینان نظر آنے لگا! جیسے کوئی بہت مسئلہ حل ہو گیا ہو!

"اچھا تو آپ دونوں ہی یہی چاہتے تھے کہ غزالی یہاں سے چلا جائے!"

"ہاں یہ درست ہے!" لیڈی تنویر نے جواب دیا!

"تو پھر آپ اب تک یہ کیوں ظاہر کرتی رہی تھیں کہ آپ یہ سب کچھ سر تنویر کے علم میں نہیں کر رہی ہیں!"

"ضرورت! اگر میں ایسا نہ کرتی تو تمہیں میرا کام مضحکہ خیز معلوم ہوتا اور تم غزالی کو چھوڑ کر میرے ہی پیچھے پڑ جاتے اور اگر میں یہ نہ کرتی تو پانچ ہزار کی پیش کش مسخرہ پن معلوم ہوتی۔ میں دراصل اپنے رویہ سے یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ مجھے غزالی کی طرف سے بلیک میلنگ کا خدشہ ہے لیکن حقیقت یہ نہیں تھی!"

"پھر حقیقت کیا ہے۔!"

"کچھ بھی ہو! لیکن وہ ایسی نہیں ہے جس کی بناء غزالی کی موت میں ہمارا ہاتھ ہو سکے!"

"آپ نہیں بتانا چاہتیں!"

"میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم اس واقعہ کو بھول جاؤ! کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس سے میرا راز طشت ازبام ہو جائے۔۔۔ اور اگر تم اس نقلی ڈاکٹر کو بھی روک سکو تو اس کی اجرت الگ۔ وہ بھی معمولی رقم نہ ہوگی سمجھے!"

"سمجھا اگر آپ دونوں یعنی آپ کے ساتھ سر تنویر بھی اس معاملے میں کسی ایک ہی مقصد کے تحت دلچسپی لے رہے ہیں تو میں مطمئن ہوں! لیکن ایک نہ ایک دن تو آپ کو اپنا راز مجھے بتانا ہی پڑے گا!"

"فضول باتیں چھوڑو اس نقلی ڈاکٹر کے لئے کیا کرو گے!"

"بھلا میں اسے کہاں ڈھونڈتا پھروں گا اور پھر اگر اس کی لاش سے بھی ملاقات ہو گئی تو خدا

کو کیا منہ دکھاؤں گا!"

"عمران۔۔۔۔ بیٹے۔۔۔ خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔!"

"اچھا تو جائیے!۔۔۔ سر تنویر سے کہہ دیجئے گا کہ جیسے ہی ڈاکٹر پھر نظر آئے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیں پھر میں سب کچھ دیکھ لوں گا! آپ۔۔۔ مگر۔۔۔ آپ۔۔۔ مجھے بھی کچھ بتائیں گی!"

"سر تنویر سے مشورہ لئے بغیر میں کچھ نہیں کہہ سکتی!۔۔۔ ہاں تم اس بوگس ڈاکٹر والے معاملے کے لئے کتنا طلب کرو گے!"

"کچھ بھی نہیں۔ میں یہ نیک کام مفت کروں گا!۔۔۔"

"میں تمہارے متعلق بہت کچھ معلومات فراہم کر چکی ہوں! تم آخر رحمان صاحب کی مرضی کے مطابق زندگی کیوں نہیں بسر کرتے!"

"وہ خود میری مرضی کے مطابق زندگی کیوں نہیں بسر کرتے۔۔۔" عمران گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا کھڑا ہو گیا اور پھر آہستہ سے بولا۔ "اب میں اجازت چاہوں گا!"

لیڈی تنویر چلی گئی! لیکن اس نے عمران کے اس رویہ پر بہت برا سا منہ بنایا تھا!

عمران میز پر طبلہ بجانے لگا! پھر چونک کر روشی کو آواز دی۔

تھوڑی دیر بعد دونوں ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔ روشی کچھ اکھڑی اکھڑی نظر آ رہی تھی معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ برس پڑنے کے لئے کوئی بہانہ تلاش کر رہی ہو!

ناشتے کے دوران ہی میں کیپٹن فیاض کا آدمی غزالی کا کوٹ لے کر آیا اور واپس بھی چلا گیا!

"کاروبار تو اچھا چل رہا ہے!" عمران نے روشی سے کہا تھا اور روشی نے جواب میں زمین و آسمان ایک کر دیئے! عمران کی شخصیت کا کوئی پہلو ایسا نہیں بچا جس پر روشی نے نکتہ چینی نہ کی ہو۔

"پرواہ نہ کرو!" عمران بڑبڑایا "ایک دن تم بھی اس کی عادی ہو جاؤ گی۔"

"نہیں میں تنہائی میں پاگل ہو جاؤں گی! تم مجھے اپنے دوستوں سے کیوں نہیں ملاتے!"

"ملاؤں گا۔۔۔ ذرا حالات درست ہو جانے دو۔۔۔ اچھا۔۔۔ ہپ۔۔۔ اب میں کام کرنا چاہتا ہوں!"

عمران نے کہا اور غزالی کا کوٹ الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا! دامن میں پیچھے کی طرف ایک چھوٹا سا شگاف تھا۔ جو غالباً انگوٹھی کے اندر سے نکالنے کے لئے بنایا گیا تھا بہر حال کوٹ کا اچھی طرح جائزہ لینے پر فیاض کے بیان کی تصدیق ہو گئی فی الحقیقت دوسرا کوئی ایسا سوراخ موجود نہیں تھا جس سے انگوٹھی استر اور ابرے کے درمیان پہنچ سکتی ہو۔۔۔ پھر وہ انگوٹھی اندر کس طرح

عمران سوچنے لگا کہ دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ دیدہ و دانستہ ابرے اور استر کے در

رکھوائی گئی ہو! مگر مقصد.... ؟ کیا خود انگوٹھی کی حفاظت! مگر انگوٹھی فیاض کے بیان کے مطابق زیادہ قیمتی نہیں تھی! اس پر کوئی نگینہ بھی نہیں تھا! نگینہ کی جگہ مسطح تھی اور اس پر "غزالی" کندہ تھا! وہ سوچ رہا تھا کہ انگشتری پر نام کندہ کرانا بھی.... کم از کم موجودہ دور میں رائج نہیں ہے.... پھر مقصد؟....

وہ کافی دیر تک خیالات میں ڈوبا رہا پھر اس نے غزالی کے کوٹ کا استر ادھیڑنا شروع کردیا.... دیر ضرور لگی لیکن محنت ضائع نہیں ہوئی.... سینے پر بکرم کی جگہ.... ٹریسنگ کلاتھ لگا ہوا دیکھ کر عمران چونکا.... اور پھر دوسرے ہی لمحہ میں اس نے ایک طویل سانس لی.... ٹریسنگ کلاتھ پر سیاہ رنگ کی تحریر تھی....

عمران اسے پڑھتا رہا.... اور اس کے ہونٹ بھنچتے رہے!....

تحریر پڑھ چکنے کے بعد اس نے ٹریسنگ کلاتھ کے ٹکڑے کو بڑی احتیاط سے میز کی دراز میں رکھ دیا اور بائیں طرف کا استر ادھیڑنے لگا.... ادھر بھی بکرم کی بجائے ٹریسنگ کلاتھ ہی نکلا لیکن یہ بالکل سادہ تھا.... عمران نے اسے بھی نکال کر دراز میں ڈال دیا!

روشی بیکار بیٹھی تھی!.... اس نے ایک بار پھر عمران سے اپنی اکتاہٹ کا تذکرہ کیا!

"ہاں واقعی" عمران مسکرا کر بولا۔ "بیکاری آدمی کو بیمار ڈال دیتی ہے! اچھا تو بیکار مت بیٹھو اس کوٹ کا استر دوبارہ سی ڈالو!"

"تم نے اسے ادھیڑا کیوں اور یہ کس کا ہے!" روشی نے پوچھا! وہ اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھی جب عمران نے اس کا استر ادھیڑ کر ٹریسنگ کلاتھ نکالا تھا!....

"میرا ہی ہے!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! "میں ہمیشہ پرانے کوٹ خرید کر پہنتا ہوں اسی طرح کئی عدد کوٹ ہو جاتے ہیں اور یہ تو تم جانتی ہی ہو کہ ہر روز کوٹ تبدیل کرنے والے ہمیشہ بڑے آدمی ہوا کرتے ہیں!"

۱۴

اسی شام کو عمران پھر پلازا میں جا پہنچا!.... لیکن آج اس کے ساتھ اس کا دوست پروفیسر بھی تھا! وہی جس سے عمران نے سگریٹ کے پیکٹ پر پنسل سے کئے ہوئے دستخط پڑھوائے تھے! آرکسٹرا کے ٹکٹوں کا انتظام پہلے ہی سے کر لیا گیا تھا.... اور اس بات کا خاص خیال رکھا گیا

"مگر آج غالباً معرکتہ الآرا رقص نہیں ہوگا!" پروفیسر نے کہا! "وہی آگ والا!"

"پرواہ نہیں!" عمران سر ہلا کر بولا "بس جیسے ہی میں ریڈی کہوں! اپنے ہوش و حواس سنبھال لینا---! سمجھے!"

"لیکن آخر اس حرکت سے فائدہ ہی کیا!.... اگر پکڑے گئے تو.... تم خود سوچو.... کتنی بدنامی ہوگی! ایک نہیں میرے درجنوں اسٹوڈنٹ ہال میں موجود ہوں گے!"

"اس صورت میں قطعی یہ نہ ظاہر ہونے پائے گا کہ تم میرے ساتھ ہو! بس پیارے.."

"تم سے پیچھا چھڑا لینا آسان کام نہیں ہے!" پروفیسر نے بے بسی سے کہا--- رقص شروع ہوا.... وہ بڑے سکون کے ساتھ لطف اندوز ہوتے رہے---!

چوتھے بیٹ کا آغاز ہوتے ہی عمران نے پروفیسر کی طرف جھک کر آہستہ سے ریڈی کہا اور پروفیسر سنبھل کر بیٹھ گیا.... مورنیا اسٹیج پر ایک طربیہ رقص پیش کر رہی تھی! اچانک چمگادڑ اس کے چہرے سے ٹکرائی اور وہ بے تحاشا چیخ مار کر پس منظر کے پردے پر الٹ گئی پہلے تو نیچے گری پھر اسٹیج سے اڑ کر "چیک چیک" کرتی ہوئی ہال کے تاریک گوشوں میں لگانے لگی! پردہ فوراً ہی گرا دیا گیا اور سارا ہال تماشائیوں کے شور سے گونجنے لگا!.... ادھر یہ عمران سے کہہ رہا تھا!

"تم آدمی ہو یا جادوگر!.... تم نے آخر اسے کس طرح پھینکا کہ مجھے بھی احساس نہ ہو۔"

"اسے چھوڑو" عمران بولا۔ "یہ بتاؤ کہ وہ کس زبان کے الفاظ تھے"

"جرمن!" پروفیسر نے کہا۔ "اور اردو میں ان کا مفہوم "خدا غارت کرے" کے علاوہ اور دوسرے الفاظ میں نہیں ادا ہو سکتا!"

"تمہیں یقین ہے کہ جرمن ہی کے الفاظ تھے!"

"سو فیصدی" پروفیسر بولا!

"شکریہ! دوست تمہیں میری وجہ سے خاصی تکلیف اٹھانی پڑی!"

"مگر آخر اس کا مقصد کیا تھا!"

"کچھ نہیں بس ایک تجربہ.... اور اب یہ حقیقت مجھ پر واضح ہو گئی ہے کہ ہر آدمی بے خبری اور خوف کی حالت میں ہمیشہ اپنی مادری زبان بولتا ہے.... سبحان اللہ.... کیا قدرت کے کارخانے ہیں.... قربان جایئے....!"

"میں اب بھی نہیں سمجھا!"

"[illegible]"

"لوہو!۔ اچھا!" پروفیسر نے حیرت سے کہا "تب تو تجربہ واقعی بہت کامیاب رہا میں سمجھا تھا کہ تم پر وہی طالب علمی کے زمانے والا لفنگا پن سوار ہو گیا ہے ۔۔ مگر عمران کیا چکر ہے.... کوئی خاص بات.... آہا میں یہ بھول ہی گیا تھا کہ تم آج کل سی پی آئی میں کام کر رہے ہو!...."

"کبھی کر رہا تھا۔ اب استعفیٰ دے دیا ہے! نہیں اس تجربے کا تعلق کسی اہم واقع سے نہیں تھا! بس یونہی خیال پیدا ہوا تھا کیوں کہ اس عورت کے خدوخال اطالویوں جیسے نہیں ہیں۔ لہٰذا میں نے کہا یہ تجربہ بھی ہو جائے۔"

"مگر پھر آخر اس نے یہ ڈھونگ کیوں رچایا ہے!" پروفیسر کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

"یہ بھی کوئی خاص بات نہیں!" عمران نے لاپروائی سے کہا "جنگ عظیم کے بعد سے یورپ میں جرمنوں کی طرف سے عام بیزاری پائی جاتی ہے.... لہٰذا خود کو جرمن ظاہر کر کے وہ اتنی زیادہ مقبول نہ ہو سکتی!"

پروفیسر کچھ نہ بولا.... عمران نے بڑی خوبصورتی سے بات ٹالی تھی!

۱۵

ہوٹل الاسکا میں ایک ہفتہ قبل بکنگ کرائے بغیر کمرہ حاصل کر لینا آسان کام نہیں تھا لیکن عمران کو اس کے بے تکلف احباب بھوت بھی کہتے تھے، لہٰذا وہ بھوت ہی ٹھہرا اس نے ایک چھوڑ دو کمرے حاصل کیے۔ ایک اپنے لئے اور ایک روشی کے لئے! اور اسی کاریڈر میں حاصل کئے جس میں مورتیا سلانیو اور اس کے ساتھیوں کے کمرے تھے!

روشی اب اسکرٹ کی بجائے فراک اور شلوار میں رہتی تھی! کبھی کبھی جمپر اور غرارے میں بھی نظر آ جاتی تھی! اسے مشرقی لباس بہت پسند تھے اور محض مشرق اور مغرب کے اس امتزاج کی بناء پر مورتیا کی پارٹی کے مرد اس میں بہت زیادہ دلچسپی لینے لگے تھے جب روشی ان میں متعارف ہو گئی تھی تو عمران کیسے نہ ہوتا!.... اس نے بہت جلد ان پر اپنی حماقت کا سکہ جما لیا! خاص طور پر مورتیا کے لئے تو وہ ایک ایسا لطیفہ تھا جس کے بغیر کھانے کی میز پر بے رونقی ہی رہتی تھی۔

دوسری طرف اس کی پارٹی کے مردوں کا خیال تھا کہ اگر انہیں ایسے ہی دو چار بیوقوف قسم کے شوہر اور مل گئے تو ان کا وقت کافی دلچسپیوں میں گذرے گا۔

ادھر عمران ان لوگوں کو بہت قریب سے دیکھ رہا تھا!.... مورتیا اپنے ساتھیوں پر

چلاتی تھی! بالکل اسی انداز میں جیسے وہ ان کے ملازم ہوں اور ان سے ہمیشہ انگریزی میں گفتگو کرتی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ سب مجموعی حیثیت سے انگریزی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں سمجھ سکتے تھے! آرنا موتوف پر عمران نے خاص طور پر نظر رکھی تھی! یہ ایک طویل القامت اور قوی الجثہ آدمی تھا۔ اس لئے چہرے کے دوسرے خدوخال کی مناسبت سے تھوڑی بہت زیادہ بھاری تھی اس لئے چہرہ بے ڈول سا معلوم ہوتا تھا چلنے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ ہلکی سی لنگڑاہٹ کا شبہ ہوتا تھا! حالانکہ وہ حقیقتاً لنگڑاہٹ نہیں تھی!

آج عمران پھر مورتیا کی بے خبری میں اس کا تعاقب کر رہا تھا وہ اپنے سارے ساتھیوں سمیت ایک بڑی سی اسٹیشن ویگن میں سفر کر رہی تھی اور ایک مقامی آدمی بھی ان کے ساتھ تھا!.... رات کے دس بجے تھے اور وہ پلازا کے پروگرام ختم کر کے واپس ہوئی تھی! مگر اسٹیشن ویگن ان راستوں پر نہیں چل رہی تھی جو ہوٹل الاسکا کی طرف جاتے تھے۔

عمران کی ٹوسیٹر تعاقب کرتی رہی! عمران تنہا ہی تھا....

پھر اسٹیشن ویگن ایک ایسی بستی میں داخل ہوئی جہاں زیادہ تر اونچے طبقے کے لوگ آباد تھے.... اور یہاں دور دور تک شاندار عمارتیں پھیلی ہوئی تھیں!.... لیکن آبادی گھنی نہیں تھی!.... ہر عمارت الگ حیثیت رکھتی تھی اور ایک سے دوسری کے درمیان میں کچھ نہ کچھ فاصلہ ضرور تھا.... بستی کے باہر دو اطراف میں جنگلوں اور کھیتوں کے سلسلے تھے۔

اسٹیشن ویگن ایک عمارت کے سامنے رک گئی! عمران بہت زیادہ احتیاط برت رہا تھا!.... اس نے اپنی کار کی ہیڈ لائٹس پہلے ہی سے بجھا رکھی تھیں!....

دو تین آدمی اسٹیشن ویگن سے اترے اور پھر سب ہی نیچے آ گئے! وہ گاڑی سے کوئی بہت وزنی چیز اتارنے کی کوشش کر رہے تھے اور اسے نیچے اتارنے میں تاخیر کا سبب عمران کی سمجھ میں آ سکا جب کہ بیک وقت کئی آدمی کوشش کر رہے تھے! آخر تھوڑی ہی دیر بعد حقیقت واضح ہو گئی! انہوں نے ایک بہت بڑا گٹھڑ اتارا.... لیکن انہیں اسے پھر زمین پر ڈال دینا پڑا اور دو تین آدمی اسے دبائے رہے بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی جاندار چیز ہو اور انہیں اس بات کا خدشہ ہو کہ اگر وہ اسے دبائے نہ رہے تو وہ ان کے قبضے سے نکل جائے گی۔

بدقت تمام وہ اسے اٹھا کر سامنے والی عمارت میں چلے گئے۔

عمران نے مضطربانہ انداز میں اپنے شانوں کو جنبش دی ۔۔!

چند لمحے اسی جگہ کھڑا رہا.... پھر بڑی تیزی سے ایک سمت چلنے لگا! اسے یاد آ گیا تھا کہ اس بستی میں ایک سرکاری ہسپتال تھا جہاں پبلک کے استعمال کے لئے ٹیلیفون بوتھ بھی بنا ہوا ہے!

اس نے بوتھ میں داخل ہو کر بڑی تیزی سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے.... اسے یقین تھا کہ وہ اس وقت گھر ہی پر ہوگا کیونکہ اس کی بیوی ان دنوں بیمار تھی۔

"ہیلو! فیاض---! میں عمران بول رہا ہوں...! روپ نگر سے.... ہاں.... اور میں ثریا لاج میں غیر قانونی طور پر داخل ہونے جا رہا ہوں! اگر تم چاہو تو تمہیں ایک گھنٹے بعد وہاں میری لاش تیار ملے گی.... ہپ اگر اس سے پہلے پہنچ گئے تو ہو سکتا ہے کہ غزالی کے قاتلوں کا دیدار کر سکو!"

"سمجھ گئے نا.... ہاں!.... بس.... ختم!"

عمران ریسیور ہک سے لگا کر پھر باہر آ گیا اور بہت تیزی سے اپنی کار کی طرف واپس جا رہا تھا! کار کے قریب پہنچ کر اس نے اس کی اٹیچی کھولی اور اندر ہاتھ ڈال کر کچھ ٹٹولنے لگا.... اس اٹیچی میں دنیا بھر کی بلائیں بھری رہتی تھیں اور عمران اسے ہمیشہ مقفل رکھتا تھا!....

۱۶

موریا سلانیو اس وقت عورت نہیں معلوم ہو رہی تھی.... اور نہ اس کے خدوخال میں نسوانیت کا شائبہ رہ گیا تھا!.... وہ اس دیسی آدمی کو بھوکی شیرنی کی طرح گھور رہی تھی جو اس کے سامنے ایک کرسی میں رسی سے جکڑا بیٹھا تھا!.... اس کے علاوہ ایک دیسی آدمی اور بھی تھا.... لیکن وہ موریا کے آدمیوں کے ساتھ تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا بے تعلقانہ انداز میں سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہا تھا!....

"بتاؤ!" موریا گرجی! "ہڑتال کیوں ناکامیاب ہوئی تھی۔"

"میں نہیں جانتا!" کرسی میں بندھے ہوئے آدمی نے جواب دیا۔

"آرنا موتوف....!" موریا نے آرنا موتوف کی طرف دیکھے بغیر اسے مخاطب کیا!

"ہاں مادام!"

"اس کے بازوؤں پر خنجر کی نوک سے انقلاب لکھو!"

آرنا موتوف جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکال کر دیسی کی طرف بڑھا اور دیسی ہذیانی انداز میں چیخنے لگا "تم مجھے خوف زدہ نہیں کر سکتے.... تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے...."

آرنا موتوف نے چاقو کی نوک اس کے بازو میں اتار دی.... دیسی نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب وہ خاموش ہو گیا تھا.... بالکل بے حس و حرکت.... صرف اس کی آنکھوں سے تکلیف کے احساس کا اظہار ہو رہا تھا!....

"بس اب ہٹ جاؤ!" موریا بولی!....

آرنا موتوف نے چاقو ہٹا لیا!.... دیسی کی آستینوں سے خون کی بوندیں ٹپک رہی تھیں!

"اب بتاؤ" موریا نے اسے مخاطب کیا!

"ہاں.... اب میں ضرور بتاؤں گا.... ! سنو!" دیسی دانت پیس کر بولا! "میں تمہارے ساتھ تھا۔ میں اپنی زندگی سے کھیلا ہوں! میں نے تمہارے لئے کیا نہیں کیا!.... لیکن اب تمہاری پول کھل چکی ہے!.... تمہاری تنظیم کا دعویٰ ہے کہ ساری دنیا کے آدمیوں کی بہی خواہ ہے! لیکن یہ دعویٰ ایک کھلا ہوا جھوٹ ہے!.... تمہاری تنظیم ساری دنیا میں ایک مخصوص قسم کا انقلاب لانا چاہتی ہے۔ محض اس لئے کہ دنیا کے کسی گوشے میں اس کے مخالف نہ رہ جائیں... اور وہ ملک ساری دنیا پر اپنی چودھراہٹ قائم کرے جو اس تنظیم کا مرکز ہے!...."

"آرنا موتوف!" موریا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا! "اس کی ران پر انقلاب لکھو!"

آرنا موتوف نے اس کی رانوں پر چاقو کی نوک سے وہی عمل شروع کر دیا---!

دیسی اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے پتھر کے بت کی طرح موریا کو گھور رہا تھا!

"اب کیا کہتے ہو!" موریا نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"میں تم پر تھوکتا ہوں!" دیسی نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا "تم سچ مچ جہنم کی رقاصہ ہو!"

"آرنا موتوف اس کے داہنے کان کا نچلا حصہ کاٹ دو!" موریا نے اتنے پرسکون انداز میں کہا جیسے وہ اسے انعام دلوا رہی ہو!

آرنا موتوف نے اس کے داہنے کان کی لو اڑا دی! دیسی اپنی چیخ کسی طرح نہ روک سکا!

موریا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی پھر اس نے آرنا موتوف کو الگ ہٹ جانے کا اشارہ کیا!

دیسی کے کان سے خون کی دھار نکل کر گردن پر پھیل رہی تھی!

"تم اپنی زندگی سے کیوں بیزار ہو!" اس دیسی نے کہا جو دور کھڑا سگریٹ پی رہا تھا!

"بھائی!" زخمی کراہا "خدا تمہیں عقل دے.. ایک دن تمہارا بھی یہی حشر ہونے والا ہے... مگر اس وقت چاقو تمہارے اپنے ہی کسی بھائی کے ہاتھ میں ہوگا!... ملک و قوم سے غداری کرنے والے کا یہی انجام ہونا چاہئے.... اور میں تو خوش ہوں کہ مجھے انہیں لوگوں کے ہاتھوں سزا مل رہی ہے۔ جنہوں نے مجھے بہکایا تھا!"

"خاموش رہو!" موریا چیخی! "تمہاری ہڈیوں پر سے ایک ایک بوٹی کر کے گوشت اتارا جائے گا!"

"یہ بھی کر کے دیکھ لو..... لیکن تمہیں ہڑتال کی ناکامی کے اسباب نہیں معلوم ہو سکیں گے۔! تم مجھے مار ڈالو تب بھی.....!"

"آرنا موتوف---! دوسرے کان کی لو بھی اڑا دو!"

اس بار دیسی کے منہ سے ایک طویل چیخ نکلی اور وہ بیہوش ہو گیا!

"موسیو! ارشاد.....!" مورنیا نے دوسرے دیسی کو مخاطب کیا!

"ہاں — مادام!"

"اب کیا صورت اختیار کی جائے!"

"کوئی بھی نہیں..... وہ ہرگز نہیں بتائے گا!"

"خیر..... پرواہ نہیں!" مورنیا نے لاپروائی سے کہا "آرنا موتوف! اسے ختم ہی کر دو!"

آرنا موتوف نے بیہوش آدمی کی طرف پھر بڑھا۔

"ٹھہرو!" ارشاد چیخا!..... اس کے داہنے ہاتھ میں ریوالور تھا اور وہ اچھل کر دور جا کھڑا ہوا تھا!

"کیا مطلب!" آرنا موتوف پلٹ کر غرایا۔

"تم سب اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو..... اس سے پہلے میں مروں گا میں نے تمہارے انقلاب کی تصویر دیکھ لی..... اور اب میں بھی اس پر لعنت بھیجتا ہوں..... کاش میں اس کی جگہ ہوتا!"

"موسیو! ارشاد تم پاگل ہو گئے ہو!" مورنیا نے مسکرا کر کہا!

"نہیں اب ہوش میں آیا ہوں! پاگل تو پہلے تھا!..... بہتری اسی میں ہے کہ اسے کھول دو! اور میں اسے یہاں سے لے جاؤں۔ کیونکہ میری ہی بدولت یہ تمہاری گرفت میں آیا تھا۔!"

"آرنا موتوف! موسیو ارشاد کا کہنا مانو!" مورنیا نے نرم لہجے میں کہا!

آرنا موتوف جھک کر رسی کی گرہیں کھولنے لگا!.....

یہ ایک نفسیاتی لمحہ تھا!..... ارشاد کی تمام تر توجہ آرنا موتوف کی طرف تھی اور وہ اس لمحہ یہ بھول گیا تھا کہ وہاں کئی دوسرے آدمی بھی ہیں "اچانک مورنیا کے ساتھیوں میں سے ایک نے ارشاد پر چھلانگ لگائی! ایک فائر ہوا اور سامنے والی دیوار کا بہت سا پلاسٹر ادھڑ کر فرش پر آ رہا! ریوالور ارشاد کے ہاتھ سے نکل کر کئی فٹ اونچا اچھل گیا!..... وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ پڑے تھے! ارشاد اس غیر ملکی سے زیادہ طاقت ور نہیں معلوم ہوتا تھا!

"تخیلووف! گلا گھونٹ دو اس کا!" مورنیا نے قہقہہ لگایا۔

لیکن اچانک خود اس کے حلق سے پھنسی ہوئی آوازیں نکلنے لگیں!..... کیوں کہ اس کی گردن میں دیکھنے والوں کو ایک پھندا پڑا ہوا نظر آیا..... رسی کا دوسرا سرا روشن دان تک پہنچ کر

غائب ہو گیا تھا۔ وہ بوکھلا کر اس کی طرف دوڑے حتیٰ کہ وہ آدمی بھی اچھل کر الگ ہٹ گیا جو ارشاد سے گتھا ہوا تھا مورنیا کے پیر زمین سے تقریباً ایک بالشت اونچے تھے اور اس نے دو ہاتھوں سے رسی پکڑ رکھی تھی ورنہ اس کی گردن کبھی کی ٹوٹ چکی ہوتی..... گردن پر پھندے کا زور نہیں پڑ رہا تھا!..... وہ اسی طرح لٹکی ہوئی ہسٹریائی انداز میں چیختی رہی!

۱۷

عمران نے رسی کا دوسرا سرا اوپری منزل کے ایک ستون کے گرد لپیٹ کر گرہ لگا دی عمارت میں ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا..... اور اس نے یہ حرکت محض! اس لئے کی تھی کہ وہ انہیں اس چکر میں پھنسا کر نہایت اطمینان سے ان کے باہر نکلنے کے سارے راستے مسدود کر دے!

اور در حقیقت ہوا بھی یہی! وہ سب مورنیا کو پھندے سے نجات دلانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے اور عمران نے نیچے اتر کر اس کمرے کے سارے دروازوں کو باہر سے بند کرنا شروع کر دیا۔ اندر والوں کو اس کی خبر بھی نہ ہو سکی! اب ایسی صورت میں عمران ان سے تنہا نپٹ سکتا تھا۔ لیکن اس نے اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کی.....! اگر وہ اب بھی محکمہ سراغرسانی سے باقاعدہ طور پر منسلک ہوتا تو شاید کچھ نہ کچھ کر بھی گزرا ہوتا اب تو اسے بہر حال کیپٹن فیاض کی آمد کا منتظر رہنا تھا۔

۱۸

"او گدھے..... آرنا موتوف!" مورنیا چیخی! "رسی کو کاٹتا کیوں نہیں!"

"او..... ہاں..... ٹھیک!" آرنا موتوف اس طرح اچھل پڑا جیسے ابھی تک سوتا رہا ہو دوسرے لمحے میں وہ ایک کرسی پر کھڑا ہو کر رسی کاٹ رہا تھا!۔

ارشاد کے ہاتھ سے نکلا ہوا ریوالور اب بھی فرش پر پڑا ہوا تھا! وہ کھسکتا ہوا اس تک پہنچ گیا!۔

ابھی رسی نہیں کٹی تھی کہ ایک فائر ہوا..... اور آرنا موتوف کرسی سے اچھل کر نیچے فرش پر آ پڑا..... جھٹکا جو لگا تو آدھی کٹی ہوئی رسی ٹوٹ گئی اور اسی چیز نے مورنیا کی جان بچا لی دوسری گولی اس کے سینے میں پیوست ہوئی..... وہ بھی آرنا موتوف ہی کے قریب

گری۔۔۔ لیکن آرنا موتوف پھر نہیں اٹھ سکا وہ دم توڑ رہا تھا کیوں کہ گولی اس کی پیشانی میں لگی تھی۔

ارشاد کا قہقہہ بڑا خوفناک تھا! لیکن اس نے تیسرا فائر نہیں کیا!

اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر کسی کی ہمت نہ پڑی کہ وہ آگے بڑھتا! ارشاد دروازے کے قریب دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کچھ سجھائی نہ دے رہا ہو!

کٹی ہوئی رسی کا پھندا اب بھی مورنیا کی گردن میں تھا۔۔۔ اور شاید اب اسے اس کا احساس ہی نہیں رہ گیا تھا اس کی آنکھوں میں اس وقت بڑی خوفناک قسم کی چمک نظر آ رہی تھی!۔۔۔

"کتیا سنو!" اچانک ارشاد غرایا "یہاں اس ملک میں تمہارے ناپاک ارادے کبھی شرمندۂ تکمیل نہیں ہو سکیں گے۔ یہاں کی فضاء میں ایسا معاشرہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا جو خدا کے وجود سے خالی ہو اور اب تم بھی جاؤ۔۔۔"

ارشاد نے جواب دیا۔ لیکن مورنیا اس سے پہلے ہی زمین پر گر چکی تھی! اس کی چیخ نے ارشاد کو دھوکے میں ڈال دیا! وہ نہیں دیکھ سکا کہ وہ فرش پر گر کر مردہ آرنا موتوف کی جیبیں ٹٹول رہی ہے۔

"اور تم سب!" ارشاد نے مورنیا کے دوسرے ساتھیوں سے کہا "اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو یہ نہ سمجھنا کہ اس ریوالور میں اب صرف دو ہی گولیاں رہ گئی ہیں! میری جیب میں ابھی ایک اور ریوالور ہے۔۔۔ یہ دیکھو اس نے دوسرا ریوالور جیب سے نکال کر انہیں دکھایا۔

مورنیا نے مردہ آرنا موتوف کی جیب سے ایک عجیب وضع کی چیز نکالی تھی اس نے لیٹے لیٹے اس کا رخ ارشاد کی طرف کر دیا۔

۱۹

عمران سارے دروازوں کی مضبوطی کے متعلق اطمینان کر کے صدر دروازے کی طرف چل پڑا۔ وہ بہت بے صبری سے کیپٹن فیاض کا انتظار کر رہا تھا!

وہ ابھی صدر دروازے تک پہنچا بھی نہ تھا کہ اس نے فائروں کی آوازیں سنیں!۔۔۔ اور وہ اندر کے کسی حصے سے آتی معلوم ہوتی تھیں!

وہ الٹے پاؤں واپس ہوا۔۔۔ کچھ دور یونہی چلتا رہا پھر دوڑنے لگا اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا اسے پہلے ہی ان دونوں دیسیوں کا انتظام کر لینا چاہئے تھا! اس بار کے دونوں فائروں کا کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں ختم کر دیئے گئے! پھر جیسے ہی وہ اس کمرے کے دروازے

پہنچا اس نے تیسرے فائر کی آواز سنی اور ساتھ ہی مورنیا کی چیخ بھی سنائی دی!

دوسرے ہی لمحہ میں اس کی آنکھ دروازے کی جھری سے جا لگی!

سامنے سات آٹھ آدمی اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑے تھے!۔۔۔ آرنا موتوف کی لاش دکھائی دی جس کے سر کے گرد بہت سا خون فرش پر پھیلا ہوا تھا!۔۔۔ اور اس نے مورنیا کی جیب سے کوئی چیز نکالتے دیکھا ارشاد اسے نہیں دکھائی دیا کیوں کہ وہ اسی دروازے کے قریب دیوار سے ملا ہوا بیٹھا تھا! بیہوش دیسی اب بھی کرسی میں جکڑا ہوا تھا! عمران نے اندازہ کر لیا دوسرا دیسی یقیناً زندہ ہے اور اسی نے سامنے والے آدمیوں کے ہاتھ اٹھوا رکھے ہیں!

لیکن مورنیا کی حرکت اس کی سمجھ میں نہ آ سکی! یہ بات تو پہلے ہی اس پر واضح ہو گئی تھی کہ تیسرا فائر مورنیا پر کیا گیا تھا کیونکہ چیخ اسی کی تھی اور اس کے علاوہ اور کوئی دوسری عورت کمرے میں نہیں تھی۔۔۔!

وہ سمجھا تھا کہ شاید مورنیا مردہ آرنا موتوف کی جیب سے ریوالور نکال رہی ہے اور بے خبری میں اس آدمی پر فائر کر دے گی جس نے اس کے ساتھیوں کے ہاتھ اٹھوا رکھے ہیں۔

لیکن اس کی توقع کے خلاف مورنیا نے اس کی جیب سے سیاہ رنگ کا ایک چپٹا سا ڈبہ نکالا جس کی لمبائی چھ انچ سے زیادہ نہ رہی ہو گی اور چوڑائی زیادہ سے زیادہ تین چار انچ! پھر اس نے اس کا ایک سرا دروازے کی طرف گھماتے دیکھا!

دفعتاً ایک خیال بجلی کی سی سرعت کے ساتھ اس کے ذہن میں آیا اور وہ بے اختیار چیخ پڑا:

"روشی۔۔۔ روشی ڈارلنگ۔۔۔ تم کہاں ہو۔۔۔ یہ آرنا موتوف کتا تمہیں کہاں لے گیا!"

۲۰

مورنیا نے عمران کی آواز سنی اور ڈبہ اس کے ہاتھ سے گر گیا! ارشاد بھی اس کی آواز پر چونک پڑا تھا! اب اسے اس کا بھی احساس ہوا کہ مورنیا زندہ ہے اور اس نے اس سیاہ سی چیز کی بھی ایک جھلک دیکھی جو مورنیا کے ہاتھ سے گری! وہ بھی اسے ریوالور سمجھا!

"کھڑی ہو جاؤ مورنیا! ورنہ گولی مار دوں گا!" ارشاد چیخا۔۔۔!

مورنیا بوکھلا کر کھڑی ہو گئی! ڈبہ آرنا موتوف کی لاش پر پڑا ہوا تھا! "اپنے ساتھیوں کے ہاتھ ان کے رومالوں اور ٹائیوں سے باندھ دو!" ارشاد بولا اور پھر اس نے ریوالور کا رخ دروازے کی طرف کرتے ہوئے کہا! "تم جو کوئی بھی ہو! باہر ہی ٹھہرو! اگر اندر آئے تو موت ملے گی!"

"میں اپنی بیوی کی تلاش میں ہوں!" عمران نے رو دینے کے لہجے میں انگریزی میں کہا "یہ لوگ اسے بہکا کر یہاں لائے ہیں!"

پھر اردو میں بولا "شاباش گھبراتا نہیں! میں سی آئی ڈی کا آدمی ہوں!.... ہو سکے تو وہ ڈبہ ــ مگر نہیں اس پر صرف نظر رکھو! کوئی اٹھانے نہ پائے.... اور اپنا ریوالور ہٹا لو!"

"میں کیسے یقین کر لوں!" دھیمی آواز میں جواب ملا!

"اس کی گردن میں میں نے ہی پھندا ڈالا تھا!"

سورنیا کسی وحشت زدہ ہرنی کی طرح ارشاد کو گھور رہی تھی!

ارشاد نے دوسرے ریوالور کا دستہ مار کر چٹخنی گرا دی اور عمران اس طرح اندر گھستا چلا گیا جیسے غیر متوقع طور پر دروازہ کھلنے کی بناء پر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا ہو! اور پھر وہ آرٹا مونوف کی لاش پر گر پڑا.... اس پر سے اٹھا تو ڈبہ اس کی جیب میں داخل ہو چکا تھا۔

"کیا تم سب کھچوے ہو گئے ہو!" دفعتاً سورنیا نے اپنے آدمیوں کو للکارا.... اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے ان سب کی بیہوشی رفع ہو گئی ہو۔

دو فائر ہوئے۔ لیکن وہ آندھی کی طرح ارشاد پر گرے تھے ارشاد کے فائر خالی گئے تھے! عمران نے سورنیا کی گردن میں لٹکی ہوئی رسی کو پکڑ کر جھٹکا دیا اور وہ اس پر آ گری! عمران اسے اس کے ساتھیوں کی طرف گھماتا ہوا چیخا! "ہٹ جاؤ۔ الگ ہٹ جاؤ ورنہ میں اسے مار ڈالوں گا!"

انہوں نے اس کی طرف دیکھا مگر پرواہ نہ کی! ارشاد نے پھر فائر کیا! ایک زخمی ہو کر گرا.... لیکن کب تک ــ انہوں نے اسے جلد ہی بے بس کر کے دونوں ریوالور اپنے قبضے میں کر لئے....

دو ریوالوروں کی نالیں عمران کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور وہ سورنیا کی گردن دبوچے ہوئے کہہ رہا تھا!" فائر کرو! اس طرح پہلے یہ مرے گی بعد کو میری باری آئے گی.... ریوالور خالی کر کے میری طرف پھینک دو! ورنہ میں اس کا گلا گھونٹتا ہوں!"

عمران سورنیا سمیت پیچھے کی طرف کھسکتا ہوا دیوار سے آ لگا تھا اور اب اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ اگر وہ اس پر فائر کریں گے تو پہلے سورنیا ہی شکار ہو گی!

"تم بالکل گدھے ہو!" ارشاد اردو میں بڑبڑا رہا تھا "سارا کھیل بگاڑ دیا۔"

"اگر میں کھیل نہ بگاڑتا تو تمہارا کھیل کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا!"

اچانک بے شمار دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں عمارت میں گونجنے لگیں! پھر وہ لوگ سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ مسلح پولیس کے سپاہی اس کمرے میں گھس پڑے! دو تین فائر پھر کمرے میں

گونجے لیکن آنے والے تعداد میں ان غیر ملکیوں سے کہیں زیادہ تھے! دو کانسٹیبل زخمی ضرور ہو گئے لیکن مجرموں میں سے ایک بھی بچ کر نہ نکل سکا!

پھر وہ عمران کی طرف متوجہ ہوئے اور عمران زور سے چیخا! "اے خبردار ادھر پردہ ہے۔"

۲۱

ابھی چار بجے تھے کہ عمران کی آنکھ کھل گئی! کوئی بڑی شد و مد کے ساتھ فلیٹ کا دروازہ پیٹ رہا تھا! عمران کی للکار پر جو آواز آئی وہ کیپٹن فیاض کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی!

عمران نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔

"کس مصیبت میں پھنسا دیا تم نے!" فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا!

"کیوں! کیا ہوا....؟"

"وہ آدمی جس کا نام تم نے ارشاد بتایا تھا.... وہ تو پاگل ہے پچھلے سال پاگل خانے میں بھی رہ چکا ہے! کئی پولیس آفیسروں نے اس کی تصدیق کی ہے وہ اب بھی پاگل ہے اور دن رات سڑکوں پر مارا مارا پھرتا ہے!"

"اچھا دوسرا زخمی آدمی!" عمران نے پوچھا!

"وہ تو واپسی پر راستے ہی میں مر گیا! سورنیا کہتی ہے کہ ارشاد نے خود کو ایشیائی رقصوں کا ماہر بتا کر اس کی پارٹی کو اس عمارت میں مدعو کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے ایشیا کے چند رقصوں کے متعلق بتائے گا! اس کا بیان ہے کہ جب وہ کمرے میں پہنچی تو اسے اور اس کے ساتھیوں کو ایک بیہوش زخمی آدمی کرسی میں بندھا ہوا دکھائی دیا! پھر ارشاد نے ان سب سے کہ اگر انہوں نے اس کی مرضی کے خلاف کیا تو ان کا بھی اسی آدمی کا سا حشر ہو گا! اور انہیں دھمکانے کے لئے دو ریوالور نکال لئے تھے! پھر سورنیا سے دوسرے کمرے میں چلنے کے لئے کہا۔ اس پر اس کے ساتھیوں کو غصہ آ گیا! ہنگامہ ہوا اور اس کے دو ساتھی ارشاد کی گولیوں کا نشانہ بن گئے اور پولیس پر بھی اسی نے گولی چلائی تھی!"

"اور تم اتنے ہی میں بور ہو گئے!" عمران جماہی لے کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا!

"کیا تمہارے پاس ان کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت ہے!"

"ہاں سورنیا ایک ایسے ملک کی جاسوسہ ہے جو ساری دنیا پر اپنا تسلط چاہتا ہے!"

"ثابت کر سکو گے....!"

"کیوں نہیں!.... غزالی جنوبی افریقہ کی سیکرٹ سروس کا آدمی تھا!" عمران نے کہا اور میز کی دراز سے ٹریسنگ کلاتھ کا وہ ٹکڑا نکال کر فیاض کے سامنے ڈال دیا جو غزالی کے کوٹ کے اندر سے نکلا تھا۔ فیاض اسے دیکھنے لگا!

اس انگوٹھی کا مطلب یہی تھا کہ ضرورت پڑنے پر کوٹ ادھیڑ ڈالا جائے۔ دیکھو اس تحریر کے نیچے اس محکمے کی سرکاری مہر بھی موجود ہے جس سے غزالی کا تعلق تھا اور تم وہاں کی حکومت سے اس کی تصدیق بہ آسانی کر سکتے ہو! خود غزالی کو اس بات کا خدشہ تھا کہ مورنیا کے تعاقب کے سلسلے میں وہ اپنی زندگی بھی کھو سکتا ہے اس لئے اس نے یہ تحریر اپنے کوٹ میں اس طرح چھپا رکھی تھی اور اس کے مرنے کے بعد وہ انگوٹھی ہی اس تحریر تک دوسروں کی رسائی کر سکتی تھی! پوری تحریر پڑھو! خود ہی واضح ہو جائے گا! غزالی عرصے سے اس کے تعاقب میں رہا ہے وہ اس بات پر بھی شبہ کرتا ہے کہ مورنیا نسلاً اطالوی ہے! وہ لکھتا ہے کہ خواہ میری زندگی ہی کیوں نہ ختم ہو جائے میں مورنیا کے خلاف ٹھوس قسم کے ثبوت مہیا کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھوں گا! وہ ایک ایسے ملک کی جاسوسہ ہے جو ایک مخصوص قسم کے انقلاب کے ذریعہ ساری دنیا پر اپنے تسلط کے خواب دیکھ رہا ہے! مورنیا ساری دنیا میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتی پھرتی ہے! حالانکہ اس سیاحی کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ ساری دنیا میں اپنے ایجنٹ بناتی پھرے! اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ غزالی نے بھی مورنیا کے ساتھ کئی ملکوں کی سیاحت کی ہے اور پیارے فیاض.... اور کیا کیا بتاؤں! میں تو اس کیس میں محض مکھیاں مارتا رہا ہوں! یہ دراصل غزالی اور ارشاد کا کیس ہے۔ اس شہید کا کیس ہے جس کے جسم سے اس کی زندگی ہی میں کافی خون نکال لیا گیا تھا!

عمران نے ارشاد اور اس کے ساتھی کا واقعہ دہراتے ہوئے پوچھا "ارشاد کہاں ہے؟"

"حوالات میں! حالانکہ وہ چیخ رہا تھا کہ وہ پاگل نہیں ہے وہ بہت اہم رازوں کا انکشاف کرے گا۔ مگر ایس پی نے اسے حوالات میں ڈلوا دیا! مورنیا! اس وقت بھی ایس پی کے دفتر میں موجود ہے اور وہ اس کی دل دہی کر رہا ہے!"

"ارشاد بہت کچھ بتائے گا! وہ اس قابل ہے کہ اس کی پرستش کی جائے فیاض وہ ان سے بہتر ہے جو خود کو ملک و قوم کا محب کہنے کے باوجود بھی ان کے لئے کچھ نہیں کر سکتے!"

"اور کوئی ثبوت عمران.... جلدی کرو پیارے وقت کم ہے! ایس پی مجھ پر قہقہہ لگا رہا ہوگا!"

"اور وہ سنگ ریزے!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "جو پیشانی میں چبھے ہوئے تھے ان کے پھینکنے کا طریقہ ایک دلچسپ ایجاد ہے!"

عمران دیوار کی طرف بڑھا جہاں اس کا کوٹ ہینگر سے لٹکا ہوا تھا! پھر جیب سے وہ سیاہ رنگ کا چپٹا

سا ڈبہ نکال کر فیاض کی طرف بڑھاتا ہوا بولا "یہ ایک چھوٹی سی پریشر مشین ہے! ادھر آؤ تمہ دکھاؤں!"

عمران نے ڈبے کو میز پر رکھ کر اسے کھول ڈالا۔ "یہ دیکھو اس بٹن کو دبانے سے ایک چو سا ٹریگر باہر نکل آتا ہے اور یہ دیکھو یہ وہ چھوٹی چھوٹی بیڑیاں.... ٹریگر دباتے ہی یہ بیڑ مشین سے کنکٹ ہو جاتی ہیں! مشین چل پڑتی ہے.... اور اس سوراخ سے سنگریزوں کی بو نکلنے لگتی ہے یہ خانہ دیکھو اس میں ان زہریلے سنگریزوں کی خاصی مقدار موجود ہے!...."

"بہت عمدہ!" فیاض عمران کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا بولا "اب ہم نے میدان مار لیا!"

"اسے لے جاؤ!" عمران نے کہا! "لیکن احتیاط سے رکھنا.... ورنہ تمہاری بیوی طلاق سے قبل ہی آزاد ہو جائے گی اور میری فرم کا خواہ مخواہ نقصان ہوگا!"

"مگر عمران! تم غزالی سے کیسے واقف ہو گئے تھے؟" فیاض نے پوچھا!

"محض اتفاق! وہ خود ہی مجھے مورنیا کا آدمی سمجھ کر مجھ سے بھڑ گیا تھا اور مورنیا نے سلا کا حوالہ بھی دیا تھا! پھر اسے اپنی غلط فہمی کا اعتراف کرنا پڑا بھلا میں کب اسے چھوڑنے والا تھا! نے اس کا تعاقب کر کے اس کی رہائش گاہ کا پتہ لگا لیا اس طرح دوسری صبح میں اس کی لا پہچاننے میں کامیاب ہوا"

عمران نے لیڈی تنویر والے واقعے کا تذکرہ نہیں کیا!

"اور آرتا موتوف!" فیاض نے پوچھا!

"آرتا موتوف.... ہاں.... وہ سگریٹ کی ایک خالی ڈبیہ کی وجہ سے پکڑا گیا!...."

عمران نے دوسرا واقعہ بھی دہرایا.... اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولا "اگر وہ ا مرض کا شکار نہ ہوتا تو عمران زندگی بھر سر پٹختا رہ جاتا۔ کیوں کہ وہ مورنیا سلانیو کا نام بھی بھو گیا تھا! یہ ایک بڑی واہیات عادت ہے! خواہ مخواہ اپنے دستخط بنانا۔ میں نے اکثر تمہیں بھی ا حرکت کا مرتکب ہوتے دیکھا ہے! تم اکثر بے خیالی میں اپنے ناخنوں اور ہتھیلی پر اپنے دستخط کرتے ہو!"

عمران کچھ دیر خاموش رہ کر پھر بولا! "ادھر غزالی نے اپنی تحریر میں مورنیا کی قومیت کے بار میں شبہ ظاہر کیا ہے! وہ لکھتا ہے کہ اس کا نام اطالویوں جیسا ہے لیکن وہ حقیقتاً اطالوی معلوم نہ ہوتی۔ لہٰذا میں نے اس کا تجربہ کیا اور مجھ پر حقیقت کھل گئی! وہ اطالوی نہیں بلکہ جرمن ہے!"

عمران نے چمگادڑ پھینکنے والی حرکت بیان کی اور کیپٹن فیاض بے تحاشہ ہنسنے لگا وہ اس وقت ضرورت سے زیادہ خوش نظر آ رہا تھا۔

"لیکن عمران!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا" رپورٹ پھر بھی نامکمل رہے گی۔ آخر میں ان کے بارے میں کیا لکھوں گا کہ مجھے غزالی کی قیام گاہ کا پتہ کیسے معلوم ہوا تھا؟"

"آں ہاں!" عمران کچھ سوچنے لگا!.... پھر بولا" ارشاد ہی کی ذات سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا! تم شروع ہی میں اسے اپنی رپورٹ میں جگہ دو۔ اس طرح کہ اس نے تمہارے پاس آ کر مورتیا کی اصل شخصیت پر روشنی ڈالی اور اس کا بھی اعتراف کیا کہ وہ خود بھی اس کی جماعت کا ایک رکن ہے! لیکن تمہیں اس کے بیان پر یقین نہیں آیا.... اس پر اس نے غزالی کا حوالہ دیتے ہوئے اس کا پتہ بتایا اور یہ بھی کہا کہ وہ جنوبی افریقہ کی سیکرٹ سروس کا آدمی ہے اور مورتیا کا تعاقب کر رہا ہے.... جس رات کو یہ گفتگو ہوئی اسی کی صبح کو غزالی کی لاش پائی گئی.... اور اس کے کوٹ سے برآمد ہونے والی انگشتری نے تمہیں اس کے کوٹ کو ادھیڑ ڈالنے پر مجبور کر دیا! اس طرح تمہیں غزالی کی تحریر ملی پھر تم ارشاد کے بتائے ہوئے پتہ پر غزالی کی قیام گاہ کی تلاش میں روانہ ہو گئے وہاں تمہیں صفائی نظر آئی! لیکن وہ سگرٹوں کا خالی پیکٹ جس پر آرنا موتوف کے دستخط تھے ہاں غالباً سمجھ گئے ہو گے.... پھر تم اس سگریٹ کے پیکٹ سے مورتیا سلانو تک گئے!... ارشاد پھر کل شام کو تمہارے پاس آیا اور اطلاع دی کہ آج رات کو ثریا لاج پر چھاپہ مارا جائے تو مجرم عین موقع پر گرفتار کیے جا سکتے ہیں کیوں کہ وہ مقامی جماعت کے ایک فرد کو اس کی ایک غلطی کی بناء پر سزا دیں گے--! چنانچہ تم نے چھاپہ مارا اور کامیاب ہو گئے!.... بس اب تم جا کر ارشاد کو پکا کر لو اور ہاں ارشاد سے یہ بھی کہلوا دینا کہ اسے غزالی کی شخصیت کا علم مورتیا ہی سے ہوا تھا! مورتیا نے اس سے کہا تھا کہ وہ غزالی سے ہوشیار رہے"

"جیو! عمران جیو!" فیاض ایک بار پھر اس کی پیٹھ ٹھونکنے لگا" بولو.... کیا مانگتے ہو.... جو کچھ کہو گے مل جائے گا.... بولو کیا مانگتے ہو!"

"دس ایسی مالدار عورتیں جو اپنے شوہروں سے طلاق چاہتی ہوں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا اور فیاض ہنسنے لگا۔

۲۲

اب باقی بچے تھے سر تنویر اور لیڈی تنویر! عمران کو ان کی فکر تھی اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ کس طرح ان کا راز اگلوایا جائے۔

ٹھیک ایک بجے دن کو مقامی اخبارات کے ضمیمے بازار میں آ گئے! ان میں غزالی اور مورتیا

سلانو کی داستانیں شائع ہوئی تھیں! عمران نے سوچا کہ بس یہی وقت مناسب ہے لہٰذا وہ سر تنویر کے دفتر میں جا دھمکا—! سر تنویر اخبار ہی دیکھ رہا تھا عمران کا سامنا ہوتے ہی اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"اور سنائیے جناب کیا خبریں ہیں!" عمران بڑی بے تکلفی سے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا!۔

"تم.... بغیر.... اجازت.... یہاں!"

"اس کی پرواہ نہ کیجئے۔ اخبار میں نے بھی پڑھا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہاں غزالی کی شخصیت میں دلچسپی لینے والے صرف مورتیا کی جماعت ہی کے آدمی ہو سکتے ہیں!"

"نہیں.... یہ ضروری نہیں!" سر تنویر کی سانس تیزی سے چلنے لگی تھی۔

"لیکن میری شرافت بھی ملاحظہ ہو کہ میں نے اب تک پولیس کو آپ کے بارے میں مطلع نہیں کیا اور آپ کہہ رہے تھے کہ میں بلیک میلر ہوں!"

"تم کیا چاہتے ہو!" سر تنویر نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

"حقیقت بتا دیجئے! بس اتنا ہی کافی ہے!"

"اس سے تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا!"

"بتانے سے آپ کو کیا نقصان پہنچے گا!" عمران نے سوال کیا!

سر تنویر کچھ سوچنے لگا! عمران نے محسوس کیا کہ اس کا چہرہ پھر بحال ہوتا جا رہا ہے آنکھوں کی صحت مندانہ چمک بھی عود کر آئی ہے!

دفعتاً سر تنویر اٹھتا ہوا بولا" اچھا تم بیٹھو.... میں لیڈی تنویر کی موجودگی میں کچھ بتا سکوں گا--! کیوں کہ اس کا تعلق ان کی ذات سے زیادہ ہے!"

"تو آپ چلے کہاں!" عمران اٹھتا ہوا بولا--! لیکن اتنی دیر میں سر تنویر دروازے سے گزر کر اسے باہر سے بند کر چکا تھا!.... عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی!

دوسری طرف دوسرے کمرے میں سر تنویر فون پر جھکا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا۔" سائرہ.... میں نے اس بوگس ڈاکٹر کو اپنے آفس میں بند کر لیا ہے! تم عمران کو ساتھ لے کر آ جاؤ.... آؤ.... جلدی کرو.... بہت جلدی!"

وہ اس کمرے سے نکل کر پھر اپنے دفتر کے سامنے آ گیا! چپراسی کو اس نے پہلے ہی بھگا دیا! عمران بڑے سکون سے اندر بیٹھا رہا! اور اس کے اس سکون پر سر تنویر کو بھی حیرت ہو رہی تھی۔ آدھا گھنٹہ گزر جانے کے بعد لیڈی تنویر بوکھلائی ہوئی وہاں آئی....

"وہ تو.... وہ تو.... نہیں مل سکا ڈارلنگ۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا" وہ ڈاکٹر کہاں ہے"

سر تنویر نے دروازے کی طرف اشارہ کیا! لیڈی تنویر پنجوں کے بل اوپر اٹھ کر شیشوں سے اندر جھانکنے لگی!.... پھر اس نے ایک طویل سانس لی اور پلٹ کر پوچھا! کیا یہی ہے!"

سر تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور لیڈی تنویر بولی "دروازہ کھول دو۔"

"کیوں! کیوں!"

لیڈی تنویر نے کوئی جواب نہ دیا! وہ بے تحاشہ ہنس رہی تھی! پھر اس نے خود ہی دروازہ کھول دیا! سر تنویر اس کے اس طرح ہنسنے پر بری طرح جھلا گیا۔ عمران لیڈی تنویر کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا! لیڈی تنویر پر گویا ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا! عمران بھی بے تحاشہ قہقہے لگانے لگا! لیکن وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا!....

"اوہ یہ کیا لغویت ہے!" اچانک سر تنویر زور سے گرجا۔

لیڈی تنویر خاموش ہو گئی! لیکن عمران بدستور ہنستا رہا اور وہ اس طرح پیٹ دبا دبا کر ہنس رہا تھا جیسے سانس نہ سما رہی ہو!

لیڈی تنویر جیسی سنجیدہ عورت بھی دوبارہ ہنس پڑنے پر مجبور ہو گئی!

آخر اس نے بدقت تمام کہا "عمران.... یہی.... ہے"

"کیا.... عمران!" سر تنویر نے حیرت سے کہا.... اور پھر وہ بھی ہنسنے لگا۔

عمران اچانک سنجیدہ ہو گیا! بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے یک بیک کوئی مشین چلتے چلتے بند ہو گئی ہو.... اس پر ان دونوں کو اور زیادہ ہنسی آئی---!

خدا خدا کر کے ماحول سنجیدہ ہوا اور عمران نے پھر مطلب کی بات چھیڑ دی!....

اور اب لیڈی تنویر کو بتانا ہی پڑا۔ لیکن اس نے عمران سے وعدہ لے لیا کہ وہ اس کا راز خود اپنی ذات ہی تک محدود رکھے گا!

"نہیں رکھے گا تو ہم اسے پکڑ کر پیٹیں گے!" سر تنویر نے کہا "کیا رحمٰن صاحب کے لڑکے پر میرا اتنا بھی حق نہ ہوگا!"

پھر سر تنویر نے بتایا کہ دونوں کی شادی افریقہ میں ہوئی تھی.... اور لیڈی تنویر نچلے طبقہ کی ایک آوارہ عورت تھی!.... لیکن سر تنویر کو اس سے محبت ہو گئی لیڈی تنویر بھی اسے چاہنے لگی اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی زندگی یکسر بدل دے گی۔! لہٰذا دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے یہاں کسی کو بھی لیڈی تنویر کی اصلیت سے واقفیت نہیں تھی اور وہ سوسائٹی میں عزت کی نظروں سے دیکھی جاتی تھی! غزالی کے متعلق دونوں صرف اتنا ہی جانتے تھے کہ وہ نسلاً ترک ہے اور جنوبی افریقہ کا باشندہ بھی اور لیڈی تنویر کی اصلیت سے بھی اچھی طرح واقف تھا لہٰذا

اسے ایک دن اپنے ملک میں دیکھ کر سر تنویر کو بڑی حیرت ہوئی اور اس نے سوچا کہ کہیں یہاں کے اعلیٰ طبقے تک یہ بات نہ پہنچا دے.... لہٰذا وہ دونوں اس سے ملاقات کرنے کی کوشش کرنے لگے جب کامیابی نہ ہوئی تو لیڈی تنویر نے عمران کی مدد حاصل کرنے کے متعلق سوچا کیونکہ اس کی فرم کا اشتہار کافی اطمینان بخش تھا! یعنی وہ سمجھ گئی کہ وہ کوئی پرائیویٹ سراغرساں ہے اور قانونی طور پر یہاں کسی پرائیویٹ سراغرساں کی گنجائش نہیں ہے اس لئے اس نے شادی کے ادارے کا ڈھونگ رچایا ہے! مغربی ممالک میں بھی اکثر اسی قسم کے تعلقات فرمیں پائی جاتی ہیں! لیکن حقیقتاً ان کے ارکان پرائیویٹ سراغرساں ہوتے ہیں اور کسی دشواری کی بناء پر اس قسم کے اداروں کی آڑ لے کر کام کرتے ہیں!

بہر حال یہ داستان دونوں جھینپی جھینپی سی ہنسی پر ختم ہو گئی۔

ختم شد

عمران سیریز نمبر 6

نیلے پرندے

(مکمل ناول)

1

چودھویں کی چاندنی پہاڑیوں پر بکھری ہوئی تھی.... سناٹے اور چاندنی کا حسین امتزاج صدیوں پرانی چٹانوں کو گویا جھنجھوڑ کر جگا رہا تھا!... ایک لامتناہی سکوت کے باوجود بھی نہ جانے کیوں ماحول بڑا جاندار معلوم ہو رہا تھا۔ پہاڑوں میں چکراتی ہوئی سیاہ سڑک پر جو بلندی سے کسی بل کھاتے ہوئے سانپ سے مشابہ نظر آتی تھی۔ ایک لمبی سی کار دوڑتی دکھائی دے رہی تھی۔

اچانک وہ ایک جگہ رک گئی.... اور اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھا ہوا آدمی بڑبڑانے لگا "کیا ہو گیا ہے.... بھئی!"

اس نے اسے دوبارہ اسٹارٹ کیا.... انجن جاگا.... ایک مختصر سی انگڑائی لی اور پھر سو گیا!....

کئی بار اسٹارٹ کرنے کے باوجود بھی انجن ہوش میں نہ آیا!....

"یار دھکا لگانا پڑے گا!" اس نے پیچھے مڑ کر کہا! مگر پچھلی سیٹ سے خراٹے ہی بلند ہوتے رہے....

اس نے دونوں گھٹنے سیٹ پر ٹیک کر بیٹھتے ہوئے سونے والے کو بری طرح جھنجھوڑنا شروع کر دیا!....

لیکن خراٹے بدستور جاری رہے۔

آخر جگانے والا سونے والے پر چڑھ ہی بیٹھا!

"ارے... ارے... بچاؤ... بچاؤ!" اچانک سونے والے نے حلق پھاڑنا شروع کردیا۔ لیکن جگانے والے نے کسی نہ کسی طرح کھینچ کھانچ کر اسے نیچے اتار ہی لیا!

"ہائیں! میں کہاں ہوں!" جاگنے والا آنکھیں مل مل کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"عمران کے بچے ہوش میں آؤ!" دوسرے نے کہا!

"بچے... خدا کی قسم ایک بھی نہیں ہے... ابھی تو مرغی انڈوں ہی پر بیٹھی ہوئی ہے سوپر فیاض...!"

"کار اسٹارٹ نہیں ہو رہی ہے!" کیپٹن فیاض نے کہا۔

"جب چلے تھے تب تو شائد اسٹارٹ ہو گئی تھی!"

"چلو دھکا لگاؤ!"

عمران نے اس کے شانے پکڑے اور دھکیلتا ہوا آگے بڑھنے لگا!

"یہ کیا بیہودگی ہے! میں تھپڑ رسید کر دوں گا!" فیاض پلٹ کر اس سے لپٹ پڑا...

"ہائیں... ہائیں... ارے میں ہوں... مرد ہوں...!"

"کار دھکا دیئے بغیر اسٹارٹ نہیں ہو گی!" فیاض حلق پھاڑ کر چیخا۔

"تو ایسا بولو نا... میں سمجھا شائد... واہ یار...!"

فیاض اسٹیرنگ کے سامنے جا بیٹھا... اور عمران کار کو آگے سے پیچھے کی طرف دھکیلنے لگا!

"ارے... ارے...!" فیاض پھر چیخا! "پیچھے سے!"

عمران نے منہ پھیر کر اپنی کمر کار کے اگلے حصے سے لگا دی اور زور کرنے لگا۔

"ارے خدا غارت کرے... سور... گدھے!" فیاض دانت پیس کر رہ گیا۔

"اب کیا ہو گیا...!" عمران جھلائے ہوئے لہجے میں بولا!

فیاض نیچے اتر آیا۔ چند لمحے کھڑا عمران کو گھورتا رہا پھر بے بسی سے بولا۔

"کیوں پریشان کرتے ہو؟"

"پریشان تم کرتے ہو یا میں!"

"اچھا... تم اسٹیرنگ کرو! میں دھکا دیتا ہوں!" فیاض نے کہا۔

"اچھا بابا!" عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا!

وہ اگلی سیٹ پر جا بیٹھا اور کیپٹن فیاض کار کو دھکیل کر آگے کی طرف بڑھانے لگا!

کار نہ صرف اسٹارٹ ہوئی بلکہ فراٹے بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی!

"ارے... ارے... روکو... روکو...!" فیاض چیختا ہوا کار کے پیچھے دوڑنے لگا! لیکن وہ اگلے موڑ پر جا کر نظروں سے اوجھل ہو گئی! فیاض برابر دوڑتا رہا!... اس کے علاوہ اور چارہ بھی کیا تھا... وہ دوڑتا رہا۔ حتیٰ کہ طاقت جواب دے گئی... اور وہ ایک چٹان سے ٹیک لگا کر ہانپنے لگا! چڑھائی پر دوڑنا آسان کام نہیں ہوتا۔ وہ ایک پتھر پر بیٹھ کر ہانپنے لگا!

اس وقت اس حرکت پر وہ عمران کی بوٹیاں بھی اڑا سکتا تھا! لیکن سانسوں کے ساتھ ہی ساتھ اس کی ذہنی حالت بھی اعتدال پر آتی گئی!

عمران پر غصہ آنا قدرتی امر تھا! لیکن اس کے ساتھ ہی فیاض کو اس بات کا بھی احساس تھا کہ آج اس نے بھی عمران کو کافی پریشان کیا ہے!

آج شام کو وہ عمران کو تفریح کے بہانے کار میں بٹھا کر کسی نامعلوم منزل کی طرف لے اڑا تھا۔ عمران کی لاعلمی میں روشی سے اس کا سامان سفر پہلے ہی حاصل کر چکا تھا اور وہ سب کار کی اسٹپنی میں ٹھونس دیا گیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ عمران آج کل کام کے موڈ میں نہیں ہے! لہٰذا اسے یہ حرکت کرنی پڑی اور پھر جب یہ "تفریحی سفر" طویل ہی ہوتا گیا، تو عمران کو یہ بتانا پڑا کہ وہ اسے سردار گڈھ لے جا رہا ہے! اس پر عمران ایک لمبی سانس کھینچ کر خاموش ہو گیا تھا! اس نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ اس طرح سردار گڈھ لے جانے کا مقصد کیا ہے؟...

پھر اس نے کوئی بات ہی نہیں کی تھی! کچھ دیر یونہی بیٹھا رہا تھا۔ پھر پچھلی سیٹ پر جا کر خراٹے لینے شروع کر دیئے تھے!

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں فیاض کا غصہ زیادہ زور نہ پکڑ سکا ہو گا! وہ اسی پتھر پر گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا رہا! خنکی کافی تھی!... سیگرٹوں کا ٹن اور کافی کا تھرموس گاڑی ہی میں رہ گئے تھے! ورنہ وہ اسی پرسکون ماحول سے لطف اندوز ہونے کی کوشش ضرور کرتا!

ویسے وہ مطمئن تھا کہ عمران کا مذاق خطرناک صورت نہیں اختیار کر سکتا وہ واپس ضرور آئے گا اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ قریب ہی کہیں ہو!

فیاض گھٹنوں میں سر دیئے عمران ہی کے متعلق سوچتا رہا! اسے اس کی بہتیری حرکتیں یاد آرہی تھیں! وہ حرکتیں جن پر ہنسی اور غصہ ساتھ ہی آتے تھے اور دوسروں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ ہنستے ہی رہیں یا عمران کو مار بیٹھیں!

حماقت کا اظہار اس کی فطرت کا جزو ثانی بن چکا تھا اور وہ کسی موقع پر بھی اس سے باز نہیں رہتا تھا... وہ ان کے سامنے بھی حماقت انگیز حرکتیں کرتا جو اسے احمق نہیں سمجھتے تھے! مثلاً

خود کیپٹن فیاض کے لئے عمران نے ایک نہیں درجنوں کیس نپٹائے تھے! کام اس نے کئے تھے اور نام فیاض کا ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ ایسے آدمی کو احمق نہیں سمجھ سکتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی عمران کے احمقانہ رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی!

تقریباً پانچ منٹ گزر گئے اور فیاض اسی طرح بیٹھا رہا!.... لیکن کب تک.... آخر اسے سوچنا ہی پڑا کہ کہیں سچ مچ عمران چوٹ نہ دے گیا ہو! کیونکہ وہ بھی تو اسے دھوکہ ہی دے کر سردار گڈھ لے جا رہا تھا۔

فیاض اٹھا اور دل ہی دل میں عمران کو گالیاں دیتا ہوا سڑک پر چلنے لگا.... لیکن جیسے ہی اگلے موڑ پر پہنچا اسے سامنے سے کوئی آتا دکھائی دیا! چلنے کا انداز عمران ہی کا سا تھا!.... فیاض کی مٹھیاں بھنچ گئیں!

عمران نے دور ہی سے ہانک لگائی "کپتان صاحب! وہ پھر رک گئی ہے.... چلو دھکا لگاؤ....!"

فیاض کی رفتار تیز ہو گئی! وہ قریب قریب دوڑنے لگا تھا! عمران کے قریب پہنچ کر اس کا ہاتھ گھوما ضرور لیکن خلا میں چکر کاٹ کر رہ گیا کیونکہ عمران بڑی پھرتی سے بیٹھ گیا تھا!

"ہائیں.... ہائیں.... ! کیا ہو گیا ہے تمہیں!" عمران نے اٹھ کر اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا! "ابھی تو اچھے بھلے تھے...."

"میں تمہیں مار ڈالوں گا!" فیاض دانت پیس کر بولا!

"اب یہاں تنہائی میں جو چاہو کر لو.... کوئی دیکھنے آتا ہے!"

عمران نے شکایت آمیز لہجے میں کہا "اگر وہ سالی اسٹارٹ نہیں ہوتی تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟"

"ہاتھ چھوڑو!" فیاض نے جھٹکا دے کر کہا! لیکن عمران کی گرفت مضبوط تھی وہ ہاتھ نہ چھڑا سکا۔

"وعدہ کرو کہ مارو گے نہیں!" عمران بڑی سادگی سے بولا۔

"مجھے غصہ نہ دلاؤ....!"

"اچھا تو اس کے علاوہ جو کچھ کہو دلا دوں! ٹافیاں لو گے!"

فیاض کا موڈ ٹھیک ہونے میں بہت دیر نہیں لگی!.... وہ کرتا بھی کیا عمران پر غصہ اتارنا بھی ایک طرح سے وقت کی بربادی ہی تھی۔

ویسے اس بار حقیقتاً کار کو دھکا دینے کی ضرورت نہیں پیش آئی!

عمران نے اپنے کئی منٹ اس کے انجن پر ضائع کئے تھے! وہ زیادہ دور نہیں گیا تھا!.... قریب ہی ایک جگہ کار روک کر انجن کی مرمت کرنے لگا تھا! اسے توقع تھی کہ فیاض بے

تحاشہ دوڑتا ہوا وہاں تک پہنچ ہی جائے گا۔ لیکن جب کئی منٹ گزر جانے کا باوجود بھی فیاض نہ آیا تو وہ خود ہی اس کی تلاش میں چل پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر اسی چکراتی ہوئی سڑک پر سفر کر رہے تھے! لیکن کار فیاض ہی ڈرائیو کر رہا تھا.... اور عمران نے پھر پچھلی سیٹ سنبھال لی تھی۔

فیاض بڑبڑانے لگا "اس وقت تمہاری جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو....!"

"چین سے گھر پر پڑا سو رہا ہوتا!" عمران نے جلدی سے جملہ پورا کر دیا!

"بکواس مت کرو۔" فیاض نے کہا۔ "معاملہ پانچ ہزار پر طے ہوا ہے!"

"کیسا معاملہ!"

"سردار گڈھ میں تمہارا نکاح نہیں ہوگا!" فیاض نے خشک لہجے میں کہا!

"ہائیں.... پھر کیا.... یونہی مفت میں میرا وقت برباد کرا رہے ہو!"

"ایک بہت ہی دلچسپ کیس ہے!"

"یار فیاض! میں تنگ آ گیا ہوں!"

"تمہاری زبان سے پہلی بار اس قسم کا جملہ سن رہا ہوں!"

فیاض نے حیرت ظاہر کی!

"سینکڑوں بار کہہ چکا ہوں کہ لفظ کیس میرے سامنے نہ دہرایا کرو۔ کیس لاحول ولا قو میں نے اکثر دائیوں کے زچگی کرانے کو بھی کیس ہی کہتے سنا ہے!"

"سنو! عمران.... ! بور نہ کرو!.... ایسا دلچسپ....!"

"میں کچھ نہیں سننا چاہتا! ختم کرو! مجھے نیند آ رہی ہے!" عمران نے اپنے اوپر کمبل ڈالتے ہوئے کہا!

"فی الحال میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے وہ بددل ہو جائیں!.... معاملہ ایسا ہے کہ وہ سرکاری طور پر کوئی کاروائی نہیں کر سکتے! اگر کرنا بھی چاہیں تو کم از کم میرا محکمہ اسے خس کر ہی ٹال دے گا!"

فیاض بڑبڑاتا رہا.... اور عمران کے خراٹے کار میں گونجتے رہے اتنی جلدی سو جانا ناممکن سا تھا.... شاید عمران کچھ سننے کے موڈ ہی میں نہیں تھا!

۲

سردار گڈھ ایک پہاڑی علاقہ تھا! اب سے پچاس سال قبل یہاں خاک اڑتی رہتی ہوگی۔

مٹی کا تیل دریافت ہو جانے سے ایک اچھا خاصا شہر بس گیا تھا۔

شروع میں صرف مزدور طبقہ کی آبادی تھی! آہستہ آہستہ یہ آبادی پھیلاؤ اختیار کر لی گئی
پھر ایک دن سردار گڈھ جدید طرز کا ایک ترقی یافتہ شہر بن گیا! پہلے صرف مٹی کے تیل
کنوؤں کی وجہ سے اس کی اہمیت تھی لیکن اب اس کا شمار مشہور تفریح گاہوں میں بھی ہوتا
تھا.... اور یہاں کے نائٹ کلب دور دور تک شہرت رکھتے تھے!....

کیپٹن فیاض نے کار ایک کلب کے سامنے روک دی! ٹاؤن ہال کے کلاک ٹاور نے ابھی ابھی
گیارہ بجائے تھے اور یہ نائٹ کلبوں کے جاگنے کا وقت تھا... مگر عمران کے خراٹے شباب پر
تھے.... فیاض جانتا تھا کہ وہ سو نہیں رہا ہے! خراٹے قطعی بناوٹی ہیں! لیکن وہ اس کا کچھ بگاڑ نہیں
سکتا تھا! یہ اور بات ہے کہ وہ کار کے قریب سے گزرنے والوں سے آنکھیں ملاتے ہوئے شرما رہا
تھا۔ وہ کار کے قریب سے گزرتے وقت ایک لمحہ رک کر خراٹے سنتے اور پھر مسکراتے ہوئے
آگے بڑھ جاتے!

"او مردود!" فیاض جھلا کر اسے جھنجھوڑنے لگا!

پہلے تو اس پر کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔ پھر یک بیک بوکھلا کر اس نے کھلے ہوئے دروازے سے
چھلانگ لگا دی! مگر اس بار چوٹ اسی کو ہوئی! مقصد غالباً یہ تھا کہ سڑک پر گرنے کی صورت میں
فیاض نیچے ہوگا اور وہ خود اوپر!.... مگر فیاض بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور عمران
جھونک میں تو تھا ہی اوندھے منہ سڑک پر چلا آیا....

البتہ اس کی پھرتی بھی قابل تعریف تھی۔ شاید ہی کسی نے اسے گرتے دیکھا ہو!....
دوسرے ہی لمحہ میں وہ اپنے پرسکون انداز میں فیاض کے شانے پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا جیسے کوئی
بات ہی نہ ہو۔

"ہاں تو اب ہم کہاں ہیں!" عمران نے ایسے لہجے میں پوچھا جس میں نہ تو شرمندگی تھی اور نہ
بے اطمینانی!.... فیاض پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا!

عمران بے تعلقانہ انداز میں کھڑا رہا۔

آخر فیاض بولا۔ "کپڑے تو جھاڑ لو...."

اور عمران بڑی سعادت مندی سے فیاض کے کپڑے جھاڑنے لگا!

"اب جھینپ نہ مٹاؤ!" فیاض پھر ہنس پڑا۔

"تم ہمیشہ اوٹ پٹانگ باتیں کیا کرتے ہو!" عمران بگڑ گیا۔

"چلو۔ چلو!" فیاض نے اسے دھکیل کر عمارت کی طرف بڑھایا۔ وہ دونوں ہال میں داخل

ہوئے۔ ابھی بہتیری میزیں خالی تھیں! فیاض نے چاروں طرف نگاہ دوڑا کر ایک میز منتخب
کی.... اور وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے!

اس گوشے کے ویٹر نے قریب آ کر انہیں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام" عمران نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"بچے تو بخیریت ہیں!؟"

"جج.... جی.... صاحب.... ہی ہی ہی!" ویٹر بوکھلا کر ہنسنے لگا اور فیاض نے عمران کے پیر
میں بڑی بے دردی سے چٹکی لی.... عمران نے "سی" کر کے ویٹر کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"کھانے میں جو کچھ بھی ہو لاؤ!" فیاض نے ویٹر سے کہا اور ویٹر چلا گیا!

جن لوگوں نے عمران کو ویٹر سے مصافحہ کرتے دیکھا تھا۔ وہ اب بھی ان دونوں کو گھور رہے تھے!

فیاض کو پھر اس پر تاؤ آ گیا اور وہ تلخ لہجے میں بولا۔

"تمہارے ساتھ وہی رہ سکتا ہے، جسے اپنی عزت کا پاس نہ ہو!"

"آج کل فرنی پاس اور کنٹیشن بالکل بند ہے!" اس نے سر ہلا کر کہا اور ہونٹ سکوڑ کر
چاروں طرف دیکھنے لگا!

"فیاض! پرواہ نہ کرو!" عمران نے تھوڑی دیر بعد سنجیدگی سے کہا! "میں جانتا ہوں کہ تم مجھے
یہاں کیوں لائے ہو۔ کیا میں نہیں جانتا کہ یہ پیر ٹیلین نائٹ کلب ہے؟"

"میں کب کہتا ہوں کہ تم سردار گڈھ پہلی بار آئے ہو!" فیاض بولا! خلاف توقع اس کا موڈ
آن واحد میں تبدیل ہو گیا تھا! ہو سکتا ہے کہ یہ عمران کی سنجیدگی کا ردعمل رہا ہو۔

"میں روزانہ باقاعدہ طور پر اخبار پڑھتا ہوں!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا!

"پھر!"

"آج سے ایک ہفتہ قبل اسی ہال میں ایک ننھا سا نیلا پرندہ اڑ رہا تھا!" عمران آہستہ سے بولا!

"او ہو!.... تو تم سمجھ گئے!" فیاض کے لہجے میں دبی ہوئی سی مسرت تھی۔

"مگر تم اس سے یہ نہ سمجھنا کہ مجھے کسی ایسے پرندے کے وجود پر یقین بھی ہے!"

"تب پھر کیا بات ہوئی!؟" فیاض نے مایوسی سے کہا!

"مطلب یہ ہے کہ اپنے طور پر تحقیق کئے بغیر ایسے کسی پرندے کے وجود پر یقین نہیں کر سکتا!"

"اور تم تحقیق کئے بغیر مانو گے نہیں!" فیاض نے چہک کر کہا!

"مجھے پاگل کتے نے نہیں کاٹا!" عمران کا لہجہ بہت خشک تھا!

"مجھے کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کروں!"

"وہ تو تمہیں کرنا ہی پڑے گا!"

"زبردستی!...."

"تمہیں کرنا پڑے گا؟"

"کیا کرنا پڑے گا؟" عمران کی کھوپڑی پھر آؤٹ آف آرڈر ہو گئی!

"کچھ بھی کرنا پڑے!"

"اچھا میں صبر کروں گا مگر نہیں ویٹر کھانا لا رہا ہے! میں فی الحال کھانا کھا کر ایک کپ چائے پیئوں گا!.... لہٰذا بکواس بند!"

کھانے کے دوران میں سچ مچ خاموشی رہی! شاید فیاض بھی بہت زیادہ بھوکا تھا!.... کھانے کے بعد چائے کے دوران پھر وہی تذکرہ چھڑ گیا!

"جمیل کا بیان یہی ہے! میں نے وہی میز منتخب کی ہے جس پر اس دن جمیل تھا!"

"کیا!" عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ "یعنی یہی میز جو ہم استعمال کر رہے ہیں!"

"ہاں یہی! اور خدا کے لئے سنجیدگی سے سنو! بیٹھ جاؤ!"

"واہ رے آپ کی سنجیدگی!" عمران چڑ کر ہاتھ نچاتا ہوا بولا۔ "سانپ کے پھن پر بٹھا دو مجھے۔ لعنت بھیجتا ہوں ایسی دوستی پر!...."

فیاض نے اسے کھینچ کر بٹھا دیا اور کہا "تمہیں یہ کام کرنا ہی پڑے گا! خواہ کچھ ہو! میں ان لوگوں سے وعدہ کر چکا ہوں—!"

"کن لوگوں سے!"

"جمیل کے خاندان والوں سے!"

"اچھا تو شروع ہو جاؤ.... میں سن رہا ہوں!"

"جمیل اسی میز پر تھا!"

"پھر موڈ خراب کر رہے ہو میرا" عمران خوفزدہ آواز میں بولا۔ "بار بار یہی جملہ دہرا کر...."

"ہشت!.... درجنوں آدمیوں نے اس نیلے پرندے کو ہال میں چکر لگاتے دیکھا تھا! وہ چند لمحے خلا میں چکرا تا رہا پھر اچانک جمیل پر گر پڑا.... اور اپنی باریک سے چونچ اس کی گردن میں اتار دی! جمیل کا بیان ہے کہ اسے اس کی چونچ اپنی گردن سے نکالنے کے لئے کسی قدر قوت بھی صرف کرنی پڑی تھی۔ بہرحال اس نے اسے کھینچ کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا تھا۔ دور بیٹھے ہوئے لوگ اس کا مضحکہ اڑانے کے لئے ہنسنے لگے! ان کے ساتھ وہ بھی ہنستا رہا۔ لیکن وہ زیادہ دیر تک یہاں نہیں بیٹھ سکا! کیونکہ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا! جیسے گردن میں بچھو نے ڈنک مار

دیا ہو.... لیکن پھر یہ تکلیف ایک گھنٹے سے زیادہ نہ رہی۔ رات بھر وہ سکون سے سویا اور جب دوسری صبح جاگا تو اپنے سارے جسم پر بڑے بڑے سفید دھبے پائے.... خاص طور پر چہرہ بالکل ہی بدنما ہو گیا ہے.... اب اگر تم اسے دیکھو تو پہلی ہی نظر میں وہ برص کا کوئی بہت پرانا مریض معلوم ہو گا!...."

"کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ داغ اسی پرندے کے حملے کا نتیجہ ہیں!" عمران بولا۔

"یقیناً!"

"کیا ڈاکٹروں کی رائے یہی ہے!"

"ڈاکٹروں کو اسے برص تسلیم کرنے میں تامل ہے!.... جمیل کا خون ٹسٹ کیا گیا ہے اور اسی کی بناء پر ڈاکٹر کوئی واضح رائے دیتے ہوئے ہچکچا رہے ہیں!"

"خون کے متعلق رپورٹ کیا ہے!"

"خون میں بالکل نئی قسم کے جراثیم پائے گئے ہیں! کم از کم اس وقت تک کے دریافت شدہ جراثیم میں ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا!"

"اوہ۔ اچھا! رپورٹ کی ایک کاپی تو مل ہی جائے گی--!"

"ضرور مل جائے گی۔" فیاض نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کے خاندان والے محکمہ سراغرسانی سے کیوں مدد چاہتے ہیں! اس مرض کا سراغ ڈاکٹر ہی پا سکیں گے!"

"حالات کچھ اسی قسم کے ہیں!" فیاض سر ہلا کر بولا "اگر واقعی یہ کوئی مرض ہے تو اس پرندے نے جمیل ہی کو کیوں منتخب کیا تھا جب کہ پورا ہال بھرا ہوا تھا!"

"یہ دلیل بے تکی ہے!"

"پوری بات بھی تو سنو!"

"اگر اچانک اس دن وہ اس مرض میں مبتلا نہ ہو گیا ہوتا تو اس کی منگنی تیسرے ہی دن ایک بہت اونچے خاندان میں ہو جاتی۔!"

"آہ.... اچھا!--- ہوں!"

"اب تم خود سوچو!"

"سوچ رہا ہوں!" عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا! پھر کچھ دیر بعد بولا "گردن کے زخم کے متعلق ڈاکٹر کیا کہتے ہیں!"

"کیسا زخم!.... دوسری صبح اس جگہ صرف ایک نشان نظر آ رہا تھا جیسے گردن میں گذشتہ

انجکشن دیا گیا ہو اور اب تو شائد خود جمیل بھی یہ نہ بتا سکے کہ پرندے نے کس جگہ چونچ لگائی تھی"

"خوب...!" عمران کنکھیوں سے ایک جانب دیکھتا ہوا بڑبڑایا! کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عمران نے پوچھا!

"اچھا سوپر فیاض! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو!"

"یہ کہ تم اس سلسلے میں جمیل کے خاندان والوں کی مدد کرو!"

"لیکن اس سے کیا فائدہ ہوگا! جمیل کی منگنی تو ہونے سے رہی! تم مجھے ان لوگوں کا پتہ دو جن کے ہاں جمیل کی منگنی ہونے والی تھی!"

"اس سے کیا ہوگا!"

"میری منگنی ہو گی! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں شادی کے بغیر ہی مر جاؤں!"

"میں نہیں سمجھا!"

"تم منگنی اور شادی نہیں سمجھتے! الو کہیں کے! ہاں!"

"عمران کام کی بات کرو۔۔!"

"فیاض صاحب!... پتہ!"

"اچھا تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ انہیں لوگوں کی حرکت ہے!"

"اگر ان کا تعلق پرندوں کی کسی نسل سے ہے تو یقیناً انہیں کی ہوگی اور مجھے انتہائی خوشی ہو گی اگر میں کسی چڑے کا داماد بن جاؤں!"

"تم پھر بہکنے لگے!"

"فیاض... ڈیئر... پتہ...!"

فیاض چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا "وہ یہاں کا ایک سربر آوردہ خاندان ہے!... نواب جاوید مرزا کا خاندان!... پروین... جاوید مرزا ہی کی اکلوتی لڑکی ہے اور جاوید مرزا بے اندازہ دولت کا مالک ہے!"

"آہا..." عمران اپنی رانیں پیٹتا ہوا بولا "تب تو اپنی چاندی ہے!"

"بکواس بند نہیں کرو گے!"

"اچھا! خیر ہٹاؤ!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "جمیل کس حیثیت کا آدمی ہے!"

"ظاہر ہے کہ وہ بھی دولت مند ہی ہوگا ورنہ جاوید مرزا کے یہاں رشتے کی تجویز کیونکر ہوتی... اور اب تو جمیل کی دولت میں مزید اضافہ ہو جائے گا کیونکہ ابھی حال ہی میں اس کی ایک مملوکہ زمین میں تیل کا بہت بڑا ذخیرہ دریافت ہوا ہے!"

"کیا جمیل اس زمین کا تنہا مالک ہے!"

"سو فیصدی! خاندان کے دوسرے لوگ حقیقتاً اس کے دست نگر ہیں! یا دوسرے الفاظ میں اس کے ملازم سمجھ لو۔ تین چچا دو ماموں... چچازاد بھائی بھی کئی عدد...!"

"اور چچازاد بہنیں!"

"کئی عدد...!"

"ان میں سے کوئی ایسی بھی ہے جس کی عمر شادی کے قابل ہو!"

"میرا خیال ہے کہ خاندان میں ایسی تین لڑکیاں ہیں!"

"جمیل کے کاروبار کی تفصیل...!"

"تفصیل کے لئے مزید پوچھ گچھ کرنی پڑے گی ویسے یہاں اس کے دو بڑے کارخانے ہیں ایک ایسا ہے جس میں مٹی کے تیل کے بیرل ڈھالے جاتے ہیں! دوسرے میں مٹی کے تیل کی صفائی ہوتی ہے!"

"تو گویا وہ بھی کافی مالدار ہے!" عمران سر ہلا کر بولا "لیکن کیا خود جمیل ہی نے تم سے گفت و شنید کی تھی!"

"نہیں! اس نے تو لوگوں سے ملنا جلنا ہی ترک کر دیا ہے! نہ وہ گھر سے باہر ہی نکلتا ہے!"

"تو کیا میں اسے نہ دیکھ سکوں گا!"

"کوشش یہی کی جائے گی کہ تم اسے دیکھ سکو!... ویسے وہ میرے سامنے بھی نہیں آیا تھا"

"تم نے یہ نہیں بتایا کہ محکمہ سراغرسانی سے رجوع کرنے کی ضرورت کیسے محسوس ہوئی تھی"

"اس کے چچا... سجاد کو... وہ میرا پرانا شناسا ہے!"

"اب ہم کہاں چلیں گے!"

"میرا خیال ہے کہ میں تمہیں جمیل کی کوٹھی میں پہنچا دوں! لیکن خدا کے لئے بہت زیادہ بوریت نہ پھیلانا!... تمہیں اپنی عزت کا بھی پاس نہیں ہوتا!"

"میری فکر تو تم کیا ہی نہ کرو! میری عزت ذرا واٹر پروف قسم کی ہے!"

"میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھے الو سمجھیں!"

"حالانکہ تم سے بڑا الو آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! "لاؤ ایک سگریٹ مجھے بھی دو! میں بھی اب باقاعدہ طور پر سگریٹ شروع کر دوں گا۔ کل ایک بزرگ فرما رہے تھے کہ جن پیسوں کا گھی دودھ کھاتے ہو اگر انہیں کے سگریٹ پیئو تو کیا حرج ہے!"

"اچھا اب بکواس بند کرو!" فیاض اس کی طرف سگریٹ کیس بڑھاتا ہوا بولا... اور عمران نے سگریٹ کیس لے کر اپنی جیب میں ڈال لیا... وہ دونوں کرسیوں سے اٹھ گئے!

"کیا مطلب...!" فیاض نے کہا۔

"تمہارے پاس کافی سگریٹ ہیں! اب میں آج ہی سے تو سگریٹ خریدنے سے رہا!..."

فیاض ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑا کر خاموش ہو گیا۔

۳

جمیل کی کوٹھی بڑی شاندار تھی اور اس کا پھیلاؤ بہت زیادہ تھا! ہو سکتا ہے کہ اس کی تعمیر اس اندازے کے ساتھ ہوئی ہو کہ پورا خاندان اس میں رہ سکے! کم و بیش پچیس کمرے ضرور ہوں گے۔

فیاض عمران کو پچھلی رات ہی یہاں پہنچا گیا تھا اور پھر فیاض وہاں اتنی ہی دیر ٹھہرا تھا جتنی دیر میں وہ سجاد اور اس کے دوسرے بھائیوں سے عمران کا تعارف کرا سکا تھا! عمران نے پوری رات سکون سے گزاری! یعنی صبح تک اطمینان سے سوتا رہا!

دن کے اجالے میں لوگوں نے عمران کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں قائم کی! کیونکہ صورت ہی سے پرلے سرے کا بیوقوف معلوم ہوتا تھا!

چائے اس نے اپنے کمرے میں تنہا پی... اور پھر باہر نکل کر ایک ایک سے "امجاد صاحب" کے متعلق پوچھنے لگا! لیکن ہر ایک نے اس نام سے لاعلمی ظاہر کی! آخر سجاد آ ٹکرایا! عمران نے اس سے بھی "امجاد صاحب" کے متعلق پوچھا!

"یہاں تو کوئی بھی امجاد نہیں ہے!" سجاد نے کہا!... یہ ایک ادھیڑ عمر کا قوی الجثہ آدمی تھا! اور اس کے چہرے پر سب سے نمایاں چیز اس کی ناک تھی!

"تب پھر شائد میں غلط جگہ پر ہوں!" عمران نے مایوسی سے کہا۔ "کیپٹن فیاض نے کہا تھا کہ امجاد صاحب میرے پرانے شناسا ہیں اور ان کے بھتیجے!..."

"امجاد نہیں سجاد" سجاد نے کہا "میں ہی سجاد ہوں!"

"نہیں صاحب مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ امجاد...! اگر آپ سجاد کہتے ہیں تو پھر یہی درست ہوگا۔ آپ کے بھتیجے صاحب... میں ان سے ملنا چاہتا ہوں!"

"بہت مشکل ہے جناب!" سجاد بولا "وہ کمرے سے باہر نکلتا ہی نہیں... ہم سب خوشامدیں کرتے کرتے تھک گئے!"

"مجھے وہ کمرہ ہی دکھا دیجئے!"

"آیئے... پھر کوشش کریں! ممکن ہے کہ... مگر مجھے امید نہیں!"

وہ تین راہداریوں سے گذرنے کے بعد ایک کمرے کے سامنے رک گئے عمران نے دروازے کو دھکا دیا! لیکن وہ اندر سے بند تھا!

سجاد نے آواز دی لیکن اندر کوئی صرف کھانس کر رہ گیا... اتنے میں عمران نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر ایک سگریٹ سجاد کو پیش کیا اور دوسرا خود سلگا لیا!... سجاد نے سگریٹ سلگا کر پھر دروازے پر دستک دی۔

"خدا کے لئے مجھے میرے حال پر چھوڑ دو!" اندر سے ایک بھرائی ہوئی سی آواز آئی!

"جمیل بیٹے! دروازہ کھول دو! باہر آؤ... دیکھو میں نے ایک نیا انتظام کیا ہے! ہمارے دشمنوں کی گردنیں نالی میں رگڑ دی جائیں گی!"

"چچا جان میں کچھ نہیں چاہتا... میں کچھ نہیں چاہتا!"

"ہم تو چاہتے ہیں!"

"فضول ہے! بیکار ہے...! اس کمرے سے میری لاش ہی نکلے گی!..."

"دیکھا آپ نے!" سجاد نے آہستہ سے عمران سے کہا اور عمران صرف سر ہلا کر رہ گیا!

پھر سجاد خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا! وہ بے خیالی میں پے در پے سگریٹ کے لمبے لمبے کش لے رہا تھا! اچانک اس کے چہرے کے قریب ایک دھماکہ ہوا اور سگریٹ کی دھجیاں اڑ گئیں۔

"ارے خدایا!" سجاد چیخ مار کر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

"کیا ہوا!" اندر سے کوئی چیخا! پھر دوڑنے کی آواز آئی اور دروازہ جھٹکے کے ساتھ کھل گیا! دوسرے لمحے میں عمران کے سامنے ایک قوی ہیکل نوجوان کھڑا ہوا تھا جس کے چہرے پر بڑے بڑے سفید دھبے تھے!

اس نے جھپٹ کر سجاد کو فرش سے اٹھایا اور سجاد عمران کی طرف دیکھ کر دھاڑا۔

"یہ کیا۔ بیہودگی تھی!"

"ارے... لل... خد... خدا کی قسم...!" عمران ہکلانے لگا!

"یہ کیا ہوا..." جمیل نے سجاد کو جھنجھوڑ کر کہا "یہ کیا تھا!"

"کچھ نہیں!" سجاد عمران کو قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا ہانپ رہا تھا!

"آپ کون ہیں!" جمیل عمران کی طرف مڑا۔ لیکن پھر دوسرے ہی لمحہ میں دونوں ہاتھ سے اپنا چہرہ چھپا کر کمرے میں گھس گیا! دروازہ پھر بند ہو چکا تھا!

"مجھے بتایئے کہ اس بیہودگی کا کیا مطلب تھا!" سجاد عمران کے چہرے کے قریب ہاتھ ہلا کر چیخا!
گھر کے کئی دوسرے افراد بھی اب وہاں پہنچ گئے تھے!

"دیکھئے! عرض کرتا ہوں!" عمران گھبرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"یہ کیپٹن فیاض کی حرکت ہے! اس نے میرے سگریٹ کیس سے اپنا سگریٹ کیس بدل لیا ہے یہ دیکھئے!... سگریٹ کیس پر اس کا نام بھی موجود ہے!"

عمران نے سگریٹ کیس اسے پکڑا دیا---!

"یہ سگریٹ دراصل میرے لئے تھا!" عمران پھر بولا "مجھے بہت افسوس ہے! لاحول ولا قوۃ آپ جلے تو نہیں!"

وہ آگے جھک کر اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا!

"اگر یہ مذاق تھا تو میں ایسے مذاق پر لعنت بھیجتا ہوں!" سجاد نے ناخوشگوار لہجے میں کہا "میں نہیں جانتا تھا کہ فیاض ابھی تک بچپنے ہی کی حدود میں ہے!"

"میں فیاض سے سمجھ لوں گا!" عمران اپنی مٹھیاں بھینچ کر بولا۔

دوسرے افراد سجاد سے دھماکے کے متعلق پوچھنے لگے اور سجاد نے سگریٹ پھٹنے کا واقعہ دہراتے ہوئے کہا "اس طرح اچانک ہارٹ فیل بھی ہو سکتا ہے! فیاض کو ایسا مذاق نہ کرنا چاہئے تھا! اس نے اس کے سگریٹ کیس سے اپنا سگریٹ کیس بدل لیا ہے! اب سوچتا ہوں کہیں فیاض نے مجھ سے بھی تو مذاق نہیں کیا ہے!"

"ضرور کیا ہوگا!" عمران حماقت انگیز انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا بولا

"آپ کا عہدہ کیا ہے؟" سجاد نے اس سے پوچھا۔

"شہدہ.... ! میرا کوئی شہدہ نہیں ہے۔ لاحول ولا قوۃ کیا آپ مجھے لفنگا سمجھتے ہیں! لفنگا ہوگا وہی سالا فیاض۔ ایک دفعہ پھر لاحول ولا قوۃ!"

"آپ اونچا بھی سنتے ہیں!" سجاد اسے گھورنے لگا!

"میں اونچا نیچا سب کچھ سن سکتا ہوں!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا اور سگریٹ کیس سے دوسرا سگریٹ نکالنے لگا.... پھر اس طرح چونکا جیسے دھماکے والا واقعہ بھول ہی گیا ہو اس نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کرنے کے سلسلے میں سارے سگریٹ توڑ کر پھینک دیئے اور سگریٹ کیس کو فرش پر رکھ کر پہلے تو اس پر گھونسے برساتا رہا!.... کھڑا ہو کر جوتوں سے روندنے لگا! نتیجہ یہ ہوا کہ سگریٹ کیس کی شکل ہی بگڑ گئی!

کچھ لوگ مسکرا رہے تھے اور کچھ اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"میں نے آپ کا عہدہ پوچھا تھا!" سجاد بولا۔

"میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا!" عمران کا لہجہ ناخوشگوار تھا! "میں ابھی واپس جاؤں گا۔ فیاض کی ویسی کی ایسی.... ایسی کی ایسی.... لاحول ولا قوۃ.... کیا کہتے ہیں اسے... ویسی کی جیسی....!"

"ایسی کی تیسی!" ایک لڑکی نے ہنستے ہوئے تصحیح کی---!

"جی ہاں! ایسی کی تیسی.... شکریہ!" عمران نے کہا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ لڑکی نے سجاد کا ہاتھ پکڑا اور ایک دوسرے کمرے میں لے آئی!

"یہ آدمی بڑا گھاگ معلوم ہوتا ہے۔" اس نے سجاد سے کہا۔

"بالکل گدھا!"

"نہیں ڈیڈی! میں ایسا نہیں سمجھتی!.... جمیل بھائی کو کمرے سے نکالنے کی ایک بہترین تدبیر تھی!.... یہ بتایئے کہ پہلے بھی کوئی اس میں کامیاب ہو سکا تھا! خود فیاض صاحب نے بھی تو کوشش کی تھی!"

سجاد کچھ نہ بولا اس کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئی تھیں۔ اس نے تھوڑی دیر بعد کہا!

"تم ٹھیک کہتی ہو! سعیدہ! بالکل ٹھیک! مگر کمال ہے.... صورت سے بالکل گدھا معلوم ہوتا ہے!"

"محکمہ سراغرسانی میں ایسے ہی لوگ زیادہ کامیاب سمجھے جاتے ہیں اور وہ سچ مچ اپنی ظاہری حالت کی ضد ہوتے ہیں!"

عمران راہداری سے کچھ اس انداز میں رخصت ہوا تھا جیسے اپنے کمرے میں پہنچتے ہی وہاں سے روانہ ہو جانے کی تیاریاں شروع کرے گا۔

"اب کیا کیا جائے!" سجاد نے سعیدہ سے کہا۔

"میں.... میں نہیں تم جاؤ....!"

"اچھا.... میں ہی روکتی ہوں!"

سعیدہ اس کمرے میں آئی جہاں عمران کا قیام تھا! دروازہ اندر سے بند نہیں تھا! اس نے دستک دی! لیکن جواب ندارد! آخر تیسری دستک کے بعد اس نے دھکا دے کر دروازہ کھول دیا کمرہ خالی تھا۔ لیکن عمران کا سامان بدستور موجود تھا۔ پھر نوکروں سے پوچھنے پر معلوم ہوا عمران خالی ہاتھ باہر گیا ہے۔

۴

پیریسمین نائٹ کلب دن میں بھی آباد رہتا تھا!..... وجہ یہی تھی کہ وہاں رہائش کرنے بھی تھے.... اور وہاں قیام کرنے والے مستقل ممبر کہلاتے تھے اور پھر چونکہ یہ "سیزن" کا زمانہ تھا اس لئے یہاں چوبیس گھنٹوں کی سروس چلتی تھی!

عمران نے ڈائننگ ہال میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھا اور پھر ایک گوشے میں جا بیٹھا اس کی پشت پر کھڑکی تھی اس نے ویٹر کو بلا کر آئس کریم کا آرڈر دیا۔ حالانکہ خنکی اس وقت بھی اچھی خاصی تھی!.....

وہ تھوڑی دیر تک آئس کریم کی چسکیاں لیتا رہا.... پھر یک بیک اس طرح اچھلا کہ سینے کے بل میز پر آرہا وہاں سے پھسل کر فرش پر آرہا اور پھر وہ اس طرح کپڑے جھاڑ جھاڑ کر اچھل کود رہا تھا جیسے کپڑوں میں شہد کی مکھیاں گھس گئی ہوں....

ہال میں اس وقت زیادہ آدمی نہیں تھے! بہر حال جتنے بھی تھے وہ اپنی جگہوں پر بیٹھے تو نہیں رہ سکتے تھے!

"کیا بات ہے.... کیا ہوا!" کسی نے پوچھا!

"ہپ.... ہپ.... پرندہ.... پرندہ!" عمران ایک کرسی پر ہانپتا ہوا بولا پھر اس نے اس کھڑکی کی طرف اشارہ کیا جس کے قریب بیٹھ کر اس نے آئس کریم کھائی تھی!

"پرندہ!" ایک لڑکی نے خوفزدہ آواز میں دہرایا!

اور پھر لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے لگے! ویٹروں نے جھپٹ جھپٹ کر ساری کھڑکیاں بند کر دیں!

لیکن اتنے میں ایک بھاری بھرکم آدمی عمران کے قریب پہنچ گیا اور وہ صورت سے کوئی اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا! اس کا چہرہ کسی بلڈاگ کے چہرے سے مشابہ تھا!

"پرندہ!" وہ عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر غرایا۔ "ذرا میرے ساتھ آیئے!"

"کک.... کیوں!"

"اس لئے کہ میں یہاں کا منیجر ہوں!" اس نے عمران کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اسے کرسی سے اٹھا دیا!

عمران کو اس کے اس رویہ پر حیرت ضرور ہوئی لیکن وہ خاموش رہا اور اس نے اسے اس بات کا موقع نہیں دیا کہ وہ بغلوں میں ہاتھ دیئے ہوئے ہی اسے اپنے ساتھ لے جاتا۔

منیجر نے اسے اپنے کمرے میں کھینچ کر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ عمران اس وقت پہلے سے بھی زیادہ بیوقوف نظر آرہا تھا!

"ہوں کیا قصہ تھا پرندے کا!" وہ عمران کو گھورتا ہوا غرایا۔

"قصہ تو مجھے یاد نہیں!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا۔ "لیکن پرندہ ضرور تھا!.. نیلا....!"

"اور وہ تمہاری گردن میں لٹک گیا! کیوں؟"

"نہیں لٹک سکا!.... میں دعویٰ سے کہتا ہوں!...."

"تمہیں کس نے بھیجا ہے! اس نے میز کی دراز کھول کر لوہے کا ایک دو فٹ لمبا رول نکالتے ہوئے کہا۔

"کسی نے نہیں! میں والدین سے چھپ کر یہاں آیا تھا!...." عمران نے لاپروائی سے جواب دیا! لیکن اس کی نظریں لوہے کے اس رول پر تھیں!

"میں تمہاری ہڈیاں بھوسہ کر دوں گا!" منیجر گردن اکڑا کر بولا!

"کیا والد صاحب نے ایسا کہا ہے!" عمران نے خوفزدہ آواز میں پوچھا!

"تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے!"

"اچھا تم ہی بتاؤ کہ کون بھیج سکتا ہے!" عمران نے سوال کیا لیکن منیجر رول سنبھال کر اس پر ٹوٹ پڑا۔

عمران "ارے" کرتا ہوا ایک طرف ہٹ گیا!.... رول دیوار پر پڑا اور منیجر پھر پلٹا.... دوسرا حملہ بھی سخت تھا! لیکن اس بار منیجر جھونک کر میز سے جا ٹکرایا اور پھر میز کے ساتھ ہی خود بھی الٹ گیا! موقع تھا! عمران چاہتا تو اتنی دیر میں دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل سکتا تھا!.. مگر وہ احمقوں کی طرح کھڑا.... ارے ارے.... ہی کرتا رہ گیا!

"آپ کے کہیں چوٹ تو نہیں آئی!" عمران نے اس وقت پوچھا جب وہ دوسری طرف ہاتھ ٹیک کر اٹھ رہا! اس کے اس جملے پر منیجر کو اس زور کا غصہ آیا کہ وہ ایک بار پھر الٹی ہوئی میز ڈھیر ہو گیا....!

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا!" منیجر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا غرایا!

"آپ خواہ مخواہ خفا ہو رہے ہیں چچا جان!" عمران نے نہایت سعادتمندی سے عرض کیا "آپ یقیناً والد صاحب کے دوست معلوم ہوتے ہیں! اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو آئندہ میں یہاں نہ آؤں گا!"

منیجر سامنے کھڑا اسے گھور رہا تھا اور اس کا سینہ سانسوں کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ پھول
پچک رہا تھا!....

"جی ہاں!" عمران احمقوں کی طرح سر ہلا کر بولا! "والد صاحب کہتے ہیں کہ جہاں عورتیں
بھی ہوں وہاں نہ جایا کرو... جی ہاں... کان پکڑتا ہوں... اب کبھی نہ آؤں گا!"

منیجر پھر بھی نہ بولا! وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر عمران کو گھورنے لگا! عمران بھی سر جھکائے
رہا... اس کے اس رویئے ہی نے منیجر کو الجھن میں ڈال دیا ورنہ یہ بات وہ بھی سوچ سکتا تھا کہ
عمران اگر بھاگنا چاہتا تو وہ اسے روک نہ پاتا!

"پرندہ! تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا!...." اس نے تھوڑی دیر بعد پوچھا!

"وہ میری گردن سے ٹکرایا تھا!... مجھے پروں کی ہلکی سی جھلک دکھائی دی تھی... پھر
نہیں جانتا کہ وہ کدھر گیا!"

"بکواس... بالکل بکواس... میرے کلب کو بدنام کرنے کی ایک انتہائی مکروہ سازش!"

"میں بالکل نہیں جانتا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں!"

"تم بس یہاں سے چپ چاپ چلے جاؤ اور کبھی یہاں تمہاری شکل نہ دکھائی دے! سمجھے!"

عمران کچھ سوچنے لگا! پھر سر ہلا کر بولا "یہ کوئی دوسرا معاملہ معلوم ہوتا ہے!.... آپ والد
صاحب کے دوست نہیں ہیں۔ کیوں؟"

"چلے جاؤ!" منیجر حلق پھاڑ کر بولا!

"تم میری توہین کر رہے ہو دوست!" عمران یک بیک سنجیدہ ہو گیا!

"تم کون ہو؟"

"میں سیاح ہوں.... اور میں نے اس پراسرار پرندے کے متعلق اخبارات میں پڑھا تھا!"

"سب بکواس ہے!" منیجر غرایا!... "وہ پرندہ اس کتے.... جمیل کے علاوہ اور کسی کو نہیں
دکھائی دیا تھا... کلب کو بدنام کرنے کا ایک ناپاک طریقہ!"

"تب تو ضرور یہی بات ہو سکتی ہے.... اور میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے بھی اس کہانی پر یقین
نہیں آیا ہے!"

"ابھی تم نے کیا سوانگ بھرا تھا!" منیجر پھر جھلا کر کھڑا ہو گیا!

"بیٹھو بیٹھو! یہ میرا پیشہ ہے!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا!

"کیا پیشہ!...."

"میں ایک اخبار کا رپورٹر ہوں!.... چندر نگر کا مشہور اخبار.... اجالا!.... نام سنا ہو گا

نے.... میں صحیح واقعہ معلوم کرنے کی غرض سے یہاں آیا ہوں!"

"تم جھوٹے ہو!" منیجر غرایا!

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ میں جھوٹا ہوں!.... مجھے صحیح معلومات حاصل کرنی
ورنہ میں اب تک یہاں ٹھہرتا کیوں؟.... میرا سر اتنا مضبوط نہیں ہے کہ لوہے کی سلاخ
مجت کر سکے۔"

"تو تم نے پرندے کا نام اس طرح کیوں لیا تھا!"

"محض اس لئے کہ تم مجھ سے کھل کر گفتگو کر سکو!.... تم نے محض غصے میں اس بات
اظہار کر دیا کہ یہ تمہارے کلب کو بدنام کرنے کے لئے ایک سازش ہے.... کیا تم نے دوسرے
اخبار کے رپورٹروں سے بھی یہی کہا ہو گا!"

"نہیں!" منیجر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا!

"کیوں!"

لیکن منیجر نے اس "نہیں" کا کوئی جواب نہیں دیا!

عمران نے سر ہلا کر کہا "تم نے اس لئے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ جمیل شہر کا ایک بہت
بڑا آدمی ہے...."

اس پر منیجر نے شہر کے اس بہت بڑے آدمی کو ایک گندی سی گالی دی! اور پھر خاموش
ہو گیا!

"ٹھیک ہے! تم کھلم کھلا نہیں کہہ سکتے! ظاہر ہے کہ تمہارا کلب انہیں بڑے آدمیوں کی دولت
سے چلتا ہے!"

منیجر نے تمام بڑے آدمیوں کے لئے بھی وہی گالی دہرائی اور اپنے جیب میں ہاتھ ڈال
سگریٹ کا پیکٹ تلاش کرنے لگا۔

"ٹھیک ہے!" عمران مسکرا کر بولا "میں تم سے متفق ہوں اور میرا اخبار بھی متفق ہو جائے
گا! لیکن صحیح حالات کا علم ضروری ہے۔"

"میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ پرندہ جمیل کے علاوہ اور کسی کو نہیں دکھائی دیا تھا!"

"لیکن جمیل تمہارے کلب کو بدنام کیوں کرنا چاہتا ہے!"

"میں نے الیکشن میں اس کی مخالفت کی تھی!" منیجر بولا۔

"مگر میرا خیال ہے کہ اس نے الیکشن میں حصہ نہیں لیا تھا!" عمران نے کہا۔

"وہ خود نہیں حصہ لیتا! مگر اپنے امیدوار کھڑے کرتا ہے.... اور اس کی یہی کوشش ہو

ہے کہ اس حلقہ انتخاب سے اس کے امیدوار کے علاوہ اور کوئی کامیابی نہ حاصل کر سکے!"

"اچھا خیر...ہاں مگر تمہاری مخالفت کا نتیجہ کیا نکلا تھا۔"

"اس کے دو امیدوار کامیاب نہ ہو سکے!"

"اور وہ اس کے باوجود بھی تمہارے کلب میں آتا رہا تھا!" عمران نے کہا!

"ہاں... اسی پر تو مجھے حیرت تھی! لیکن اس پرندے والے معاملے نے میری آنکھیں کھول دیں! وہ اس طرح انتقام لینا چاہتا ہے! آدھے سے زیادہ مستقل ممبروں نے کلب سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے...اور روزانہ کے گاہکوں میں بھی کمی واقع ہو گئی ہے!"

"اچھا اگر یہ سازش ہے تو میں دیکھ لوں گا!" عمران بولا!"اور میں یہاں سے اس وقت تک نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ حقیقت نہ معلوم کر لوں!"

منیجر کچھ نہ بولا! اس کے چہرے پر یقین و تشکیک کی کش مکش کے آثار نظر آ رہے تھے!

۵

شام بڑی خوشگوار تھی! سورج دور کی پہاڑیوں کی طرف جھک رہا تھا اور کپکپاتی ہوئی سرخی مائل دھوپ سرسبز چٹانوں پر بکھری ہوئی تھی!

عمران چلتے چلتے اچانک منہ کے بل گر پڑا پہلے تو ننھی ننھی بچیوں نے قہقہہ لگایا لیکن جب عمران اٹھنے کی بجائے بے حس و حرکت اوندھا پڑا ہی رہا تو بچیوں کے ساتھ والے اس کی طرف دوڑ پڑے... ان میں دو جوان لڑکیاں تھیں اور تین مرد! ایک نے عمران کو سیدھا کیا... اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر بولا۔

"بیہوش ہو گیا ہے---!"

"دیکھئے سر تو نہیں پھٹا!" ایک لڑکی بولی... اور دو آدمی عمران کا سر ٹٹولنے لگا!

یہ لوگ اپنے لباس کی بنا پر اچھی حیثیت والے معلوم ہو رہے تھے!

"نہیں سر محفوظ ہے!" نوجوان بولا! "یہ شائد کسی قسم کا دورہ ہے... کیا کہتے ہیں اسے... مرگی... مرگی!" وہ عمران کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگا!

سامنے ہی ایک عالیشان عمارت تھی اور یہاں سے اس کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا... یہ نواب جاوید مرزا کی کوٹھی تھی!...

"اب کیا کرنا چاہئے!" نوجوانوں میں سے ایک نے کہا "یہ بیچارا یہاں کب تک پڑا رہے گا... کیوں نہ ہم اسے اٹھا کر کوٹھی میں لے چلیں!"

لڑکیوں نے بھی اس کی تائید کی اور تیسرا جو سب سے الگ تھلگ کھڑا تھا منہ بنا کر بولا "میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں!"

"کیوں؟" ایک لڑکی جھلا کر اس کی طرف مڑی!

"یہ مجھے کوئی اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا!"

"برا ہی سہی!" لڑکی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا "دنیا کا کوئی آدمی فرشتہ نہیں ہوتا!"

عمران کو زمین سے اٹھایا گیا! لیکن وہ تیسرا الگ ہی الگ رہا۔

حالانکہ وہ دونوں اس کی مدد کی ضرورت محسوس کر رہے تھے... جوں توں کر کے وہ کوٹھی میں داخل ہوئے اور سب سے پہلا کمرہ جو ان کی پہنچ میں تھا۔ عمران سے آباد ہو گیا! وہ اسے ہوش میں لانے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں اختیار کرتے رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی! آخر تھک ہار کر انہیں ڈاکٹر کو فون کرنا پڑا...

"یہ بن رہا ہے!" اس نوجوان نے کہا جس نے اسے برا آدمی کہا تھا!

"تم احمق ہو!" لڑکی بولی!

"ہو سکتا ہے شوکت کا خیال درست ہو؟" دوسرے نے کہا!

"تم بھی احمق ہو!"

پہلے نے کچھ نہیں کہا دوسری لڑکی بھی خاموش رہی۔

"اچھا میں اسے ہوش میں لاتا ہوں۔" شوکت آگے بڑھ کر بولا---!

"نہیں... قطعی نہیں!" لڑکی نے سخت لہجے میں کہا "ڈاکٹر آ رہا ہے!"

"تمہاری مرضی!" شوکت برا سا منہ بنائے ہوئے پیچھے ہٹ گیا!

اتنے میں ایک باوقار بوڑھا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی عمر ستر کے لگ بھگ رہی ہو گی لیکن تندرستی بہت اچھی تھی! سفید بالوں میں بھی وہ جوان معلوم ہوتا تھا!...

"کیا بات ہے!... یہ کون ہے؟"

"ایک راہگیر!" لڑکی نے کہا "چلتے چلتے گرا اور بیہوش ہو گیا!"

"لیکن ہے کون؟"

"پتہ نہیں! تب سے اب تک بیہوش ہے!"

"اوہ... تم لوگوں کو بالکل عقل نہیں! ہٹو ادھر مجھے دیکھنے دو!"

بوڑھا مسہری کے قریب پہنچ کر بولا "آدمی تو کسی حیثیت معلوم ہوتا ہے! اس کی جیب میں

وزیٹنگ کارڈ ضرور ہوگا! تم لوگ اب تک جھک مارتے رہے ہو!"

اس نے عمران کی مختلف جیبیں ٹٹولنے کے بعد آخر کار ایک وزیٹنگ کارڈ نکال ہی لیا!... اور اس پر نظر ڈالتے ہی اس نے قہقہہ لگایا۔

"ہاہا... دیکھا پروین! میں نہ کہتا تھا کہ کوئی ذی حیثیت آدمی ہے... یہ دیکھو!... شہزادہ سطوت جاہ!"

"شہزادہ سطوت جاہ" شوکت نے طنزیہ لہجہ میں دہرایا۔

پروین بوڑھے کے ہاتھ سے کارڈ لے کر دیکھنے لگی!

"ہو سکتا ہے کہ یہ مجھ سے ملنے ہی کے لئے ادھر آیا ہو!" بوڑھے نے کہا۔

شوکت دوسری لڑکی کے قریب کھڑا آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑا رہا تھا!

اچانک وہ لڑکی بوڑھے کو مخاطب کر کے بولی "شوکت بھائی کا خیال ہے یہ شخص بیہوش نہیں ہے!"

"تمہارا کیا خیال ہے!" بوڑھے نے لڑکی سے پوچھا۔

"بات یہ ہے کہ اب تک ہوش میں آجانا چاہئے تھا!" لڑکی نے کہا۔

"یعنی تم بھی یہی سمجھتی ہو کہ یہ بن رہا ہے!"

"جی ہاں! میرا بھی یہی خیال ہے!"

"اچھا تو اس معاملہ میں جو بھی شوکت سے متفق ہو اپنے ہاتھ اٹھا دے!" بوڑھے نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ پروین کے علاوہ اور سب نے ہاتھ اٹھا دیئے۔

"کیوں تم ان لوگوں سے متفق نہیں ہو!" بوڑھے نے اس سے پوچھا!

"نہیں! حضور ابا...!"

"اچھا تو تم یہیں ٹھہرو... اور تم سب یہاں سے دفع ہو جاؤ!" بوڑھے نے ہاتھ جھٹک کر کہا! پروین کے علاوہ اور سب چلے گئے...!

نواب جاوید مرزا عرف عام میں جھکی تھا... اور اس کے ذہن میں جو بات بیٹھتی پتھر کی لکیر ہو جاتی!... وہ لوگ جو اس سے کسی بات پر متفق نہ ہوتے انہیں عام طور پر خسارے ہی میں رہنا پڑتا تھا! اس کے تینوں بھتیجے شوکت، عرفان، صفدر اور بھانجی ریحانہ اس وقت دھوکے ہی میں رہے... اس لئے انہیں اس کے عتاب کا شکار ہونا پڑا... انہیں اس کا علم نہیں تھا کہ نواب جاوید مرزا کی رائے مختلف ہوگی!

"میرا خیال بھی کبھی غلط نہیں ہوتا" جاوید مرزا نے پروین کی طرف دیکھ کر کہا "یا ہوتا ہے!"

"کبھی نہیں!"

اتنے میں ڈاکٹر آگیا!... وہ کافی دیر تک عمران کو دیکھتا رہا! پھر جاوید مرزا کی طرف دیکھ کر کہا "آپ کا کیا خیال ہے!"

"نہیں تم پہلے اپنا خیال ظاہر کرو!"

"جو آپ کا خیال ہے وہی میرا بھی ہے!"

"یعنی...!"

ڈاکٹر شش و پنج میں پڑ گیا۔ وہ یہاں کا فیملی ڈاکٹر تھا اور یہاں سے اسے سینکڑوں روپے ماہوار آمدنی ہوتی تھی! اس لئے وہ بہت محتاط رہتا تھا!... وہ جاوید مرزا کے سوال کا جواب دیئے بغیر ایک بار پھر عمران پر جھک پڑا۔

"ہاں ہاں!" جاوید مرزا سر ہلا کر بولا "اچھی طرح اطمینان کر لو... پھر خیال ظاہر کرنا!"

جاوید مرزا ٹہلنے لگا! ایک لحظہ کے لئے اس کی پشت ان کی طرف ہوئی اور پروین نے اشارے سے ڈاکٹر کو سمجھا دیا...

جاوید مرزا ٹہلتا رہا... وہ آہستہ آہستہ بڑبڑا رہا تھا۔ "شہزادہ سطوت جاہ... شہزادہ سطوت جاہ... واہ نام ہی سے شان ٹپکتی ہے۔ پرانی عظمتوں کا احساس ہوتا ہے...!"

"جناب عالی..." ڈاکٹر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا "بیہوشی! گہری بیہوشی... مگر یہ کوئی مرض نہیں معلوم ہوتا!"

"خوب تو تم بھی مجھ سے متفق ہو!"

"قطعی جناب...!"

"پھر...! یہ ہوش میں کیسے آئے گا!"

"میرا خیال ہے... خود بخود... دوا کی ضرورت نہیں!"

"مگر میرا خیال ہے کہ دوا کی ضرورت ہے!"

"اگر آپ کا خیال ہے تو پھر ہوگی... آپ مجھ سے زیادہ تجربہ کار ہیں!" ڈاکٹر نے کہا!

"نہیں بھئی! بھلا میں کس قابل ہوں!" جاوید مرزا نے مسکرا کر خاکساری ظاہر کی!

"فی الحال میں ایک انجکشن دے رہا ہوں!"

"انجکشن" جاوید مرزا نے برا سا منہ بنایا۔ "پتہ نہیں... کیا ہو گیا ہے آج کل کے معالجوں کو... انجکشن کے علاوہ اور کوئی علاج ہی نہیں ہے!"

"پھر آپ کیا چاہتے ہیں!" ڈاکٹر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا!

"کوئی نیا... طریقہ... ایک بار نادر شاہ درانی نے..."

یک بیک عمران بوکھلا کر اٹھ بیٹھا!

"گٹ آوٹ.... آل آف یو" اس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر چاروں طرف دیکھ کر شرمندہ ہو جانے کے سے انداز میں ہونٹوں پر زبان پھیر پھیر کر تھوک نگلنے لگا--!

"اب کیسی طبیعت ہے!" جاوید مرزا نے پوچھا!

"وہ تو ٹھیک ہے.... مگر....!" عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا!

"میں جاوید مرزا ہوں.... یہ پروین ہے.... اور یہ ڈاکٹر فطرت!"

"عشرت!" ڈاکٹر نے تصحیح کی!

"اور میں....؟"

"ہاں ہاں! تم سطوت جاہ.... ہو! شہزادہ سطوت جاہ!"

"ہائیں....!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا "آپ میرا نام کیسے جان گئے!"

اس پر جاوید مرزا صرف ہنس کر رہ گیا!

"میں نے ابھی تک کسی پر اپنی اصلیت ظاہر نہیں کی تھی.... آپ کو کیسے....!"

"پرواہ مت کرو!...." جاوید مرزا نے کہا.... "اب تمہاری طبیعت کیسی ہے!"

"مگر میں یہاں کیسے آیا....!"

"تم چلتے چلتے گر کر بیہوش ہو گئے تھے!" جاوید مرزا بولا۔

"ہائیں!" عمران کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں "کوئی ایکسیڈنٹ تو نہیں ہوا!"

"ایکسیڈنٹ!" جاوید مرزا نے حیرت ظاہر کی "میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا!"

"میری کار کہاں ہے؟"

"کار" پروین اسے گھور کر بولی "آپ تو پیدل تھے.... ہم نے کوئی کار نہیں دیکھی!"

"مذاق نہ کیجئے!" عمران گھگھیا کر بولا!

"نہیں بخدا وہاں کوئی کار نہیں تھی!"

"میرے خدا!.... کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں!" عمران اپنی پیشانی رگڑنے لگا!

"کیا معاملہ ہے!" جاوید مرزا نے دخل دیا۔

"میں اپنی کار ڈرائیو کر رہا تھا!" عمران نے کہا--!

پھر اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا ہوگا ظاہر ہے!.... جاوید مرزا سے لے کر دروازوں کے شیشے صاف کرنے والا لڑکا تک سب پاگل ہو گئے! بڑی دور دور تک کار تلاش کی گئی۔ مگر.... وہاں تھا کیا!.... تھوڑی دیر بعد سب اسٹڈی میں اکٹھے ہوئے۔ شوکت، عرفان، صفدر اور ریحانہ بھی

موجود تھے!

شوکت بار بار عمران کو عجیب نظروں سے گھورنے لگتا تھا!.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ان سب سے بیزار ہو!.... اس نے اس دوران میں ایک بار بھی حیرت کا اظہار نہیں کیا تھا!

"سردار گڑھ.... بھوتوں کا مسکن بن گیا ہے!" جاوید مرزا بڑبڑایا!

"روزانہ ایک انہونی بات سامنے آتی ہے.... ویسے سطوت جاہ تم ٹھہرے کہاں ہو!"

"رائل ہوٹل میں!...."

"سردار گڑھ کب آئے ہو!"

"پرسوں!"

"پھر تم اپنی کار کے لئے کیا کرو گے!"

"صبر کروں گا....!"

"آپ کہاں کے شہزادے ہیں جناب!" دفعتاً شوکت نے پوچھا!

"پرنس آف ڈھمپ!" عمران اپنی گردن اکڑا کر بولا!

"یہ ڈھمپ کیا بلا ہے!"

"نقشے میں تلاش کیجئے! آپ ہماری توہین کر رہے ہیں!"

"شوکت باہر جاؤ!" جاوید مرزا بگڑ گیا!

"شوکت چپ چاپ اٹھا اور باہر چلا گیا!

"تم کچھ خیال نہ کرنا" جاوید مرزا نے عمران سے کہا "یہ ذرا بد دماغ ہے!"

"آپ بھی میری توہین کر رہے ہیں!" عمران نے خوشگوار لہجے میں کہا "نہ آپ نہ جناب.... تم.... یہ بھی کوئی بات ہوئی....!"

"میں نواب جاوید مرزا ہوں!"

"اچھا!" عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا.... پھر آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا "آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی...."

"مجھے بھی ہوئی!"

"اور یہ سب حضرات.... اور.... خواتین....!"

"یہ عرفان ہے! یہ صفدر ہے.... یہ پروین.... یہ ریحانہ....!"

"یہ پروین...." عمران صفدر کی طرف اشارہ کر کے بولا! پھر اپنا منہ پیٹنے لگا.... "لاحول ولا قوۃ.... بھول گیا....!.... یہ یہ!"

جاوید مرزا نے ایک بار پھر ان کے نام دہرا کر عمران کو سمجھانے کی کوشش کی!

"ان سب کی رگوں میں آپ کا خون ہے!" عمران نے پوچھا!

"ہاں یہ دونوں میرے بھتیجے ہیں! یہ بھانجی اور یہ بیٹی!"

"اور.... وہ صاحب جو چلے گئے!"

"وہ بھی بھتیجا ہے!"

"ایک بار پھر بڑی خوشی ہوئی!" عمران نے پھر جاوید مرزا سے بڑی گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کیا!

"مگر آپ کی کار کو کیا ہوگا!" جاوید مرزا نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔ "ایک بار پھر یاد کیجئے کہ آپ نے اسے کہاں چھوڑا تھا!"

"پتہ نہیں میں نے اسے چھوڑا تھا یا اس نے مجھے چھوڑا تھا.... مجھے سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہئے!"

اچانک نواب جاوید مرزا نے ناک سکوڑ کر برا سا منہ بنایا!

"سچ مچ!.... میں اس شوکت کو یہاں سے نکال دوں گا!" اس نے کہا۔

"نہیں میں خود ہی جا رہا ہوں!" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا!

"ارے ہائیں.... آپ کے لئے نہیں کہا گیا!" جاوید مرزا اسے شانوں سے پکڑ کر بٹھاتا ہوا بولا "وہ تو میں شوکت کو کہہ رہا تھا! کیا آپ کسی قسم کی بو نہیں محسوس کر رہے!"

"کر رہا ہوں!.... واقعی یہ کیا بلا ہے!" عمران اپنے نتھنے بند کر کے منمنایا۔

"اسے سائنٹسٹ کہلائے جانے کا خبط ہے!.... اس وقت غالباً وہ اپنی تجربہ گاہ میں ہے اور یہ بدبو کسی گیس کی ہے خدا کی پناہ.... ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بھنگیوں کی فوج کہیں قریب ہی مارچ کر رہی ہو!"

"کم از کم شاہی خاندانوں کے افراد کے لئے تو یہ مناسب نہیں ہے!" عمران نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"آپ کے خیالات بہت اچھے ہیں.... بہت اچھے...." جاوید مرزا اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ پھر پروین کی طرف مڑ کر کہا۔

"دیکھا!.... میں نہ کہتا تھا! آج بھی شاہی خاندانوں میں ایسے نوجوان افراد موجود ہیں۔ جنہیں عمومیت سے نفرت ہے!.... یہ سائنٹسٹ وائنٹسٹ ہونا ہمارے بچوں کے لئے مناسب نہیں ہے ڈاکٹر عشرت! تم جا سکتے ہو!"

جاوید مرزا نے آخری جملہ ڈاکٹر کی طرف دیکھے بغیر کہا تھا! ڈاکٹر رخصت ہو گیا!

۲

اسی شام کو روشی بھی عمران کی ٹوسیٹر کار سمیت سردار گڈھ پہنچ گئی! عمران نے صبح ہی اسے اس کے لئے تار دیا تھا اور اسے توقع تھی کہ روشی دن ڈوبتے ڈوبتے سردار گڈھ پہنچ جائے گی! اسے محکمہ سراغرسانی کا ایک آدمی جمیل کی کوٹھی تک پہنچا گیا تھا....!

عمران اپنا طریق کار متعین کر چکا تھا.... اور اسکیم کے تحت اسے رائل ہوٹل میں قیام کرنا تھا۔ وہاں کمرے حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی اور یہ حقیقت ہے کہ اس نے وہاں کے رجسٹر میں اپنا نام شہزادہ سطوت جاہ ہی لکھوایا.... اور روشی بدستور روشی رہی! اسے شہزادے صاحب کی پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت حاصل تھی!

رات کا کھانا انہوں نے ڈائننگ ہال ہی میں کھایا.... اور پھر عمران روشی کو یہاں کے حالات سے آگاہ کرنے لگا.... اچانک اس کی نظر شوکت اور عرفان پر پڑی جو ان سے کافی فاصلہ پر بیٹھے ان دونوں کو گھور رہے تھے!

عمران نے دریافت حال کے سے انداز میں اپنے سر کو جنبش دی اور عرفان اپنی میز سے اٹھ کر تیر کی طرح ان کی طرف آیا! لیکن شوکت نے منہ پھیر لیا—!

"تشریف رکھیے.... مسٹر پروان!" عمران نے پُر مسرت لہجے میں بولا!

"عرفان....!" اس نے بیٹھتے ہوئے تصحیح کی—!

"آپ کچھ خیال نہ کیجئے گا!" عمران نے شرمندگی ظاہر کی "مجھے نام عموماً غلط ہی یاد آتے ہیں!"

"آپ نے عرفان اور پروین کو گڈمڈ کر دیا!" عرفان ہنسنے لگا "اکثر ایسا بھی ہوتا ہے! کہئے آپ کی گاڑی ملی....!"

"لاحول ولا قوۃ! کیا کہوں!" عمران اور زیادہ شرمندہ نظر آنے لگا!

"کیوں کیا ہوا۔"

"وہ کمبخت تو یہاں گیراج میں بند پڑی تھی اور مجھے یاد آ رہا تھا کہ میں گاڑی ہی پر تھا!"

"خوب!" عرفان اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگا! لیکن وہ بار بار نظریں چرا کر روشی کی طرف بھی دیکھتا جا رہا تھا! جو سچ مچ ایسے ہی مودبانہ انداز میں بیٹھی تھی جیسے کسی شہزادے کی پرائیویٹ سیکرٹری ہو۔

"سیکرٹری"! اچانک عمران اس کی طرف مڑ کر انگریزی میں بولا "میں ابھی کیا یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"آپ.... آپ.... میرا خیال ہے.... اس آدمی.... ہاں آدمی ہی کا نام یاد کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔"

"وہ... وہ.... آدمی.... جس نے ایک ایکڑ زمین میں.... ڈیڑھ من شلجم اگائے تھے!"

"آہا.... آہا... یاد آ گیا!" عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا.... پھر فوراً ہی بیٹھ کر بولا "مگر نہیں.... وہ تو دوسرا آدمی تھا.... جس نے.... کیا کیا تھا.... لاحول ولا قوۃ.... یہ بھی بھول گیا.... کیا بتاؤں۔ عمران صاحب!"

"عمران نہیں عرفان!" عرفان نے پھر ٹوکا!

"عرفان صاحب! ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا!"

عرفان بور ہو کر اٹھ گیا! حالانکہ وہ روشی کی وجہ سے بیٹھنا چاہتا تھا! مگر اسے اندازہ ہو گیا تھا روشی اس احمق آدمی کی موجودگی میں اس میں دلچسپی نہیں لے سکتی! کیونکہ اس نے اس دوران میں ایک بار بھی عرفان کی طرف نہیں دیکھا تھا!

عرفان پھر شوکت کے پاس جا بیٹھا....!

عمران اور روشی بھی اٹھ کر اپنے کمروں میں چلے آئے!

"وہ دوسرا آدمی تمہیں اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہا تھا!" روشی نے کہا!

"تب وہ تمہیں دیکھ رہا ہو گا!"

"شٹ اَپ!"

"آرڈر۔ آرڈر.... تم میری سیکرٹری ہو اور میں پرنس سطوت جاہ!"

"لیکن اس رول میں تو اپنی حماقتوں سے باز آ جاؤ!" روشی نے کہا۔

مگر عمران نے اس بات کو ٹال کر دوسری شروع کر دی!

"کل تم جیل خانے میں جاؤ گی!.... اررر.... میرا یہ مطلب نہیں کہ.... ہاں.... وہاں ایک قیدی ہے! میں نے آج بہتیری معلومات فراہم کر لی ہیں!.... ہاں.... وہ قیدی.... اس کا نام سلیم ہے.... اسے شوکت نے جیل بھجوایا تھا کل صبح تمہیں اس سے ملنے کے لئے اجازت نامہ مل جائے گا!...." عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا!

"لیکن.... مجھے اس سے کیوں ملنا ہو گا!"

"یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس پر جو الزامات لگائے گئے ہیں ان میں کہاں تک حقیقت ہے!"

"کیا الزامات لگائے گئے ہیں!"

"اُسی سے پوچھنا!"

"لیکن وہ ہے کون اور اس واقعہ سے اس کا کیا تعلق ہے!"

"تم اس کی پرواہ مت کرو! اس سے جو کچھ گفتگو ہو مجھے اس سے مطلع کر دینا!"

"خیر مت بتاؤ!.... مگر.... ظاہر ہے کہ میں ایک ملاقاتی کی حیثیت سے وہاں جاؤں گی.... وہ اس ملاقات کی وجہ ضرور پوچھے گا!.... وہ سوچے گا....!"

"اونہہ اونہہ!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "تم اسکی بھی پرواہ نہ کرو! اس سے کہہ دینا کہ تم ایک غیر مقامی اخبار کی رپورٹر ہو!"

"تب تو مجھے اس کے تھوڑے بہت حالات سے پہلے ہی واقف ہونا چاہئے!"

"ٹھیک ہے!" عمران پسندیدگی کے اظہار میں سر ہلا کر بولا "تم اب کافی چل نکلی ہو! اچھا تو سنو!

سلیم، شوکت کا لیبوریٹری اسسٹنٹ تھا! شوکت.... وہ آدمی.... جو تمہاری دانست میں اس وقت مجھے اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہا تھا.... وہ پروین کا چچازاد بھائی ہے.... غالباً تم سمجھ ہی گئی ہو گی!"

"یعنی....! وہ خود بھی پروین کے امیدواروں میں سے ہو سکتا ہے!"

"واقعی چل نکلی ہو!.... بہت اچھے!.... ہاں یہی بات ہے اور شوکت کو سائنٹیفک تجربات کا خبط ہے! وہ ایک باقاعدہ قسم کی لیبارٹری بھی رکھتا ہے!...."

"اور.... وہ کیا نام اس کا.... سلیم اس کا لیبارٹری اسسٹنٹ تھا.... اور شوکت ہی نے اسے جیل بھجوایا— آخر کیوں؟.... وجہ کیا تھی!"

"وجہ بظاہر ایسی نہیں جس سے اس کیس کے سلسلے میں ہمیں کوئی دلچسپی ہو سکے.... لیکن ہو سکتا ہے کہ وجہ وہ نہ ہو جو ظاہر کی گئی ہے!"

"کیا ظاہر کی گئی ہے۔ میں وہی پوچھ رہی ہوں!"

"ایک معمولی سی رقم خورد برد کر دینے کا الزام!"

"یعنی اسی الزام کے تحت وہ جیل میں ہے!" روشی نے پوچھا!

"یقیناً!"

"تب پھر ظاہر ہے کہ حقیقت بھی یہی ہو گی! ورنہ وہ اس جرم کے تحت جیل میں کیوں ہوتا!"

"کیوں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اصل جرم عائد کردہ الزام سے بھی زیادہ سنگین ہو! جسے نہ شوکت ہی ظاہر کرنا پسند کرتا ہو اور نہ سلیم!"

"اگر یہ بات ہے تو پھر وہ مجھے حقیقت بتانے ہی کیوں لگا!"

"روشی! روشی!... اتنی ذہین نہ بنو! ورنہ میں بور ہو جاؤں گا... مر جاؤں گا! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو!"

"تب پھر کوئی تیسری بات ہو گی جسے تم ظاہر نہیں کرنا چاہتے!" روشی نے لاپروائی سے کہا "خیر میں جاؤں گی!"

"ہاں شاباش! میں صرف اتنا ہی چاہتا ہوں کہ تم کسی طرح اس سے مل لو!"

۷

قیدی سلاخوں کی دوسری طرف موجود تھا! روشی نے اسے غور سے دیکھا اور وہ اسے نیچے سے اوپر تک ایک شریف آدمی معلوم ہوا۔ اس کی عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہو گی! آنکھوں میں ایسی نرمی تھی جو صرف ایماندار آدمیوں ہی کی آنکھوں میں نظر آ سکتی ہے!

روشی کو دیکھ کر وہ سلاخوں کے قریب آ گیا!

"میں آپ کو نہیں جانتا!" وہ روشی کو گھورتا ہوا آہستہ سے بولا۔

روشی نے ایک قہقہہ لگایا جس کا انداز چڑانے کا سا تھا! روشی نے اس وقت اپنے ذہن کو بالکل آزاد کر دیا تھا! وہ اپنے طور پر اس سے گفتگو کرنا چاہتی تھی! عمران کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے کا ارادہ نہیں تھا!... عمران کی باتوں سے اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ صرف اس ملاقات کا ردِ عمل معلوم کرنا چاہتا ہے! اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں!"

"آپ کون ہیں؟" قیدی نے پھر پوچھا!

"میں بابا...!" روشی نے پھر قہقہہ لگایا اور بری عورتوں کی طرح بے ڈھنگے پن سے لچکنے لگی!

"میں سمجھ گیا!" قیدی آہستہ سے بڑبڑایا۔ "لیکن تم مجھے غصہ نہیں دلا سکتیں! قطعی نہیں! کبھی نہیں!"

بات بڑی عجیب تھی اور ان جملوں کی نوعیت پر غور کرتے وقت روشی کی اداکاری رخصت ہو گئی اور وہ ایک سیدھی سادی عورت نظر آنے لگی! قیدی اسے توجہ اور دلچسپی سے دیکھتا رہا! پھر اس نے آہستہ سے پوچھا!

"تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے!"

اچانک روشی کی ذہانت پھر جاگ اٹھی اس نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا "نہیں تم وہ آدمی نہیں معلوم ہوتے!"

"کون آدمی!"

"کیا تمہارا نام سلیم ہے!"

"میرا یہی نام ہے!"

"اور تم نواب زادہ شوکت کے لیبوریٹری اسسٹنٹ تھے!"

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے!"

"پھر تم وہی آدمی ہو!"

قیدی کے چہرے پر تفکر کے آثار پیدا ہو گئے لیکن ان میں سراسیمگی کو دخل نہیں تھا!... وہ خالی الذہنی کے سے انداز میں چند لمحے روشی کے چہرے پر نظر جمائے رہا پھر دو تین قدم پیچھے ہٹ کر بولا "تم جا سکتی ہو!"

"لیکن... اگر... تم سلیم...؟"

"میں کچھ نہیں سننا چاہتا! یہاں سے چلی جاؤ!"

"مگر... وہ!"

"جاؤ!" وہ حلق پھاڑ کر چیخا اور وہ سنتری تیزی سے چلتے ہوئے سلاخوں کے پاس پہنچ گئے... قبل اس کے کہ قیدی کچھ کہتا روشی بول پڑی! "تم فکر نہ کرو سلیم میں تمہارے گھر والوں کی اچھی طرح خبر گیری کروں گی!"

اور پھر وہ جواب کا انتظار کئے بغیر باہر نکل گئی!

۸

عمران نے روشی کا بیان بہت غور سے سنا اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا!

"تم واقعی چیل نکلی ہو! اس سے زیادہ میں بھی نہ کر سکتا...!"

"اور تم میری اس کارروائی سے مطمئن ہو!" روشی نے پوچھا!

"اتنا مطمئن... کہ...!"

عمران جملہ پورا نہ کر سکا! کیونکہ کسی نے کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک دی تھی۔

"ہاں.... آں.... کم ان!" عمران نے دروازے کو گھورتے ہوئے کہا!

ایک لڑکی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئی.... عمران نے اس پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی....

"میں سعیدہ ہوں!" لڑکی نے کہا! "آپ نے مجھے دیکھا تو ہوگا!"

"نہیں ابھی نہیں دیکھ سکا! سیکرٹری میری عینک!"

لڑکی اس پر کچھ جھنجھلا سی گئی۔

"میں سجاد صاحب کی لڑکی ہوں!"

"لاحول ولا قوۃ۔ میں لڑکا سمجھا تھا.... تشریف رکھئے! سیکرٹری! ڈائری میں دیکھو.... امجاد صاحب کون ہیں!"

"سجاد صاحب!" لڑکی غصیلی آواز میں بولی! "آخر آپ میرا مذاق کیوں اڑا رہے ہیں!"

"میں نے آج تک پتنگ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں اڑائی آپ یقین کیجئے.... یوں تو اڑانے کو میرے خلاف بے پر کی بھی اڑائی جا سکتی ہے!"

"میں یہ کہنے آئی تھی کہ جمیل بھائی آپ سے ملنا چاہتے ہیں!" سعیدہ جھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"سیکرٹری.... ذرا ڈائری....!"

عمران کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی سعیدہ کمرے سے نکل گئی!

"اس لڑکی کو میں نے کہیں دیکھا ہے!" روشی بولی "تم نے کیا کہہ دیا وہ غصے میں معلوم ہوتی تھی!" عمران خاموش رہا! اتنے میں فون کی گھنٹی بول اٹھی! عمران نے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا!

"ہیلو....! ہاں....! ہاں! ہم ہی بول رہے ہیں! سطوت جاہ! اوہ.... اچھا.... اچھا! ضرور.... ہم ضرور آئیں گے....!"

عمران نے ریسیور رکھ کر انگڑائی لی اور خواہ مخواہ مسکرانے لگا!

"مجھے اس آدمی.... سلیم کے متعلق بتاؤ...." روشی نے کہا۔

"کیا وہ بہت خوب صورت تھا!" عمران نے پوچھا!

"بکواس مت کرو! بتاؤ مجھے.... وہ عجیب تھا اور اس کا وہ جملہ.... تم مجھے غصہ نہیں دلا سکتیں.... اور اس نے پوچھا تھا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے!"

"تم روشی!.... تم نے اس کے بارے میں کیا سوچا ہے!" عمران نے پوچھا!

"میں نے! میں نے کچھ نہیں سوچا! ویسے وہ چوری کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے! ہے نا!"

"یہی خاص بات ہے....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا "لیکن اس نے جو گفتگو تم سے کی

تھی.... وہ عجیب تھی.... تھی یا نہیں....! اب تم خود اندازہ کر سکتی ہو!"

"یعنی اس کے سلسلے میں حقیقت وہ نہیں ہے جو ظاہر کی گئی ہے!"

"ہاں.... بالکل ٹھیک ہے! اس سے زیادہ میں بھی نہیں جانتا!"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر روشی بڑبڑانے لگی "اور وہ نیلا پرندہ!.... بالکل کہانیوں کی باتیں....!"

"نیلا پرندہ!" عمران ایک طویل سانس لے کر اپنی ٹھوڑی کھجانے لگا! "میرا خیال ہے کہ اسے جمیل کے علاوہ اور کسی نے نہیں دیکھا! پیر یسمین نائٹ کلب کے منیجر کا بھی بیان ہے! آج میں ان چند لوگوں سے بھی ملوں گا جن کے نام مجھے معلوم ہوئے ہیں—!"

"کن لوگوں سے!"

"وہ لوگ جو اس شام کلب کے ڈائننگ ہال میں موجود تھے!"

لیکن اسی دن چند گھنٹوں کے بعد اس سلسلے میں عمران نے روشی کو جو کچھ بھی بتایا وہ امید افزا نہیں تھا! وہ ان لوگوں سے ملا تھا جو واردات کی شام کلب میں موجود تھے! لیکن انہیں وہاں کوئی پرندہ نہیں نظر آیا تھا۔ البتہ انہوں نے جمیل کو بوکھلائے ہوئے انداز میں اچھلتے ضرور دیکھا تھا!"

"پھر اب کیا خیال ہے!" روشی نے کہا—!

"فی الحال.... کچھ بھی نہیں!" عمران نے کہا اور جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کرنے لگا!.... روشی میز پر پڑے ہوئے قلم تراش چاقو سے کھیلنے لگی! اس کے ذہن میں بیک وقت کئی سوال تھے! عمران تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا "فیاض نے کہا تھا کہ نائٹ کلب میں وہ پرندہ کئی آدمیوں کو نظر آیا تھا!.... لیکن دوسروں کے بیانات اس کے برعکس ہیں!"

"ہو سکتا ہے کہ کیپٹن فیاض کو غلط اطلاعات ملی ہوں!" روشی نے کہا۔

"اسے یہ ساری اطلاعات سجاد سے ملی تھیں! اور سجاد جمیل کا چچا ہے!"

"اچھا.... تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا خود جمیل ہی ان اطلاعات کا ذمہ دار ہے!"

"ہاں.... فی الحال یہی سمجھا جا سکتا ہے!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا!

"اچھا پھر میں چلا.... جمیل مجھ سے ملنا چاہتا ہے....!"

۹

جمیل کی کوٹھی میں سب سے پہلے سعیدہ ہی سے مڈبھیڑ ہوئی!.... اس نے عمران کو دیکھ کر برا سا منہ بنایا اور قبل اس کے کہ عمران جمیل کے متعلق استفسار کرتا سعیدہ نے کہا "آخر آپ

اتنا بجتے کیوں ہیں!"

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا! پھر اس نے تشویش آمیز لہجے میں کہا "حالانکہ آپ نے یہ بات اردو ہی میں پوچھی ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آئی!"

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں!" سعیدہ نے پوچھا!

"اوہ.... آپ نے کہا تھا.... شاید جمیل صاحب مجھ سے ملنا چاہتے ہیں!"

"جمیل صاحب نہیں بلکہ میں خود ملنا چاہتی تھی!"

"ملئے!" عمران سر جھکا کر خاموش ہو گیا!

"جمیل بھائی کسی سے نہیں ملتے!" سعیدہ نے کہا! "اس دن آپ کی اس تدبیر نے بڑا کام کیا تھا!"

"جمیل صاحب نے دوسروں کو خواہ مخواہ الو بنا رکھا ہے!" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔

"کیا مطلب....!"

"وہ داغ بنائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں.... اور یہ مشکل کام نہیں! میں آپ کے چہرے پر اسی قسم کے سیاہ دھبے بہ آسانی ڈال سکتا ہوں!"

"آپ بے تکی باتیں کر رہے ہیں!" سعیدہ کو بھی غصہ آ گیا!

"یقین کیجئے! اگر آپ تیار ہوں تو میں نہایت آسانی سے آپ کو بدصورت بنا سکتا ہوں۔"

"میں کہہ رہی ہوں کہ آپ جمیل بھائی پر اتہام لگا رہے ہیں!"

"بڑے آئے جمیل بھائی!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا! "خواہ مخواہ پیریسین نائٹ کلب کو بدنام کر کے رکھ دیا.... آخر انہیں اس سے ملا کیا.... لاحول ولا قوۃ...."

"آپ شاید اپنے ہوش میں نہیں ہیں!" سعیدہ اسے خونخوار آنکھوں سے گھورنے لگی۔

"سچی باتیں کہنے والے عموماً دیوانے ہی سمجھے جاتے ہیں!" عمران نے لاپروائی سے کہا!

سعیدہ کچھ نہ بولی.... شاید غصے کی زیادتی کی وجہ سے اسے الفاظ ہی نہیں مل رہے تھے! عمران نے لوہا گرم دیکھ کر دوسری ضرب لگائی۔

"اب میری زبان نہ کھلوایئے!" اس نے کہا "میں اس حرکت کا مقصد خوب سمجھتا ہوں!"

"دیکھئے آپ حد سے بڑھتے جا رہے ہیں--!"

"میں مجبور ہوں! اس کے علاوہ اور کوئی نظریہ قائم نہیں کیا جا سکتا!"

"آخر کس بنا پر.... کوئی وجہ!" سعیدہ نے پوچھا! اس کے لہجے کی سختی بدستور قائم تھی۔!

"یہاں!" عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا "ہماری گفتگو دوسرے بھی سن سکتے ہیں!"

"سننے دیجئے! آپ اسی گھر کے ایک فرد پر جھوٹا الزام عائد کر رہے ہیں!"

"ٹھیک ہے!.... لیکن چونکہ میں اس گھر والوں ہی کے حق میں کام کر رہا ہوں۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ یہ باہر پھیلے!"

سعیدہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر آہستہ سے بولی "یقیناً! آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں!"

اس کا موڈ کسی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا!

"ہو سکتا ہے کہ وہ غلط فہمی ہی ہو! مگر حالات!"

"کیسے حالات!"

"کیا آپ مطمئن ہیں کہ یہاں ہماری گفتگو کوئی تیسرا آدمی نہیں سن سکے گا!"

"ادھر کوئی نہیں آئے گا!"

"اچھا تو سنئے!.... مجھے ابھی تک زیادہ تر حالات کیپٹن فیاض ہی کی زبانی معلوم ہوئے ہیں! ظاہر ہے کہ اس کی معلومات بھی آپ ہی لوگوں کے بیانات پر منحصر ہیں!"

"یہاں آپ غلطی پر ہیں!" سعیدہ بولی "کیونکہ سارے حالات اخباروں میں بھی شائع ہوئے تھے۔"

"تو گویا اخبار والوں نے یہ بے پر کی اڑائی تھی—!"

"آپ پھر بہکنے لگے!"

"کیوں بہکنے کیوں لگا!"

"آپ ان واقعات کو جھوٹ کیوں سمجھتے ہیں!"

"تب پھر غلطی پر نہیں تھا! جب آپ لوگ ان واقعات کی تردید نہیں کر سکتے تو فیاض کی معلومات بھی آپ ہی لوگوں کی رہین منت سمجھی جائے گی!"

"چلئے یہی سہی!"

"اچھا! مگر محض آپ ہی لوگوں کے بیانات کو سچائی کا معیار نہیں بنایا جا سکتا!"

"پھر آپ اپنی اسی بات پر آ گئے!"

"پیریسین نائٹ کلب کا منیجر کہتا ہے کہ یہ سب کچھ کلب کو بدنام کرنے کے لئے کیا گیا ہے!"

"آخر اسے بدنام کرنے کی وجہ! یہ نہیں پوچھا آپ نے!"

"فیاض کا بیان ہے کہ اس نیلے پرندے کو کئی آدمیوں نے دیکھا تھا لیکن مجھے ابھی تک ایک بھی ایسا آدمی نہیں ملا جو اس کا اعتراف کرتا!.... کیا یہ جمیل صاحب کا بیان ہے کہ اس پرندے کو کئی آدمیوں نے دیکھا تھا!"

"نہیں! انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی!" سعیدہ کچھ سوچتی ہوئی بولی "یہ اخباروں کی

حاشیہ آرائی ہے۔ بھلا جمیل بھائی کو کیا معلوم کہ دوسروں نے بھی اسے دیکھا تھا یا نہیں!"

"تو میں ان کا صحیح بیان چاہتا ہوں!"

"آپ ہی کوئی تدبیر کیجئے!.... ہم لوگ انہیں اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتے!"

"انہوں نے کچھ نہ کچھ تو بتایا ہی ہوگا!"

"صرف اتنا ہی کہ وہ ان کی گردن میں اپنی چونچ اتار کر لٹک گیا تھا!"

"لٹک گیا تھا!"

"جی ہاں! اور اسے گردن سے الگ کرنے کے لئے انہیں تھوڑی قوت بھی صرف کرنی پڑی تھی!"

"اور انہوں نے اسے کھینچ کر کھڑکی کے باہر پھینک دیا تھا!"

"پرندے کی رنگت نیلی تھی!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں انہوں نے یہی بتایا تھا!"

"بڑی عجیب بات ہے!.... اچھا خیر.... اب جاوید مرزا کا کیا خیال ہے!"

"میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں!"

"اس طرف اس واقعے کا رد عمل کیا ہوا ہے!"

"کچھ بھی نہیں! ان کی طرف سے رسمی طور پر صرف افسوس ظاہر کیا گیا ہے! بہر حال میرا خیال ہے کہ شاید یہ رشتہ نہ ہو سکے!"

"ٹھیک ہے!" عمران سر ہلا کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا "لیکن اس سے فائدہ کسے پہنچے گا!"

"فائدہ کی بات آپ کیوں سوچ رہے ہیں!" سعیدہ نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اس پرندے کو قہر خداوندی سمجھتے ہیں تو پھر مجھے تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی!"

"یہ بھی ٹھیک ہے! دیکھئے! فائدہ کی بات تو رہنے ہی دیجئے! کیونکہ اس سے گھر ہی کے کئی آدمیوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے!"

"اوہو.... اچھا!" عمران نے الوؤں کی طرح اپنی آنکھوں کو گردش دی! "میں نہیں سمجھا!"

"آپ نہیں سمجھے!" سعیدہ نے ایک زہریلی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا!

"میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے مجھے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے!.... جاوید مرزا کسی میروحی کو اپنا داماد بنانا ہرگز پسند نہ کرے گا کیونکہ وہ خود بھی مالدار ہے۔ مالداروں کو مالدار ملتے ہی رہتے ہیں۔ ایک نہیں تو دوسرا.... اور میں اتنی مالدار نہیں ہوں لہٰذا ایک مالدار کوڑھی مجھے پسند آ سکتا

ہے.... میرا باپ بخوشی اسے اپنا داماد بنا لے گا.... کیا سمجھے جناب!.... میں آپ سے اسی لئے ملنا چاہتی تھی تاکہ آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے!"

"لیکن میرے سوال کا جواب یہ نہیں ہو سکتا.... اور میں آپ کی اس صاف گوئی کو پسندیدگی سے نہیں دیکھتا.... ارے توبہ.... توبہ!" عمران اپنا منہ پیٹنے لگا!....

"کیوں!؟...!" سعیدہ نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا!

"کچھ نہیں" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بڑی بوڑھیوں کی طرح بولا۔ "قیامت کا قرب ہے۔ پیشین گوئی موجود ہے کہ قیامت کے قریب لڑکیاں بڑی ڈھٹائی سے شادی بیاہ کی باتیں کریں گی.... اپنے منہ سے بر مانگیں گی.... توبہ توبہ....!"

"موضوع سے ہٹنے کی کوشش نہ کیجئے! آپ مجھے بیوقوف نہیں بنا سکتے!"

"آپ کی شادی کے بارے میں میں کچھ نہیں سننا چاہتا!" عمران نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں....!

سعیدہ کچھ نہ بولی! وہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے کچھ سوچ رہی تھی!

"یہ سب بیکار باتیں ہیں!" عمران بولا "کوئی ایسی تدبیر کیجئے کہ جمیل صاحب سے براہ راست گفتگو کی جا سکے--!"

"میرے بس سے باہر ہے! پتہ نہیں انہوں نے کیا سوچا ہے!"

"رومان وغیرہ کا جھگڑا تو نہیں تھا!" عمران نے پوچھا!

"میں اس پر روشنی نہ ڈال سکوں گی! ویسے پروین اکثر ہمارے گھر آتی رہتی ہے"

"اس واقعے کے بعد بھی آئی تھی!"

"کئی بار آ چکی ہے!"

"بہت اداس ہو گی!"

"میں نے غور نہیں کیا!"

"سجاد صاحب آپ کے کون ہیں!"

"والد!"

"اچھا!" عمران انگڑائی لے کر بولا "اب غالباً آپ مجھ سے مل چکی ہوں گی!"

"جی ہاں... آپ جا سکتے ہیں! اس تکلیف کا بہت بہت شکریہ!" اور عمران یہ سوچتا ہوا وہاں سے چل پڑا کہ اس ملاقات کا مقصد کیا تھا!

۱۰

نواب جاوید مرزا کے یہاں رات کے کھانے کی میز پر عمران بھی تھا! شوکت کے علاوہ خاندان کے وہ سارے افراد موجود تھے جنہیں عمران پہلے بھی یہاں دیکھ چکا تھا! وہ کافی دیر سے سوچ رہا تھا کہ آخر شوکت کیوں غائب ہے! کھانے کے دوران میں جاوید مرزا کو اچانک اپنے والد مرحوم یاد آگئے اور عمران خواہ مخواہ بور ہوتا رہا لیکن اس نے کسی مصرع پر گرہ نہیں لگائی ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہی بات بڑھانا نہ چاہتا رہا ہو!

خدا خدا کر کے والد صاحب کی داستان ختم ہوئی.... پھر دادا صاحب کا بیان بھی چھڑنے والا ہی تھا کہ عمران بول پڑا "وہ صاحب! کیا نام ہے یعنی کہ سائنسدان صاحب نظر نہیں آتے....!"

"شوکت!" جاوید مرزا بے دلی سے بڑبڑایا "وہ لیبارٹری میں جھک مار رہا ہوگا!"

"لاحول ولا قوۃ!" عمران نے اس طرح ہونٹ سکیڑے جیسے لیبارٹری میں ہونا اس کے نزدیک بڑی ذلیل بات ہو!....

اس پر عرفان نے سائنسدانوں اور فلسفیوں کی بوکھلاہٹ کے لطیفے چھیڑ دیے!.... عمران اب بھی بوریت محسوس کرتا رہا! آج وہ کچھ کرنا چاہتا تھا! جیسے ہی عرفان کے لطیفوں کا اسٹاک ختم ہوا عمران بول پڑا۔ "آپ کی کوٹھی بہت شاندار ہے.... پہاڑی علاقوں میں ایسی عظیم عمارتیں بنوانا آسان کام نہیں ہے....!"

"میرا خیال ہے کہ آپ نے پوری کوٹھی نہیں دیکھی!" جاوید مرزا چہک کر بولا!

"جی نہیں!.... ابھی تک نہیں!"

"اگر آپ کے پاس وقت ہو۔ تو....!"

"ضرور.... ضرور.... میں ضرور دیکھوں گا!...." عمران نے کہا۔ کھانے کے بعد انہوں نے لائبریری میں کافی پی.... اور پھر جاوید مرزا عمران کو عمارت کے مختلف حصے دکھانے لگا!.... اس تقریب میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی شریک نہیں تھا! جاوید مرزا پر ایک بار پھر عظمت رفتہ کی بکواس کا دورہ پڑا۔ لیکن عمران نے اسے زیادہ نہیں بہکنے دیا!

"یہ آپ کے شوکت صاحب.... کیا کسی ایجاد کی فکر میں ہیں!"

"ایجاد!" جاوید مرزا بڑبڑایا "ایجاد وہ کیا کرے گا! بس وقت اور پیسوں کی بربادی ہے! لیکن آخر آپ اس میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں!"

"وجہ ہے!...."

"وجہ!" دفعتاً جاوید مرزا رک کر عمران کو گھورنے لگا!

"یقیناً آپ کو گراں گزرے گا!" عمران جلدی سے بولا "کیوں کہ آپ پرانے وقتوں کے لوگ ہیں! لیکن ہمارے طبقے پر جو بُرا وقت پڑا ہے اس سے آپ ناواقف نہ ہوں گے! اب ہم میں سے ہر ایک کو پرانی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا!"

"یعنی کیا کرنا پڑے گا....!"

"میں نے ایک پروگرام بنایا ہے.... شوکت صاحب سے کہئے کہ لیبارٹری میں محدود ہو کر سر کھپانا محض ذہنی عیاشی ہے!.... باہر نکلیں اور اپنے طبقے کی عظمت برقرار رکھنے کے لئے کچھ کام کریں!"

"وہ کیا کرے گا!"

"مثلاً ایک ہزار ایکڑ زمین میں....!"

"کاشت کاری!" جاوید مرزا جلدی سے بولا.... "بکواس ہے؟"

"افسوس ہے کہ آپ نہیں سمجھے! خیر میں خود ہی شوکت صاحب سے گفتگو کروں گا!.... ان کی لیبارٹری کہاں ہے!"

"آپ خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کریں گے!" جاوید مرزا نے بے دلی سے کہا!.... وہ شاید ابھی کچھ دیر اور عمران کو بور کرنا چاہتا تھا!

"نہیں جناب میں اسے ضروری سمجھتا ہوں۔ اگر وہ میری مدد کر سکیں...." جاوید مرزا نے کسی ملازم کو آواز دی اور عمران کا جملہ ادھورا رہ گیا—!

پھر چند ہی لمحات کے بعد وہ اس ملازم کے ساتھ لیبارٹری کی طرف جا رہا تھا۔

لیبارٹری اصل عمارت سے تقریباً ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی عمارت میں تھی۔ اس میں تین کمرے تھے! شوکت یہیں رہتا بھی تھا! عمران نے نوکر کو عمارت کے باہر ہی سے رخصت کر دیا—!

ظاہر ہے کہ وہ کس کام کے لئے یہاں آیا تھا! دروازے بند تھے اور وہ سب نیچے سے اوپر تک ٹھوس لکڑی کے تھے! ان میں شیشے نہیں تھے! کھڑکیاں تھیں.... لیکن ان میں باہر کی طرف سلاخیں لگی ہوئی تھیں!.... البتہ ان میں شیشے تھے اور وہ سب روشن نظر آ رہی تھیں جس کا مطلب یہ تھا کہ کوئی اندر موجود ہے!.... اس نے ایک کھڑکی کے شیشوں پر پل بھر کے لئے ایک سایہ سا دیکھا! ممکن ہے وہ کسی کی متحرک پرچھائیں رہی ہو—!

عمران اس کھڑکی کی طرف بڑھا....

دوسرے ہی لمحہ میں وہ عمارت کے اندر کے ایک کمرے کا حال بخوبی دیکھ سکتا تھا!.... حقیقتاً وہ لیبارٹری ہی میں جھانک رہا تھا!.... یہاں مختلف قسم کے آلات تھے! شوکت لوہے کی ایک انگیٹھی پر جھکا ہوا تھا! اس میں کوئلے دہک رہے تھے اور ان کا عکس شوکت کے چہرے پر پڑ رہا تھا!....

عمران کو انگیٹھی سے دھواں اٹھتا نظر آ رہا تھا!.... اور وہ شاید گوشت ہی کے جلنے کی بو تھی جو لیبارٹری کی حدود سے نکل کر باہر بھی پھیل گئی تھی---!

شوکت چند لمحے انگیٹھی پر جھکا رہا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا!

اب وہ قریب ہی کی میز پر رکھے ہوئے وقتی کے ایک ڈبے کی طرف دیکھ رہا تھا!

پھر اس نے اس میں ہاتھ ڈال کر جو چیز نکالی وہ کم از کم عمران کے خواب و خیال میں بھی نہ رہی ہو گی!.... ظاہر ہے کہ وہ کسی فوری کامیابی کی توقع لے کر تو یہاں آیا نہیں تھا!....

شوکت کے ہاتھ میں ایک ننھا سا نیلے رنگ کا پرندہ تھا.... اور شاید وہ زندہ نہیں تھا.... وہ چند لمحے اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر لٹکائے اسے بغور دیکھتا رہا پھر عمران نے اسے دہکتے ہوئے انگاروں میں گرتے دیکھا!.... ایک بار پھر انگیٹھی سے گہرا دھواں اٹھ کر ہوا میں بل کھانے لگا.... شوکت نے مزید دو پرندے اس ڈبے سے نکالے اور انہیں بھی انگیٹھی میں جھونک کر سگریٹ سلگانے لگا!

عمران بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے! ویسے وہ اب بھی قانونی طور پر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا!....

عمران سوچنے لگا! کاش ان میں سے ایک ہی پرندہ اس کے ہاتھ لگ سکتا! مگر اب وہاں کیا تھا!.... ایک بات اس کی سمجھ میں نہ آ سکی! مردہ پرندے! ان کے جلانے کا مقصد تو یہی ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں اس شکل میں بھی کسی دوسرے کے قبضے میں نہیں جانے دینا چاہتا! یعنی ان مردہ پرندوں سے بھی جھیل والے واقعے پر روشنی پڑ سکتی تھی!

عمران لیبارٹری کی تلاشی لینے کے لئے بے چین تھا!.... لیکن! وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو اس پر ذرہ برابر بھی شک ہو سکے کیونکہ یہ ایک ایسا کیس تھا جس میں مجرم کے خلاف ثبوت بہم پہنچانے کے سلسلے میں کافی کدو کاوش کی ضرورت تھی.... اور مجرم کا ہوشیار ہو جانا یقیناً دشواریوں کا باعث بن سکتا تھا!....

شوکت انگیٹھی کے پاس سے ہٹ کر ایک میز کی دراز کھول رہا تھا! دراز مقفل تھی! اس نے اس میں سے ایک ریوالور نکال کر اس کے چیمبر بھرے اور جیب میں ڈال لیا! انداز سے صاف

ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کہیں باہر جانے کی تیاری کر رہا ہے! پھر وہ اس کمرے سے چلا گیا!

عمران کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر ایک درخت کے تنے کی اوٹ میں ہو گیا! جلد ہی اس نے کسی دروازے کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی۔ پھر سناٹے میں قدموں کی آہٹیں گونجنے لگیں۔ آہستہ آہستہ یہ آوازیں بھی دور ہوتی گئیں اور پھر سناٹا چھا گیا!

عمران تنے کی اوٹ سے نکل کر سیدھا صدر دروازے کی طرف آیا! اسے توقع تھی کہ وہ مقفل ہو گا!.... لیکن ایسا نہیں تھا! ہاتھ لگتے ہی دونوں پٹ پیچھے کی طرف کھسک گئے....!

عمران ایک لحظہ کے لئے رکا!.... دروازہ غیر مقفل ہونے کا مطلب یہ تھا کہ شوکت زیادہ دور نہیں گیا! ہو سکتا تھا کہ وہ رات کے کھانے کے لئے صرف کوٹھی ہی تک گیا ہو! مگر وہ ریوالور.... آخر صرف کوٹھی تک جانے کے لئے ریوالور ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت تھی! عمران نے اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ خواہ کچھ بھی ہو اس وقت اس چھوٹی سی عمارت کی تلاشی ضرور لی جائے گی؟

اس نے جیب سے ایک سیاہ نقاب نکال کر اپنے چہرے پر چڑھا لیا! ایسے مواقع پر وہ عموماً یہی کرتا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ کسی سے مڈبھیڑ ہو جانے کے باوجود بھی وہ نہ پہچانا جا سکے۔

یہاں آتے وقت اس نے جاوید مرزا کے نوکر سے شوکت کے عادات و اطوار کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لیا تھا.... شوکت یہاں تنہا رہتا تھا.... اور اس کے لیبارٹری اسسٹنٹ کے علاوہ بغیر اجازت کوئی وہاں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ خواہ وہ خاندان ہی کا کوئی فرد کیوں نہ ہو!.... فی الحال اس کا لیبارٹری اسسٹنٹ جیل میں تھا! لہٰذا شوکت کے علاوہ وہاں کسی اور کی موجودگی ناممکنات میں سے تھی۔ لیکن عمران نے اس کے باوجود بھی احتیاطاً نقاب استعمال کیا تھا وہ اندر داخل ہوا.... عمارت میں چاروں طرف گہری تاریکی تھی!.... لیکن عمران سے روشنی کرنے کی حماقت سرزد نہیں ہوئی.... وہ دیکھ بھال کے لئے ایک ننھی سی ٹارچ استعمال کر رہا تھا۔ جس کی روشنی محدود تھی!

دس منٹ گذر گئے! لیکن کوئی ایسی چیز ہاتھ نہ لگی جسے شوکت کے خلاف بطور ثبوت استعمال کیا جا سکتا!

دو کمروں کی تلاشی لینے کے بعد وہ لیبارٹری میں داخل ہوا! یہاں بھی اندھیرا تھا! لیکن انگیٹھی میں اب بھی کوئلے دہک رہے تھے....

عمران نے سب سے پہلے وقتی کے اس ڈبے کا جائزہ لیا جس میں سے مردہ پرندے نکال نکال کر انگیٹھی میں ڈالے گئے تھے! مگر ڈبہ اب خالی تھا!

عمران دوسری طرف متوجہ ہوا۔

"خبردار!" اچانک اس نے اندھیرے میں شوکت کی آواز سنی! "تم جو کوئی بھی ہو اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو..."

مگر اس کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی عمران کی ٹارچ بجھ چکی تھی! وہ جھپٹ کر ایک الماری کے پیچھے ہو گیا!...

"خبردار۔ خبردار..." شوکت کہہ رہا تھا "ریوالور کا رخ دروازے کی طرف ہے۔ تم بھاگ نہیں سکتے!"

عمران نے اندازہ کر لیا کہ شوکت آہستہ آہستہ سوئچ بورڈ کی طرف جا رہا ہے... اگر اس نے روشنی کر دی تو؟... اس خیال نے عمران کے جسم میں برق کی سی سرعت بھر دی اور وہ تیزی سے بے آواز چلتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا! اسے شوکت کی حماقت پر ہنسی بھی آ رہی تھی۔ اول تو اتنا اندھیرا تھا کہ وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا! دوم اس کمرے میں اکیلا ایک ہی دروازہ نہیں تھا... لیکن عمران نے اسی دروازے کو راہ فرار بنایا جس کی طرف شوکت نے اشارہ کیا تھا! وہ نہایت آسانی سے عمارت کے باہر نکل آیا اور پھر تیزی سے کوٹھی کی طرف جاتے وقت اس نے مڑ کر دیکھا تو لیبارٹری والی عمارت کی ساری کھڑکیاں روشن ہو چکی تھیں!

11

روشی نے تحیر آمیز انداز میں عمران کی طرف دیکھا۔

"ہاں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں!" عمران نے سر ہلا کر کہا "پچھلی رات شوکت نے مجھے دھوکا دیا تھا... شاید اسے کسی طرح علم ہو گیا تھا کہ میں کھڑکی سے جھانک رہا ہوں!..."

"ریوالور تھا اس کے پاس!"

"ہاں! لیکن اس کی کوئی اہمیت نہیں! ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا لائسنس بھی رکھتا ہو!"

"اور وہ پرندے نقلی ہی تھے!"

"سو فیصدی!" عمران نے کہا! کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا "تم پچھلی رات کہاں غائب رہیں!"

"میں اسی آدمی سلیم کے چکر میں رہی تھی!"

"ہائیں روشی! تم سچ مچ سراغرساں ہوتی جا رہی ہو!... بہت خوب!... ہاں تو پھر... تم نے غالباً..."

"ٹھہرو! بتاتی ہوں!... میں نے اس کے متعلق بہتیری معلومات حاصل کی ہیں!"

"شروع ہو جاؤ!"

"اس کے بعض اعزہ نے اس کی ضمانت لینی چاہی تھی! لیکن اس نے اسے منظور نہیں کیا! اس پر خود پولیس کو حیرت ہے!"

"اس سے اس کی وجہ ضرور پوچھی گئی ہو گی!"

"ہاں! ہاں۔ لیکن اس کا جواب کچھ ایسا ہے جو کسی فلم یا اخلاقی قسم کے ناول کا موضوع بن کر زیادہ دلچسپ ثابت ہو سکتا ہے!"

"یعنی...!"

"وہ کہتا ہے کہ میں اپنا مکروہ چہرہ کسی کو نہیں دکھانا چاہتا! میں نے ایک ایسے مالک کو دھوکا دیا ہے جو انتہائی نیک، شریف اور مہربان تھا! میں نہیں چاہتا کہ اب کبھی اس کا سامنا ہو۔ میں جیل کی کوٹھری میں مر جانا پسند کروں گا!"

"اچھا!" عمران احمقوں کی طرح آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا!

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ بیسویں صدی میں بھی اتنے حساس آدمی پائے جاتے ہوں گے! ظاہر ہے جو اتنا حساس ہو گا وہ چوری ہی کیوں کرنے لگا...! ویسے اس کے جاننے والوں میں یہ خیال عام ہے کہ وہ ایک بہت اچھا آدمی ہے اور اس سے چوری جیسا فعل سرزد ہونا ممکنات میں سے نہیں —! مگر دوسری طرف وہ خود ہی اعتراف جرم کرتا ہے!"

"تو پھر اس کے جاننے والوں میں کئی طرح کے خیالات پائے جاتے ہوں گے!"

"ہاں میں نے بھی یہی محسوس کیا ہے!" روشی سر ہلا کر بولی "کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ محض کسی قسم کا ڈرامہ ہے۔"

"لیکن کس قسم کا! اس کے مقصد پر بھی کسی نے روشنی ڈالی یا نہیں!"

"نہیں اس کے بارے میں کسی نے کچھ نہیں کہا!"

عمران کچھ سوچنے لگا! پھر اس نے کہا "معاملات کافی پیچیدہ ہیں!"

"پیچیدہ نہیں بلکہ مضحکہ خیز کہو!" روشی مسکرا کر بولی "سلیم شوکت کا ملازم تھا! اگر شوکت کو اصل مجرم تصور کر لیا جائے تو سلیم کے جیل جانے کا واقعہ قطعی بے مقصد ہوا جاتا ہے!"

"کسی حد تک تمہارا خیال بالکل درست ہے!"

"کسی حد تک کیا! بالکل درست ہے!" روشی بولی!

"نہیں اس پر بالکل کی چھاپ لگانا ٹھیک نہیں!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا!

"اچھا پھر تم ہی بتاؤ کہ اسے جیل کیوں بھجوایا گیا۔!"

"ہو سکتا ہے کہ اس نے سچ مچ چوری کی ہو!"

"اوہو! کیا تمہیں وہ گفتگو یاد نہیں جو جیل میں میرے اور اس کے درمیان ہوئی تھی!"

"مجھے اچھی طرح یاد ہے!"

"پھر!"

"پھر کچھ بھی نہیں! مجھے سوچنے دو! ہاں ٹھیک ہے اسے یوں ہی سمجھو! فرض کرو کہ سلیم شوکت کے جرم سے واقف ہے اسی لئے وہ اس پر چوری کا الزام لگا کر اسے جیل بھجوا دیتا ہے!"

"اگر یہی بات ہے!" روشی جلدی سے بولی "تو وہ نہایت آسانی سے شوکت کے جرم کا راز فاش کر سکتا تھا! عدالت کو وہ بتا سکتا تھا کہ اسے کس لئے جیل بھجوایا گیا ہے!"

"وا... ہا!" عمران ہاتھ نچا کر بولا "تم بالکل بدھو ہو!... عدالت میں شوکت بھی یہی کہہ سکتا تھا کہ وہ اپنی گردن بچانے کے لئے اس پر جھوٹا الزام عائد کر رہا ہے... آخر اس نے گرفتار ہونے سے قبل ہی اس کے جرم سے پولیس کو کیوں نہیں مطلع کیا... واضح رہے کہ سلیم کی گرفتاری جیمسن والے واقعے کے تین دن بعد عمل میں آئی تھی!"

"چلو میں اسے مانے لیتی ہوں!" روشی نے کہا "سلیم نے مجھ سے یہ کیوں کہا تھا کہ تم مجھ کو غصہ نہیں دلا سکتیں!"

"تم خاموشی سے میری بات سنتی جاؤ!" عمران جھنجھلا کر بولا "بات ختم ہونے سے پہلے نہ ٹوکا کرو... میں تمہیں سلیم کے ان الفاظ کا مطلب بھی سمجھا دوں گا اور اسی روشنی میں کہ شوکت ہی مجرم ہے ویسے میری گفتگو کا ماحصل یہ ہوگا کہ سلیم شوکت سے بھی زیادہ گھاگ ہے! فرض کرو سلیم نے سوچا ہو کہ وہ جیل ہی میں زیادہ محفوظ رہ سکے گا! ورنہ ہو سکتا ہے کہ شوکت اپنا جرم چھپانے کے لئے اسے قتل ہی کرا دے! شوکت نے اسے اس توقع پر چوری کے الزام میں جیل بھجوایا ہوگا کہ وہ اس کا راز ضرور اگل دے گا! لیکن خود بھی ماخوذ ہونے کی بنا پر عدالت کو اس کا یقین دلانے میں کامیاب نہ ہوگا! شوکت کے پاس اس صورت میں سب سے بڑا عذر یا اعتراض یہی ہوگا کہ اس نے گرفتار ہونے سے تین دن قبل پولیس کو اس سے مطلع کیوں نہیں کیا!"

"میں سمجھ گئی... لیکن سلیم کے وہ جملے...!" روشی نے پھر ٹوکا!

"ارے خدا تمہیں غارت کرے... سلیم کے جملوں کی ایسی کی تیسی... میں خود پھانسی پر چڑھ جاؤں گا! تمہارا گلا گھونٹ کر...! ہاں... مجھے بات پوری کرنے دو۔ روشی کی بچی!"

روشی ہنس پڑی! عمران نے کچھ اسی قسم کے مضحکہ خیز انداز میں جھلاہٹ ظاہر کی تھی۔!

"ارے اس بندوق کے بچے نے بالکل خاموشی اختیار کر لی... یعنی شوکت کے جرم کا معاملہ بالکل ہی گھونٹ کر اپنے جرم کا اعتراف کر لیا!... اب تم خود سوچو شیطان کی خالہ کہ شوکت پر اس کا کیا رد عمل ہوا ہوگا!... ظاہر ہے اس نے یہ ضرور چاہا ہوگا کہ وہ سلیم کے اس رویے کی وجہ معلوم کرے... اور دوسری طرف سلیم نے بھی یہ سوچا ہوگا کہ شوکت اس کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش ضرور کرے گا... پھر تم وہیں جا پہنچیں! سلیم سمجھا کہ تم شوکت ہی کی طرف سے اس کی ٹوہ میں آئی ہو! لہٰذا اس نے تمہیں اڑن گھائیاں بتائیں اور یہاں تک کہہ دیا کہ تم اسے غصہ دلا کر بھی اصلیت نہیں اگلوا سکتیں...! ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی دانست میں شوکت کو اور زیادہ خوفزدہ کرنے کے لئے تم سے اس قسم کی گفتگو کی ہو!"

"مگر!"

"مگر کی بچی! اب اگر تم نے کوئی نیا نکتہ نکالا تو میں ایک بوتل کوکا کولا پی کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاؤں گا۔"

"تمہارا نظریہ غلط بھی ہو سکتا ہے!" روشی نے سنجیدگی سے کہا!

"نا ممکن... میں شرلاک ہومز ہوں!" عمران حلق پھاڑ کر چیخا۔ "مجھ سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہو سکتی!... میں جوتے کا چمڑا دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ کبوتر کی کھال کا ہے یا مینڈک کی کھال کا ہے...! ابھی مجھے ڈاکٹر واٹسن جیسا کوئی چغد نہیں ملا یہی وجہ ہے کہ میں تیزی سے ترقی نہیں کر سکتا!..."

"اچھا فرض کرو اگر پیر یسمین نائٹ کلب کے منیجر ہی کی بات سچ ہو تو!"

"مجھے بڑی خوشی ہوگی! خدا ہر ایک کو سچ بولنے کی توفیق عطا کرے!"

"مجھ سے بے تکی باتیں نہ کیا کرو!" روشی جھلا گئی!

"اے... روشی تم اپنا لہجہ ٹھیک کرو! میں تمہارا شوہر نہیں ہوں... ہاں!"

"تمہیں شوہر بنانے والی کسی گدھی ہی کے پیٹ سے پیدا ہوگی!"

"خبردار اگر تم نے گدھی کی شان میں کوئی نازیبا کلمہ منہ سے نکالا!" عمران گرج کر بولا اور روشی برا سا منہ بنائے ہوئے کمرے سے نکل گئی!

۱۴

عمران کا ایک ایک لمحہ مصروفیت میں گزر رہا تھا! اس کی دانست میں مجرم اس کے سامنے موجود تھا۔ بس اب اس کے خلاف ایسے ثبوت فراہم کرنا باقی رہ گیا تھا جنہیں عدالت میں پیش

کیا جا سکے۔

اس نے شوکت کے پاس مردہ پرندے دیکھے تھے! جنہیں وہ آگ میں جلا رہا تھا... بعض اوقات مختلف حالات کی ظاہری یکسانیت دھوکا بھی دے جاتی ہے! لہٰذا عمران نے شوکت کے حق میں بھی بہتیرے نظریات قائم کئے! لیکن خود بخود ان کی تردید ہوتی چلی گئی۔

پروین شوکت کی چچازاد بہن تھی اور نواب جاوید مرزا کی اکلوتی بیٹی! ظاہر ہے کہ نواب کے بعد اس کی جائیداد کی مالک وہی ہوتی! شوکت بھی کبھی صاحب جائیداد تھا لیکن اس کی جائیداد سائنٹیفک تجربات کی نذر ہو گئی تھی....

لہٰذا وہ دوبارہ اپنی مالی حالت درست کرنے کے لئے پروین سے شادی کے خواب دیکھ سکتا تھا۔ عمران نے اپنا یہ خیال کیپٹن فیاض پر ظاہر کیا جسے اس نے تار دے کر خاص طور سے سردار گڈھ بلایا تھا!

"مگر! عمران!" فیاض نے کہا "یہ ضروری نہیں کہ پروین کی شادی اس واقعے کے بعد شوکت ہی سے ہو جائے! اگر جاوید مرزا کو اس کی شادی اپنے بھتیجوں ہی میں سے کسی کے ساتھ کرنی ہوتی تو بات جمیل تک کیسے پہنچتی!"

"اعتراض ٹھیک ہے!" عمران بولا "لیکن اس صورت میں میرے قائم کردہ نظریئے کو دوسرے دلائل سے بھی تقویت پہنچ سکتی ہے۔ نظریہ بدستور وہی رہے گا لیکن دلائل...."

"اچھا مجھے بتاؤ.... اب تم کیا دلیل رکھتے ہو!"

"انسانی فطرت کی روشنی میں اسے دیکھنے کی کوشش کرو! ہم سب ذاتی آسودگی چاہتے ہیں۔ ہر معاملے میں! لیکن حالات کے ساتھ ہی آسودگی حاصل کرنے کا طریق کار بھی بدلتا رہتا ہے--! شوکت کو پروین سے شادی کر لینے پر بھی آسودگی حاصل ہو سکتی ہے اور شادی نہ ہونے کی صورت میں اپنے انتقامی جذبے کو بے لگام چھوڑ دینے سے بھی اسی قسم کی آسودگی حاصل ہو سکتی ہے! یعنی اگر وہ انتقاماً پروین کے ہر منگیتر کا چہرہ بگاڑتا رہے۔ تب بھی اسے اتنا ہی سکون ملے گا جتنا پروین سے شادی ہو جانے پر حاصل ہو سکتا ہے!"

فیاض چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر آہستہ سے بولا "تم ٹھیک کہتے ہو!"

"میں جھک مار رہا ہوں---اور تم بالکل گدھے ہو!" دفعتاً عمران کا موڈ بگڑ گیا!

"کیا؟" فیاض اسے متحیرانہ انداز میں گھورنے لگا!

"کچھ نہیں میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ تم اس محکمے کے لئے مناسب نہیں ہو! استعفیٰ دے کر میری فرم میں ملازمت کر لو! فی طلاق کے حساب سے کمیشن الگ.... یعنی اس سے اور تنخواہ

سے کوئی مطلب نہ ہوگا!"

"عمران پیارے کام کی بات کرو!" فیاض بڑی لجاجت سے بولا "میں چاہتا ہوں کہ تم اس معاملے کو جلد سے جلد نپٹا کر واپس چلو.... وہاں بھی کئی مصیبتیں تمہاری منتظر ہیں!"

"ہائیں! کہیں میری شادی تو نہیں طے کر دی....!"

"ختم کرو!" فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا "شوکت والے نظریئے کے علاوہ کسی اور کا بھی امکان ہے یا نہیں....!"

"ہے کیوں نہیں! یہ حرکت جمیل کے چچا یا ماموں کی بھی ہو سکتی ہے!"

"ہاں ہو سکتا ہے! مگر میں اس پر یقین کرنے کے لئے تیار نہیں!"

"محض اس لئے کہ سجاد سے تمہارے دوستانہ تعلقات ہیں! کیوں؟"

"نہیں! یہ بات نہیں! ان میں سے ہر ایک میرے لئے ایک کھلی ہوئی کتاب ہے! ان میں کوئی بھی اتنا ذہین نہیں ہے...."

"خیر مجھے اس سے بحث نہیں ہے۔! میں نے جس کام کے لئے بلایا ہے اسے سنو!" عمران نے کہا اور پھر خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا!

تھوڑی دیر بعد پھر بولا "سلیم کا قصہ سن ہی چکے ہو! میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اسے جیل سے باہر لایا جائے!"

"بھلا یہ کیسے ممکن ہے—!"

"کوئی صورت نکالو....!"

"آخر اس سے کیا ہوگا!"

"بچہ ہوگا اور تمہیں ماموں کہے گا!" عمران جھلا کر بولا!

"ناممکن ہے.... یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا!"

"بچہ!" عمران نے پوچھا!

"بکو مت! میں سلیم کی رہائی کے متعلق کہہ رہا ہوں! وہ چوری کے جرم میں ماخوذ ہے! اسے قانون کے سپرد کرنے والا شوکت ہے! جب تک کہ وہ خود عدالت سے اس کی رہائی کی درخواست نہ کرے ایسا نہیں ہو سکتا!"

"میں بھی اتنا جانتا ہوں؟"

"اس کے باوجود بھی اس قسم کے احمقانہ خیالات رکھتے ہو!"

"اگر وہ رہا نہیں ہو سکتا تو پھر اصل مجرم کا ہاتھ آنا بھی محال ہے!"

"آخر شوکت کے خلاف ثبوت کیوں نہیں مہیا کرتے....!"

"مجھے یہ سب کچھ بذل معلوم ہوتا ہے!.... خصوصاً پرندوں کی کہانی!"

"پھر شوکت ان مردہ پرندوں کو آگ میں کیوں جلا رہا تھا!" فیاض نے کہا!

"وہ جھک مار رہا تھا! اسے جہنم میں ڈالو! لیکن کیا تم کسی ایسے پرندے کے وجود پر یقین رکھتے ہو جس کے چونچ مارنے سے آدمی مبروص ہو جائے!؟ اور اس کے جسم میں ایسے جراثیم پائے جائیں جو ساری دنیا کے لئے بالکل نئے ہوں! ظاہر ہے کہ سفید داغوں کی وجہ وہی جراثیم ہیں!"

"ممکن ہے کسی سائنٹیفک طریقے سے ان پرندوں میں اس قسم کے اثرات پیدا کئے گئے ہوں!"

"اچھا.... اچھا.... یعنی تم بھی یہی سمجھتے ہو! اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہر آدمی کسی ایسے سائنٹیفک طریقے کے متعلق سوچ سکتا ہے! تو گویا شوکت بالکل بدھو ہے اس نے دیدہ دانستہ اپنی گردن پھنسوائی ہے! سارا سردار گڈھ اس بات سے واقف ہے کہ شوکت ایک ذہین سائنسدان ہے اور جراثیم اس کا خاص موضوع ہیں!"

"پھر وہ مردہ پرندے....!"

"میں کہتا ہوں اس بات کو ختم ہی کر دو تو اچھا ہے! سلیم کی رہائی کے متعلق سوچو!"

"وہ ایسا ہے جیسے مچھر کے بطن سے ہاتھی کی پیدائش کے متعلق سوچنا!؟"

"تب پھر اصل مجرم کا ہاتھ آنا بھی مشکل ہے.... اور میں اپنا بستر گول کرتا ہوں!"

"تم خود ہی کوئی تدبیر کیوں نہیں سوچتے!" فیاض جھنجھلا کر بولا۔

"میں سوچ چکا ہوں!"

"تو پھر کیوں جھک مار رہے ہو! مجھے بتاؤ کیا سوچا ہے!"

"اس کے کسی عزیز کو ضمانت کے لئے تیار کراؤ!"

"مگر وہ ضمانت پر رہا ہونے سے انکار کرتا ہے!"

"اس کے انکار سے کیا ہوتا ہے....! میں اسے عدالت میں خبطی ثابت کرا دوں گا اور پھر اسے اس بات کی اطلاع دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ اس کی ضمانت ہونے والی ہے اتنا تو تم کر ہی سکو گے کہ جیل سے عدالت تک لانے سے قبل اس پر یہ ظاہر کیا جائے کہ مقدمے کی پیشی کے سلسلے میں اسے لے جایا جا رہا ہے!"

"ہاں یہ ہو سکتا ہے!"

"ہو نہیں سکتا بلکہ اسے کل تک ہو جانا چاہیے!" عمران نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا!

۱۳

ضمانت ہو جانے کے بعد بھی سلیم عدالت سے نہیں ٹلا! اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار تھے! وہ عدالت ہی کے ایک برآمدے میں مضطربانہ انداز میں ٹہل رہا تھا اور کبھی کبھی خوفزدہ آنکھوں سے ادھر ادھر بھی دیکھ لیتا تھا!

عمران اس کے لئے بالکل اجنبی تھا! اس لئے اس سے بہت قریب رہ کر بھی اس کی حالت مشاہدہ کر سکتا تھا!

شام ہو گئی اور سلیم وہیں ٹہلتا رہا! جس نے اس کی ضمانت دی تھی وہ تھوڑی دیر پہلے ہی عدالت سے کھسک گیا تھا!

پھر وہ وقت بھی آیا جب سلیم اس برآمدے میں بالکل تنہا رہ گیا! عمران بھی اب وہاں سے ہٹ گیا تھا! لیکن اب وہ ایسی جگہ پر تھا جہاں سے وہ اس کی نگرانی بہ آسانی کر سکتا تھا! سلیم کو کرنے کا موقعہ دیئے بغیر!

عدالت میں سناٹا چھا جانے کے بعد سلیم وہاں سے چل پڑا۔ عمران اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ سلیم نے ٹیکسیوں کے اڈے پر پہنچ کر ایک ٹیکسی کی! عمران کی ٹوسیٹر بھی یہاں سے دور نہ تھی!

بہر حال تعاقب جاری رہا! لیکن عمران محسوس کر رہا تھا کہ سلیم کی ٹیکسی یونہی بے مقصد کی سڑکوں کے چکر کاٹ رہی ہے! پھر اندھیرا پھیلنے لگا! شاہراہیں بجلی کی روشنی سے دمکنے لگیں! عمران نے سلیم کا پیچھا نہیں چھوڑا وہ اپنا پٹرول پھونکتا رہا!

جیسے ہی اندھیرا کچھ اور گہرا ہوا اگلی ٹیکسی جیکسن روڈ پر دوڑنے لگی اور عمران نے جلد اندازہ کر لیا کہ اس کا رخ نواب جاوید مرزا کی حویلی کی طرف ہے!

دونوں کاروں میں تقریباً چالیس گز کا فاصلہ تھا اور یہ فاصلہ اتنا کم تھا کہ سلیم کو تعاقب کا ضرور ہو سکتا تھا! ہو سکتا ہے کہ سلیم کو پہلے ہی شبہ ہو گیا ہو اور وہ ٹیکسی کو اسی لئے ادھر ادھر چکر کھلا تا رہا ہو!

جاوید مرزا کی حویلی سے تقریباً ایک فرلانگ ادھر ہی ٹیکسی رک گئی! لیکن عمران نے صرف رفتار کم کر دی.... کار نہیں روکی اب وہ آہستہ آہستہ رینگ رہی تھی!

سڑک سنسان تھی۔ ٹیکسی واپسی کے لئے مڑی! عمران نے اسے راستہ دے دیا!

اپنی کار کی اگلی روشنی میں اس نے دیکھا کہ سلیم نے بے تحاشہ دوڑنا شروع کر دیا ہے! عمران نے رفتار کچھ تیز کر دی.... اور ساتھ ہی اس نے جیب سے کوئی چیز نکال کر باہر سڑک پر پھینکی! ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور سلیم دوڑتے دوڑتے گر پڑا لیکن پھر فوراً ہی اٹھکر بھاگنے لگا!.... پھر عمران نے اسے جاوید مرزا کے پائیں باغ میں چھلانگ لگاتے دیکھا....!

عمران کی کار فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی!.... لیکن اب اس کی ساری روشنیاں بجھی ہوئی تھیں!

دو فرلانگ آگے جا کر عمران نے کار روکی اور اسے ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں کھڑا کر دیا۔ اب وہ پیدل ہی پائیں باغ کے اس حصے کی طرف جا رہا تھا جہاں لیبارٹری والی عمارت واقع تھی! اچانک اس نے ایک فائر کی آواز سنی جو اسی طرف سے آئی تھی۔ جدھر لیبارٹری تھی پھر دوسرا فائر ہوا اور ایک چیخ سناٹے کا سینہ چیرتی ہوئی تاریکی میں ڈوب گئی!.... عمران نے پہلے تو دوڑنے کا ارادہ کیا پھر رک گیا!.... اب اس نے لیبارٹری کی طرف جانے کا ارادہ بھی ترک کر دیا تھا! وہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔ جلد ہی اس نے کئی آدمیوں کے دوڑنے کی آوازیں سنیں۔ ان میں ہلکا سا شور بھی شامل تھا!... عمران کار کی طرف پلٹ گیا! اس کا ذہن بہت تیزی سے سوچ رہا تھا!

لیکن اچانک اس کے ذہن میں ایک نیا خیال پیدا ہوا۔ کیا وہ تنہائی میں بھی حماقتیں کرنے لگا ہے؟ کیا وہ حماقت نہیں تھی؟ اس نے فائروں کی آوازیں سنیں! اور وہ چیخ بھی کسی زخمی ہی کی چیخ معلوم ہوئی تھی! پھر آخر وہ کار کی طرف کیوں پلٹ آیا تھا.... اسے آواز کی طرف بے تحاشہ دوڑنا چاہیے تھا!....

عمران نے کار اسٹارٹ کی اور پھر سڑک پر واپس آ گیا!.... کوٹھی کے قریب پہنچ کر اس نے کار پائیں باغ کی روش پر موڑ دی اور اسے سیدھا پورچ میں لیتا چلا گیا!

جاوید مرزا کوٹھی سے نکل کر پورچ میں آ رہا تھا۔ اس کی رفتار تیز تھی چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں.... اور ہاتھ میں ریوالور تھا!

"خیریت نواب صاحب!" عمران نے حیرت ظاہر کی!

"اوہ.... سطوت جاہ.... ادھر....!" اس نے لیبارٹری کی سمت اشارہ کر کے کہا "کوئی حادثہ ہو گیا ہے.... دو فائر ہوئے تھے.... چیخ.... بھی.... آؤ.... آؤ....!"

جاوید مرزا اس کا بازو پکڑ کر اسے بھی لیبارٹری کی طرف کھینچنے لگا!....

کوٹھی کے سارے نوکر لیبارٹری کے قریب اکٹھا تھے! صفدر عرفان اور شوکت بھی وہاں

موجود تھے! شوکت نے جاوید مرزا کو بتایا کہ وہ اندر تھا! اچانک اس نے فائروں کی آوازیں سنیں.... پھر چیخ بھی سنائی دی.... باہر نکلا تو اندھیرے میں کوئی بھاگتا ہوا دکھائی دیا! لیکن اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی وہ غائب ہو چکا تھا!....

"اور.... لاش!" جاوید مرزا نے پوچھا!

"ہم ابھی تک کسی کی لاش ہی تلاش کرتے رہے ہیں!" عرفان بولا۔

"لیکن ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی!"

"لاش!" عمران آہستہ سے بڑبڑا کر چاروں طرف دیکھنے لگا!

"تم اب یہاں تنہا نہیں رہو گے! سمجھے!" جاوید مرزا شوکت کے شانے جھنجھوڑ کر چیخا!

شوکت کچھ نہ بولا! وہ عمران کو گھور رہا تھا!

"کوئی آسیبی خلل.... میرا دعویٰ ہے....!" عمران مکا ہلا کر رہ گیا!

"آپ اس وقت یہاں کیسے!" شوکت نے اس سے پوچھا!

"شوکت تمہیں بات کرنے کی تمیز کب آئے گی!" جاوید مرزا نے جھلائے ہوئے لہجہ میں کہا اور عمران ہنسنے لگا.... اچانک اس کے داہنے گال پر دو تین گرم گرم بوندیں پھسل کر رہ گئیں اور عمران اوپر کی طرف دیکھنے لگا! پھر گال پر ہاتھ پھیر کر جیب سے ٹارچ نکالی! انگلیاں کسی رقیق چیز سے چپچپانے لگی تھیں۔

ٹارچ کی روشنی میں اسے اپنی انگلیوں پر خون نظر آیا.... تازہ خون!.... سب اپنی اپنی باتوں میں محو تھے! کسی کی توجہ عمران کی طرف نہیں تھی!....

عمران نے ایک بار پھر اوپر کی طرف دیکھا! وہ ایک درخت کے نیچے تھا اور درخت کا اوپری حصہ تاریکی میں گم تھا!

"لیکن.... ہمیں یہاں کسی کے جوتے ملے ہیں!" صفدر کہہ رہا تھا!

"شاید بھاگنے والا اپنے جوتے چھوڑ گیا ہے۔"

اس نے درخت کے تنے کی طرف ٹارچ کی روشنی ڈالی!.... جوتے سچ مچ موجود تھے! عمران آگے بڑھ کر انہیں دیکھنے لگا! لیکن صفدر نے ٹارچ بجھا دی! اور عمران کو اپنی ٹارچ روشن کرنی پڑی!

"ختم کرو یہ قصہ! چلو یہاں سے!" جاوید مرزا نے کہا۔

"شوکت میں تم سے خاص طور پر کہہ رہا ہوں تم اب یہاں نہیں رہو گے!"

"میرے لئے خطرہ نہیں ہے!" شوکت بولا!

"ہے کیوں نہیں!" عمران بول پڑا۔ "میں بھی آپ کو یہی مشورہ دوں گا!"

"میں نے آپ سے مشورہ نہیں طلب کیا!"

"اس کی پرواہ نہ کیجئے! میں بلا معاوضہ مشورہ دیتا ہوں!" عمران نے کہا! اور پھر بلند آواز میں بولا "میں اسے بھی مشورہ دیتا ہوں جو درخت پر موجود ہے.... اسے چاہیے کہ وہ نیچے اتر آئے.... وہ زخمی ہے.... آؤ.... آجاؤ نیچے.... مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم مسلح نہیں ہو.... اور یہاں سب تمہارے دوست.... ہیں.... آجاؤ نیچے!"

"ارے.... ارے.... تمہیں کیا ہو گیا سطوت چاچا!" جاوید مرزا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اچانک عمران نے اپنی ٹارچ کا رخ اوپر کی طرف کر دیا۔

"میں سلیم ہوں!" اوپر سے ایک بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

"سلیم ہو یا ڈاکٹر! اس کی پرواہ نہ کرو! بس نیچے آجاؤ!" سناٹے میں صرف عمران کی آواز گونجی بقیہ لوگوں کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا!

درخت پر بیک وقت کئی ٹارچوں کی روشنیاں پڑ رہی تھیں!.... لیکن عمران کی نظر شوکت کے چہرے پر تھی! شوکت دفعتاً برسوں کا بیمار نظر آنے لگا!

سلیم شاخوں سے اترتا ہوا تنے کے سرے پر پہنچ چکا تھا اچانک اس نے کراہ کر کہا.... "میں گرا.... مجھے بچاؤ....!"

ایک ہی چھلانگ میں عمران تنے کے قریب پہنچ گیا!

"چلے آؤ.... چلے آؤ.... خود کو سنبھالو.... اچھا.... میں ہاتھ بڑھاتا ہوں اپنے پیر نیچے لٹکا دو!" عمران نے کہا!

جاوید مرزا وغیرہ بھی اس کی مدد کو پہنچ گئے کسی نہ کسی طرح سلیم کو نیچے اتارا گیا!.... اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے! اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "میرے داہنے بازو پر گولی لگی ہے!"

"مگر تم تو جیل میں تھے....!" جاوید مرزا بولا!

"جج.... جی ہاں میں تھا!" سلیم آگے پیچھے جھولتا ہوا زمین پر گر گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

۱۴

وہ لوگ بے ہوش سلیم کو کوٹھی کی طرف لے جا چکے تھے اور اب لیبارٹری کی عمارت کے قریب عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا! وہ بھی ان کے ساتھ تھوڑی دور تک گیا تھا! لیکن پھر

ان کی بے خبری میں لیبارٹری کی طرف پلٹ آیا تھا! ان سب کے ذہن الجھے ہوئے تھے اور کسی کو اس کا ہوش نہیں تھا کہ کون کہاں رہ گیا!.... البتہ تو اب جاوید مرزا شوکت کو وہاں سے کھینچتا ہوا لے گیا تھا!

لیبارٹری والی عمارت کا دروازہ کھلا ہوا تھا!.... عمران اندر گھس گیا۔ اس کی ٹارچ روشن تھی! اندر گھستے ہی جس چیز پر سب سے پہلے اس کی نظر پڑی وہ ایک ریوالور تھا.... وہ زمین پر پڑا تھا۔ اس کا دستہ ہاتھی کے دانت کا تھا اور یہ سو فیصدی وہی ریوالور تھا جو عمران نے پچھلی رات شوکت کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ عمران نے جیب سے رومال نکالا اور اس سے اپنی انگلیاں ڈھکتے ہوئے ریوالور کو نال سے پکڑ کر اٹھا لیا.... اور پھر وہ اسے اپنی ناک تک لے گیا! نال سے بارود کی بو آ رہی تھی! صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس سے کچھ ہی دیر قبل فائر کیا گیا ہے!.... پھر عمران نے میگزین پر نظر ڈالی.... دو چیمبر خالی تھے! اس نے اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی.... اور ریوالور کو بہت احتیاط سے رومال میں لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا پھر وہ وہیں سے لوٹ آیا.... آگے جانے کی ضرورت ہی نہیں تھی! اتنا ہی کافی تھا بلکہ کافی سے بھی زیادہ!....

عمران کوٹھی کی طرف چل پڑا۔ اس کا ذہن خیالات میں الجھا ہوا تھا.... یک بیک وہ رک گیا اور پھر تیزی سے لیبارٹری کی طرف مڑ کر دوڑنے لگا!

"کون ہے! ٹھہرو!" اس نے پشت پر شوکت کی آواز سنی!.... لیکن عمران رکا نہیں۔ برابر دوڑتا رہا.... شوکت بھی غالباً اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا!

"ٹھہر جاؤ.... ٹھہرو.... ورنہ گولی مار دوں گا" شوکت پھر چیخا....

عمران لیبارٹری کی عمارت کے گرد ایک چکر لگا کر جھاڑیوں میں گھس گیا اور شوکت کی سمجھ میں نہ آسکا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا!

شوکت نے اب ٹارچ روشن کر لی تھی اور چاروں طرف اس کی روشنی ڈال رہا تھا!.... لیکن اس نے جھاڑیوں میں گھسنے کی ہمت نہیں کی!

پھر عمران نے اسے عمارت کے اندر جاتے دیکھا! عمران ٹھیک دروازے کے سامنے والی جھاڑیوں میں تھا۔ اس نے شوکت کو دروازہ کھول کر ٹارچ کی روشنی میں کچھ تلاش کرتے دیکھا!....

اب عمران شوکت کو وہیں چھوڑ کر خراماں خراماں کوٹھی کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے ایک بار مڑ کر لیبارٹری کی عمارت پر نظر ڈالی.... اب اس کی ساری کھڑکیوں میں روشنی نظر آ رہی تھی!

۱۵

اس واقعے کو تین دن گزر گئے! فیاض سردار گڈھ ہی میں مقیم تھا! عمران اس سے برابر کام لیتا رہا... لیکن اسے کچھ بتایا نہیں!... فیاض اس پر جھنجھلاتا رہا اور اس وقت تو اسے اور زیادہ تاؤ آیا۔ جب عمران نے لیبارٹری کی راہداری میں پائے جانے والے ریوالور کے دستے پر انگلیوں کے نشانات کی اسٹڈی کا کام اس کے سپرد کیا!... عمران نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسٹڈی کے نتائج معلوم کرنے کے بعد اسے سب کچھ بتا دے گا...! مگر وہ اپنے وعدے پر قائم نہ رہا! ظاہر ہے کہ یہ غصہ دلانے والی بات ہی تھی!...

فیاض واپس جانا چاہتا تھا مگر عمران نے اسے روک رکھا مجبوراً فیاض کو ایک ہفتے کی چھٹی لینی پڑی۔ کیوں کہ وہ سرکاری طور پر اس کیس پر نہیں تھا!...

آج کل عمران سچ مچ پاگل نظر آ رہا تھا!... کبھی ادھر کبھی اُدھر... اور اپنے ساتھ فیاض کو بھی گھسیٹے پھرتا تھا۔!

ایک رات تو فیاض کے بھی ہاتھ پیر پھول گئے... ایک یا ڈیڑھ بجے ہوں گے! چاروں طرف سناٹے اور اندھیرے کی حکمرانی تھی... اور یہ دونوں پیدل سڑکیں ناپتے پھر رہے تھے۔!

عمران کیا کرنا چاہتا تھا؟ یہ فیاض کو معلوم نہیں تھا!...

عمران ایک جگہ رک کر بولا!... "جمیل کی کوٹھی میں گھسنا زیادہ مشکل کام نہیں ہے!"

"کیا مطلب!"

"مطلب یہ کہ چوروں کی طرح...!"

"اس کی ضرورت ہی کیا ہے...!"

"کل رات! نواب جاوید مرزا کی کوٹھی میں میں نے ہی نقب لگائی تھی!... تم نے آج شام اخبارات میں اس کے متعلق پڑھا ہوگا!"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا!"

"پہلے چلا تھا... درمیان میں رک گیا تھا! اب پھر چلنے لگا ہے... ہاں میں نے نقب لگائی تھی اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا!"

"کیوں لگائی تھی! بہت جلد معلوم ہو جائے گا! پرواہ نہ کرو، ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ جمیل کی کوٹھی!"

"بکواس مت کرو!" فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا "میں اس وقت بھی کوٹھی کھلوا سکتا ہوں!

تم وہاں کیا دیکھنا چاہتے ہو!"

"وہ لڑکی... سعیدہ ہے نا... میں بس اس کا روئے زیباد دیکھ کر واپس آ جاؤں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ اس کی آنکھ بھی نہ کھلنے پائے گی... اور میں...."

"کیا بک رہے ہو!"

"میں چاہتا ہوں کہ جب وہ صبح سو کر اٹھے تو اسے اپنے چہرے پر اسی قسم کے سیاہ دھبے نظر آئیں میں اس سے شرط لگا چکا ہوں!"

"کیا بات ہوئی!"

"کچھ بھی نہیں بس میں اسے یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جمیل کے چہرے پر وہ سفید داغ محض بناوٹی ہیں... یعنی میک اَپ"

"ہائیں تم کیا کہہ رہے ہو!"

"دوسرا لطیفہ سنو!" عمران سر ہلا کر بولا "جس دن سلیم کی ضمانت ہوئی تھی اسی رات کو کسی نے اس پر دو فائر کئے تھے... ایک گولی اس کے داہنے بازو پر لگی تھی!"

"کیا تم نے بھنگ پی رکھی ہے!" فیاض نے حیرت سے کہا!

"فائر جاوید مرزا کے پائیں باغ میں ہوئے تھے! لیکن سلیم نے پولیس کو اس کی اطلاع نہیں دی!"

"یہ تم مجھے آج بتا رہے ہو!"

"میں! میرا قصور نہیں!... یہ قصور سراسر اسی گدھے کا ہے... وہ مرنا ہی چاہتا ہے تو میں کیا کروں!"

"اس کا خون تمہاری گردن پر ہوگا تم نے ہی اسے جیل سے نکلوایا ہے!"

"اس کے مقدر میں یہی تھا... میں کیا کر سکتا ہوں!"

"عمران خدا کے لئے مجھے بور نہ کرو!"

"تمہارے مقدر میں بھی یہی ہے! میں کیا کر سکتا ہوں اور تیسرا لطیفہ سنو! وہ ریوالور مجھے لیبارٹری والی عمارت کی راہداری میں ملا تھا... اور وہ نشانات... جو اس کے دستے پر پائے گئے ہیں! سو فیصدی شوکت کی انگلیوں کے نشانات ہیں!..."

"او... عمران کے بچے...!"

"اب چوتھا لطیفہ سنو...! سلیم اب بھی جاوید مرزا کی کوٹھی میں مقیم ہے!"

"خدا تمہیں غارت کرے...!" فیاض نے جھلا کر عمران کی گردن پکڑ لی!

"بائیں.... بائیں!" عمران پیچھے ہٹتا ہوا بولا "یہ سڑک ہے پیارے اگر اتفاق سے کوئی ڈیوٹی کانسٹیبل ادھر آنکلا تو شامت ہی آجائے گی!"

"میں ابھی سلیم.... کی خبر لوں گا!...."

"ضرور.... لو.... اچھا تو میں چلا....!"

"کہاں!"

"جمیل کی کوٹھی کی پشت پر ایک درخت۔ ہے جس کی شاخیں چھت پر جھکی ہوئی ہیں!"

"بکواس نہ کرو.... میرے ساتھ پولیس اسٹیشن چلو! وہاں سے ہم اسی وقت جاوید مرزا کے یہاں جائیں گے!"

"میں کبھی اپنا پروگرام تبدیل نہیں کرتا۔ تم جانا چاہو تو شوق سے جا سکتے ہو! مگر کھیل بگڑنے کی تمام تر ذمہ داری تم پر ہی ہوگی!"

"کیسا کھیل.... آخر تم مجھے صاف صاف کیوں نہیں بتاتے!"

"گڑیوں کے کھیل میں عمر گنوائی.... جانا ہے اک دن سوچ نہ آئی!" عمران نے کہا اور ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا....!

فیاض کچھ نہ بولا اس کا بس چلتا تو عمران کی بوٹیاں اڑا دیتا!

"اب! میں تمہاری کسی حماقت میں حصہ نہ لوں گا" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا "جو دل چاہے کرو! میں جارہا ہوں! اب تم اپنے ہر فعل کے خود ذمہ دار ہو گے!"

"بہت بہت شکریہ! تم جا سکتے ہو.... ٹاٹا.... اور اگر اب بھی نہیں جاؤ گے تو.... ہاٹا.... ہپ!"

۱۶

عمران دشمن کا پکا تھا.... فیاض کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی وہ چوروں کی طرح جمیل کی کوٹھی میں داخل ہوا تھا! فیاض وہیں سے واپس ہو گیا تھا! لیکن اسے رات بھر نیند نہیں آئی تھی!.... عمران کی بکواس سے اس کے صحیح خیالات کا اندازہ کرنا انتہائی مشکل تھا.... اور یہی چیز فیاض کے لئے الجھن کا باعث تھی!.... وہ ساری رات یہی سوچتا رہ گیا کہ معلوم نہیں عمران نے وہاں کیا حرکت کی ہو!.... ضروری نہیں کہ وہ ہر معاملے میں کامیاب ہی ہوتا رہے! ہو سکتا ہے کہ وہ پکڑا گیا ہو!.... پھر اس کی کیا پوزیشن ہوگی!

صبح ہوتے ہی سب سے پہلے اس نے سجاد کو فون کیا!.... ظاہری مقصد یونہی رسمی طور پر خیریت دریافت کرنا تھا اسے توقع تھی کہ اگر کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہوگا تو سجاد خود ہی بتائے گا!.... لیکن سجاد نے کسی نئے واقعے کی اطلاع نہیں دی! فیاض کو پھر بھی اطمینان نہیں ہوا!.... اس نے سجاد سے کہا کہ وہ بعض مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے وہاں آئے گا اور ناشتہ کرکے جمیل کی کوٹھی کی طرف روانہ ہو گیا!.... اسے ڈرائنگ روم میں کافی دیر تک بیٹھنا پڑا۔ لیکن فیاض سوچنے لگا کہ اسے کن مسائل پر گفتگو کرنی ہے!.... بہر حال سجاد ڈرائنگ روم میں موجود نہیں تھا۔ اس لئے اسے سوچنے کا موقع مل گیا!.... لیکن وہ کچھ بھی نہ سوچ سکا! اس کی دانست میں ابھی تک کوئی نئی بات ہوئی ہی نہیں تھی!.... عمران کی پچھلی رات کی باتوں کو مجذوب کی بڑ سمجھتا تھا اور اسی بناء پر اس نے سلیم کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی! عمران کا خیال آتے ہی اسے غصہ آ گیا.... اور ساتھ ہی عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر "السلام علیکم یا اھل القصور" کا نعرہ لگایا!

فیاض کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ وہ بے ساختہ اچھل پڑا۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے....!" فیاض جھلا گیا!

"پرواہ نہ کرو! میں اس وقت شرلاک ہومز ہو رہا ہوں! پیارے ڈاکٹر واٹسن.... پرندوں کے والد بزرگوار کا سراغ مجھے مل گیا ہے.... اور میں بہت جلد.... السلام علیکم...."

"وعلیکم السلام" سجاد نے سلام کا جواب دیا۔ جو دروازے میں کھڑا عمران کو گھور رہا تھا....

"آئیے.... آئیے....!" عمران نے احمقوں کی طرح بوکھلا کر کہا!

سجاد آگے بڑھ کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا! اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے!....

"کیوں کیا بات ہے!" فیاض نے کہا "تم کچھ پریشان سے نظر آ رہے ہو!"

"میں.... ہاں.... میں پریشان ہوں سعیدہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گئی ہے....!"

"کیا؟" فیاض اچھل کر کھڑا ہو گیا!

"ہاں.... مگر.... اس کے صرف چہرے پر دھبے ہیں.... بقیہ جسم پر نہیں!"

"سیاہ دھبے!" فیاض نے بے ساختہ پوچھا!

"فیاض صاحب!" سجاد نے ناخوشگوار لہجے میں کہا! "میرا خیال ہے کہ یہ مذاق نہیں ہے!"

"اوہ.... معاف کرنا.... مگر.... کیا کوئی نیلا.... پرندہ!...."

"پتہ نہیں! وہ سو رہی تھی....! اچانک کسی تکلیف کے احساس سے جاگ پڑی....!"

پر محسوس ہوا جیسے کوئی چیز... داہنے بازو میں چبھ گئی ہو!"

"پرندہ لٹکا ہوا تھا!" عمران جلدی سے بولا!

"جی نہیں وہاں کچھ بھی نہیں تھا!" سجاد نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا "اچانک اس کی نظر ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے پر پڑی اور بے تحاشہ چیخیں مارتی ہوئی کمرے سے نکل بھاگی!"

"اوہ...!" عمران اپنے ہونٹوں کو دائرے کی شکل دے کر رہ گیا!

فیاض عمران کو گھورنے لگا اور عمران آہستہ سے بڑبڑایا "ایسی جگہ ماروں گا جہاں پانی بھی نہ مل سکے!" اس پر سجاد بھی عمران کو گھورنے لگا!

"مگر..." عمران نے دونوں کو باری باری سے دیکھتے ہوئے کہا "جمیل صاحب کو داغ دار بنانے کا مقصد تو سمجھ میں آتا ہے۔ مگر سعیدہ صاحبہ کا معاملہ!... یہ میری سمجھ سے باہر ہے... آخر شوکت کو ان سے کیا پرخاش ہو سکتی ہے!"

"شوکت!" سجاد چونک پڑا۔

"جی ہاں! اس کی لیبارٹری میں ایسے جراثیم موجود ہیں جن کا تذکرہ ڈاکٹروں کی رپورٹ میں ملتا ہے!"

"آپ اسے ثابت کر سکیں گے!" سجاد نے پوچھا!

"چٹکی بجاتے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈلوا دوں گا! بس دیکھتے رہ جایئے گا!"

"آخر کیا ثبوت ہے تمہارے پاس!" فیاض نے پوچھا!

"آہا! اسے مجھ پر چھوڑ دو! جو کچھ میں کہوں کرتے جاؤ... اس کے خلاف ہوا تو پھر میں کچھ نہیں کر سکوں گا! بہر حال آج اس ڈرامے کا ڈراپ سین ہو جائے گا!"

"نہیں پہلے مجھے بتاؤ!" فیاض نے کہا!

"کیا بتاؤں!" یک بیک عمران جھلا گیا! "تم کیا نہیں جانتے! بچوں کی سی باتیں کر رہے ہو!... کیا سلیم پر گولی نہیں چلائی گئی تھی... کیا ریوالور کے دستے پر شوکت کی انگلیوں کے نشانات نہیں ملے! کیا میں نے اس کی لیبارٹری میں نیلے رنگ کے پرندے نہیں دیکھے جنہیں وہ آتش دان میں جھونک رہا تھا...!"

"ریوالور... سلیم... مردہ پرندے... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں کچھ نہیں سمجھا!" سجاد متحیرانہ انداز میں بولا!

"بس سجاد صاحب! اس سے زیادہ ابھی نہیں! جو کچھ میں کہوں کرتے جایئے!... مجرم کے ہتھکڑیاں لگ جائیں گی!"

"بتایئے.... جو کچھ آپ کہیں گے کروں گا!"

"گڈ... تو آپ ابھی اور اسی وقت اپنے بھائیوں اور جمیل صاحب کے ماموؤں سمیت جاوید مرزا کے یہاں جایئے! کیپٹن فیاض بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے!... وہاں جایئے اور جاوید مرزا سے پوچھئے کہ اب اس کا کیا ارادہ ہے جمیل سے اپنی لڑکی کی شادی کرے گا یا نہیں-- ظاہر ہے کہ وہ انکار کرے گا--! پھر اس وقت ضرورت اس بات کی ہوگی کہ کیپٹن فیاض اس پر اپنی اصلیت ظاہر کر کے کہیں کہ انہیں اس سلسلے میں اس کے بھتیجوں میں سے کسی ایک پر شبہ ہے اور فیاض تم اسے کہنا کہ وہ اپنے سارے بھتیجوں کو بلائے... تم ان سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہو!"

"پھر اس کے بعد" فیاض نے پوچھا!

"میں ٹھیک اسی وقت وہاں پہنچ کر نپٹ لوں گا!"

"کیا نپٹ لو گے!"

"تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر روؤں گا!" عمران نے سنجیدگی سے کہا!

فیاض اور سجاد اسے گھورتے رہے... اچانک سجاد نے پوچھا۔ "ابھی آپ نے کسی ریوالور کا حوالہ دیا تھا۔ جس پر شوکت کی انگلیوں کے نشانات تھے!"

"جی ہاں... بقیہ باتیں وہیں ہوں گی! اچھا ٹاٹا..." عمران ہاتھ ہلاتا ہوا ڈرائنگ روم سے نکل گیا... اور فیاض اسے پکارتا ہی رہ گیا!

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ حضرت کیا فرمانے والے ہیں!" سجاد بولا!

"کچھ نہ کچھ تو کرے گا ہی! اچھا اب اٹھو! ہمیں وہی کرنا چاہئے جو کچھ اس نے کہا ہے!"

۱۷

بات بڑھ گئی!... تو اب جاوید مرزا کا پارہ چڑھ گیا تھا!

اس نے فیاض سے کہا... "جی ہاں فرمایئے! میرے سب بچے یہیں موجود ہیں! یہ شوکت ہے! یہ عرفان ہے، یہ صفدر ہے.... بتایئے آپ کو ان میں سے کس پر شبہ ہے اور شبے کی وجہ بھی آپ کو بتانی پڑے گی!... سمجھے آپ!"

فیاض بغلیں جھانکنے لگا! وہ بڑی بے چینی سے عمران کا منتظر تھا! اس وقت اسٹڈی میں جاوید مرزا کے خاندان والوں کے علاوہ جمیل کے خاندان کے سارے مرد موجود تھے! بات جمیل اور

پروین کی شادی سے شروع ہوئی تھی! جاوید مرزا نے ایک میرو حس سے اپنی لڑکی کا رشتہ کرنے سے صاف انکار کر دیا!.... اس پر سجاد نے کافی لے دے کی، پھر فیاض نے اس کے بھتیجوں میں سے کسی کو جمیل کے مرض کا ذمہ دار ٹھہرلیا....

لیکن جب جاوید مرزا نے وضاحت چاہی تو فیاض کے ہاتھ پیر پھول گئے! اسے توقع تھی کہ عمران وقت پر پہنچ جائے گا!.... لیکن ... عمران....؟.... فیاض دل ہی دل میں اسے ایک ہزار الفاظ فی منٹ کی رفتار سے گالیاں دے رہا تھا!

"ہاں آپ بولتے کیوں نہیں! خاموش کیوں ہو گئے!" جاوید مرزا نے اسے للکارا۔

"اماں چلو....یار.... شرماتے کیوں ہو!" اسٹڈی کے باہر سے عمران کی آواز آئی اور فیاض کی باچھیں کھل گئیں۔

سب سے پہلے سلیم داخل ہوا۔ اس کے پیچھے عمران تھا.... اور شاید وہ اسے دھکیلتا ہوا لا رہا تھا! "سطوت جاہ!" جاوید مرزا جھلائی ہوئی آواز میں بولا "یہ کیا مذاق ہے.... آپ بغیر اجازت یہاں کیسے چلے آئے!"

"میں تو یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ آخر ان حضرت کی رپورٹ کیوں نہیں درج کرائی!" عمران نے سلیم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "آج سے چار دن قبل....!"

"آپ تشریف لے جایئے.... جایئے!" نواب جاوید مرزا غرایا!

"آپ کو بتانا پڑے گا جناب!" دفعتاً عمران کے چہرے سے حماقت مآبی کے سارے آثار غائب ہو گئے۔

"یہ مجھے زبردستی لائے ہیں!" سلیم خوفزدہ آواز میں بولا!

"سطوت جاہ! میں بہت بری طرح پیش آؤں گا!" جاوید مرزا کھڑا ہو گیا! اسی کے ساتھ ہی شوکت بھی اٹھا!

"بیٹھو!" عمران کی آواز نے اسٹڈی میں جھنکار سی پیدا کر دی! فیاض نے اس کے اس لہجے میں اجنبیت سی محسوس کی!.... وہ اس عمران کی آواز تو نہیں تھی، جسے وہ عرصہ سے جانتا تھا۔

"میرا تعلق ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے!" عمران نے کہا "آپ لوگ ابھی تک غلط فہمی میں مبتلا تھے! مجھے ان جراثیم کی تلاش ہے، جو آدمی کے خون میں ملتے ہی اسے بارہ گھنٹے کے اندر ہی اندر مبروص بنا دیتے ہیں! شوکت! کیا تمہاری لیبارٹری میں ایسے جراثیم نہیں ہیں!"

"ہرگز نہیں ہیں!" شوکت غرایا!

"کیا تم بدھ کی رات کو اپنی لیبارٹری میں چند مردہ پرندے نہیں جلا رہے تھے.... تنھے پرندے!"

"ہاں! میں نے جلائے تھے پھر؟"

عمران سلیم کی طرف مڑا "تم پر کس نے فائر کیا تھا!"

"میں نہیں جانتا!" سلیم نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"تم جانتے ہو! تمہیں بتانا پڑے گا!"

"میں نہیں جانتا جناب....! مجھ پر کسی نے اندھیرے میں فائر کیا تھا! ایک گولی بازو پر لگی تھی.... اور میں بدحواسی میں درخت پر چڑھ گیا تھا!"

"یہ ریوالور کس کا ہے! عمران نے جیب سے ایک ریوالور نکال کر سب کو دکھاتے ہوئے کہا!"

شوکت اور جاوید مرزا کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں!

"میں جانتا ہوں کہ ریوالور شوکت کا ہے اور شوکت کے پاس اس کا لائسنس بھی ہے!.... میں یہ بھی جانتا ہوں کہ سلیم پر اسی ریوالور سے گولی چلائی گئی تھی اور جس نے بھی فائر کیا تھا اس کی انگلیوں کے نشانات اس کے دستے پر موجود تھے.. اور وہ نشانات شوکت کی انگلیوں کے تھے!"

"ہو گا! ہو گا.... مجھے شوکت صاحب سے کوئی شکایت نہیں ہے!" سلیم جلدی سے بول پڑا۔

"اصلیت کیا ہے سلیم!" عمران نے نرمی سے پوچھا!

"انہوں نے کسی دوسرے آدمی کے دھوکے میں مجھ پر فائر کیا تھا!"

"کس کے دھوکے میں!"

"یہ وہی بتا سکیں گے! میں نہیں جانتا!"

"ہوں! فیاض! ہتھ کڑیاں لائے ہو!" عمران نے کہا۔

"نہیں! نہیں.... یہ کبھی نہیں ہو سکتا....!" جاوید مرزا کھڑا ہو کر ہذیانی انداز میں چیخا!

"فیاض ہتھ کڑیاں....!"

فیاض نے جیب سے ہتھ کڑیوں کا جوڑا نکال لیا۔

"یہ ہتھ کڑیاں سجاد کے ہاتھوں میں ڈال دو!"

"کیا....!" سجاد حلق کے بل چیخ کر کھڑا ہو گیا!

"فیاض....! سجاد کے ہتھ کڑیاں لگا دو!"

"کیا بکواس ہے!" فیاض جھنجھلا گیا!

"خبردار سجاد! اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا!" عمران نے ریوالور کا رخ سجاد کی طرف کر دیا۔!

"عمران میں بہت بری طرح پیش آؤں گا!" فیاض کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا!

"فیاض میں تمہیں حکم دیتا ہوں.... میرا تعلق براہ راست ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے اور

ڈائریکٹر جنرل کے علاوہ سی بی آئی کا ہر آفیسر میرے ماتحت ہے.... چلو جلدی کرو!"

عمران نے اپنا سرکاری شناختی کارڈ جیب سے نکال کر فیاض کے سامنے ڈال دیا!

فیاض کے چہرے پر سچ مچ ہوائیاں اڑنے لگیں! اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ شناختی کارڈ میز پر رکھ کر وہ سجاد کی طرف بڑھا اور ہتھ کڑیاں اس کے ہاتھوں میں ڈال دیں!

"دیکھا آپ نے؟" سلیم نے شوکت کی طرف دیکھ کر پاگلوں کی طرح قہقہہ لگایا "خدا بے انصاف نہیں ہے!" شوکت کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ پھیل گئی!

"تم ادھر دیکھو سلیم!" عمران نے اسے مخاطب کیا! "تم نے کس کے ڈر سے جیل میں پناہ لی تھی!"

"جس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ہیں! یہ یقیناً مجھے مار ڈالتا.... ہم جانتے تھے کہ وہ جراثیم ہماری لیبارٹری سے اسی نے چرائے ہیں! لیکن ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا!.... اکثر لوگ ہماری لیبارٹری میں آتے رہتے ہیں! ایک دن یہ بھی آیا تھا.... جراثیم پر بات چھڑ گئی تھی.... میں نے خورد بین سے کئی جراثیم بھی دکھائے ان میں وہ جراثیم بھی تھے جو سو فیصدی شوکت صاحب کی دریافت ہیں! پھر ایک ہفتے کے بعد ہی جراثیم کا مرتبان پر اسرار طور پر لیبارٹری سے غائب ہو گیا! اس سے تین ہی دن قبل کالج کے سائنس کے طلبا ہماری لیبارٹری دیکھنے آئے تھے!.... ہمارا خیال انہیں کی طرف گیا.... لیکن جب غائب ہونے کے چوتھے ہی دن جمیل صاحب اور نیلے پرندے کی کہانی مشہور ہوئی تو میں نے شوکت صاحب کو بتایا کہ ایک دن سجاد بھی لیبارٹری میں آیا تھا! پھر اسی شام کو ہماری لیبارٹری میں تین مردہ پرندے پائے گئے! وہ بالکل اسی قسم کے تھے جس قسم کے پرندے کا تذکرہ اخبارات میں کیا گیا تھا! ہم نے انہیں آگ میں جلا کر راکھ کر دیا اور پھر یہ بات واضح ہو گئی کہ سجاد یہ جرم شوکت صاحب کے سر تھوپنا چاہتا ہے! دوسری شام کسی نامعلوم آدمی نے مجھ پر گولی چلائی! میں بال بال بچا! شوکت صاحب نے مجھے مشورہ دیا کہ میں کسی محفوظ مقام پر چلا جاؤں تاکہ وہ اطمینان سے سجاد کے خلاف ثبوت فراہم کر رکھیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ مجھ پر سجاد ہی نے حملہ کیا تھا! محض اس لئے کہ میں کسی سے یہ کہنے کے لئے زندہ نہ رہوں کہ سجاد بھی کبھی لیبارٹری میں آیا تھا اور وہ جراثیم دکھائے گئے تھے!"

"بکواس ہے!" سجاد چیخا! "میں کبھی لیبارٹری میں نہیں گیا تھا!"

"تم خاموش رہو! فیاض اسے خاموش رکھو!" عمران نے کہا پھر سلیم سے بولا "بیان جاری رہے۔" سلیم چند لمحے خاموش رہ کر بولا "شوکت صاحب نے محض میری زندگی کی حفاظت کے خیال سے مجھ پر چوری کا الزام لگا کر گرفتار کرا دیا!.... لیکن سجاد نے میرا وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا.... ایک انگریز لڑکی وہاں پہنچی، جو غالباً سجاد ہی کی بھیجی ہوئی تھی اور مجھے خواہ مخواہ غصہ

دلانے لگی تاکہ میں جھلا کر اپنے جیل آنے کا راز اگل دوں!"

"خیر.... خیر.... آگے کہو!" عمران بڑبڑایا وہ سمجھ گیا کہ اس کا اشارہ روشی کی طرف ہے!

"پھر پتہ نہیں کیوں اور کس طرح میری ضمانت ہوئی!... ظاہر ہے کہ اس انہونی بات نے مجھے بدحواس کر دیا اور میں نے اسی طرف کا رخ کیا! لیکن کوئی میرا تعاقب کر رہا تھا!.... کوٹھی کے پاس پہنچ کر اس نے ایک فائر بھی کیا! لیکن میں پھر بچ گیا۔ یہاں پائیں باغ میں اندھیرا تھا.... میں لیبارٹری کے قریب پہنچا.... شوکت صاحب مجھے شاید میں وہی آدمی ہوں جو آئے دن لیبارٹری میں مردہ پرندے ڈال جایا کرتا تھا!.... انہوں نے اسی کے دھوکے میں مجھ پر فائر کر دیا!...."

"کیوں؟" عمران نے شوکت کی طرف دیکھا!

"ہاں یہ بالکل درست ہے!.... سجاد یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح ان پرندوں پر بہنا صاحب کی بھی نظر پڑ جائے اور وہ مجھے ہی مجرم سمجھنے لگیں! ویسے انہیں تھوڑا بہت شبہ تو پہلے بھی تھا!"

عمران نے جاوید مرزا کی طرف دیکھا! لیکن جاوید مرزا خاموش رہا۔!

"کیا بکواس ہو رہی ہے.... یہ سب پاگل ہو گئے ہیں!" سجاد حلق پھاڑ کر چیخا! "ارے بدبختو۔ اندھو! میرے ساتھ چل کر میری لڑکی سعیدہ کی حالت دیکھو! وہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گئی ہے! کیا میں اپنی بچی پر بھی اس قسم کے جراثیم.... یا خدا.... یہ سب پاگل ہیں۔" دفعتاً شوکت ہنس پڑا....

"خوب!" اس نے کہا "تمہیں بیٹی یا بیٹے سے کیا سروکار تمہیں تو دولت چاہئے۔ دونوں میرو صوں کی شادی کر دو! وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کریں گے! دوسری حرکت تم نے محض اپنی گردن بچانے کے لئے کی ہے!"

"نہیں سجاد! تم کچھ خیال نہ کرنا!" عمران مسکرا کر بولا "دوسری حرکت میری تھی!"

سجاد اسے گھورنے لگا.... اور شوکت کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئی تھیں! فیاض اس طرح خاموش بیٹھا تھا جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو!

"دوسری حرکت میری تھی.... اور تمہاری لڑکی کسی مرض میں مبتلا نہیں ہوئی! ان داغوں کو خالص اسپرٹ سے دھو ڈالنا چہرہ صاف ہو جائے گا!...."

"خیر.... خیر....! مجھ پر جھوٹا الزام لگایا جا رہا ہے اور میں عدالت میں دیکھوں گا!"

"ضرور دیکھنا سجاد! واقعی تمہارے خلاف ثبوت بہم پہنچانا بڑا مشکل کام ہو گا! لیکن یہ بتاؤ.... کہ پچھلی رات اپنی لڑکی کا چہرہ دیکھ کر تم بے تحاشہ اینڈ حسن کے گودام کی طرف کیوں بھاگے

تھے.... بتاؤ.... بولو.... جواب دو!"

دفعتاً سجاد کے چہرے پر زردی پھیل گئی! پیشانی پر پسینے کی بوندیں پھوٹ آئیں۔ آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونے لگیں اور پھر دفعتاً اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی وہ بے ہوش ہو گیا تھا!

۱۸

اسی شام کو عمران روشی اور فیاض راکل ہوٹل میں چائے پی رہے تھے! فیاض کا چہرہ اترا ہوا تھا اور عمران کہہ رہا تھا! "مجھے اسی وقت یقین آ گیا تھا کہ سلیم شوکت سے خائف نہیں ہے جب اس نے جیل سے نکلنے کے بعد جاوید مرزا کی کوٹھی کا رخ کیا تھا!"

"مگر ایند حسن کے گودام سے کیا برآمد ہوا ہے!" روشی نے کہا "تم نے وہ بات ادھوری چھوڑ دی تھی...."

"وہاں سے ایک مرتبان برآمد ہوا ہے، جس میں جراثیم ہیں!.... اور نیلے رنگ کے پرندوں کا ایک ڈھیر ربڑ کے تین پرندے.... گوند کی ایک بوتل! اور انجکشن کی تین سوئیاں.... کیا سمجھیں!.... وہ حقیقتاً پرندہ نہیں تھا جسے جمیل نے اپنی گردن سے کھینچ کر کھڑکی کے باہر پھینکا تھا!.... بلکہ ربڑ کا پرندہ جس پر گوند سے نیلے رنگ کے پر چپکائے گئے تھے! اس کے پیٹ میں وہ سیال مادہ بھرا گیا تھا جس میں جراثیم تھے! پرندے کی چونچ کی جگہ انجکشن لگانے والی کھوکھلی سوئی فٹ کی گئی تھی!.... پہلے جمیل پر باہر سے کھڑکی کے ذریعے ایک پرندہ ہی پھینکا گیا تھا! جو اس کے شانے سے ٹکرا کر اڑ گیا تھا۔ پھر وہ نقلی پرندہ پھینکا گیا! جس میں لگی ہوئی سوئی اس کی گردن میں پیوست ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ وہ بدحواس ہو گیا ہوگا، جیسے ہی اس نے اسے پکڑا ہوگا دباؤ پڑنے سے سیال مادہ سوئی کے راستے اس کی گردن میں داخل ہو گیا ہوگا!.... پھر اس نے بوکھلاہٹ میں اسے کھینچ کر کھڑکی کے باہر پھینک دیا! پہلے نیلے رنگ کا ایک پرندہ اس کے شانے سے ٹکرا کر اڑ چکا تھا۔ اس لئے اس نے اسے بھی پرندہ ہی سمجھا!.... اور پچھلی رات.... واہ.... وہ بھی عجیب اتفاق تھا میں جمیل کی کوٹھی میں گھسا! سعیدہ کو کلوروفارم کے ذریعہ بے ہوش کر کے اس کے چہرے پر اپنی ایک ایجاد آزمائی جسے میک اپ کے سلسلے میں اور زیادہ ترقی دینے کا خیال رکھتا ہوں! پھر کلوروفارم کا اثر زائل ہونے کا منتظر رہا! یہ سب میں نے اس لئے کیا تھا کہ گھر والوں پر اس کا ردعمل دیکھ سکوں! خاص طور سے سجاد کی طرف خیال بھی نہیں تھا! جیسے ہی میں نے محسوس کیا کہ اب کلوروفارم کا اثر زائل ہو رہا ہے۔ میں نے اس کے پاؤں میں

لہوئی چھوئی اور مسہری کے نیچے گھس گیا!.... پھر ہنگامہ برپا ہو گیا! سجاد ہی سب سے زیادہ بدحواس نظر آ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ اسے بھی کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی تھی کیونکہ سعیدہ اس کی بیٹی ہی ٹھہری!.... لیکن جب میں نے اسے گھر والوں کو وہیں چھوڑ کر ایک طرف بھاگتے دیکھا تو .... تم خود سوچو فیاض! بھلا اس وقت ایند حسن کے گودام میں جانے کی کیا تک تھی! بہر حال سجاد ہی نے بے خبری میں میرے لئے اپنے خلاف ثبوت بہم پہنچائے! دراصل اس کی شامت ہی آ گئی تھی! ورنہ ان چیزوں کو رکھ چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی!"

"اچھا بیٹا! وہ تو سب ٹھیک ہے!" فیاض نے ایک طویل انگڑائی لے کر کہا "وہ تمہارا شناختی کارڈ"

"یہ حقیقت ہے کہ میں تمہارا آفیسر ہوں! میرا تعلق براہ راست ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے! اور ہوم سیکرٹری سر سلطان نے میرا تقرر کیا ہے.... لیکن خبردار.... خبردار.... اس کا علم ڈیڈی کو نہ ہونے پائے ورنہ تمہاری مٹی پلید کر دوں گا سمجھے....!"

فیاض کا چہرہ لٹک گیا! اس کے لئے یہ نئی دریافت بڑی تکلیف دہ تھی!

"تم نے مجھے بھی آج تک اس سے بے خبر رکھا!" روشی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے کس کی باتوں میں آئی ہو روشی ڈیئر!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا "یہ عمران بول رہا ہے.... عمران جس نے سچ بولنا سیکھا ہی نہیں!.... میں تو فیاض کو گھس رہا تھا!"

فیاض کے چہرے پر اب بھی بے یقینی پڑھی جا سکتی تھی!

تمام شُد